جہاد
کی طرف
ایک قدم
سارجنٹ اقبال محمد (ریٹائرڈ) دیوانہ

جہاد

کی طرف

ایک قدم

از

جناب اقبال محمد (ریٹائرڈ) دیوانہ

تعداد طبع ۱۰۰۰ بار دوئم سن طباعت ۱۹۸۰ء ہدیہ ۱۰ر روپے

باہتمام محمد یعقوب مطبع حمایت اسلام پریس ناشر اقبال محمد دیوانہ نے لاہور سے شائع کیا۔

فہرست عنوانات

جہاد کی طرف ایک قدم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنے محسن پیر و مرشد پاک غوث و یوسفِ زمانہ سیدنا لعل حسین شاہ صاحب دام برکاتہ، (ڈھوک کھبہ) چک لالہ دربار غوثیہ کے حضور احسن ترین دعاؤں کے نذرانہ کے ساتھ جو بارگاہ رب العزت میں صبح و شام نہ جانے کتنی بار پیش کی جاتی ہیں جن کی تیرہ برس قبل پہلے ہی روز پہلی ایک ہی نگاہِ کرم نے بندۂ بے خبر کے شب و روز تبدیل کر ڈالے قارئین اور اپنے بہن بھائیوں کی خدمت میں مختصر کتاب

جہاد کی طرف ایک قدم

پیش خدمت ہے۔ جناب ڈاکٹر خورشید صاحب بی اے (ہومیو پیتھک) ڈاکٹر طالب حسین صاحب (ہومیو پیتھک) سابق خطیب جناب مولانا عبدالحق ظفر چشتی صاحب صفدر سٹریٹ جامع مسجد مصطفےٰ آباد کے چشمِ التفات کا بھی ممنون منت ہوں۔ اور اشاعت میں پیش پیش حصہ لینے کا بھی بے حد مشکور ہوں اور دعا گو ہوں کہ اس کا اجر اللہ تعالےٰ انہیں اپنے دستِ فیض سے عطا فرمائے (اقبال)

زیرِ نظر کتاب جناب صوفی اقبال محمد سابقہ سارجنٹ ایئر فورس کی سعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں سیدھی راہ تلاش کر کے دوسرے

۱؎ تفسیر شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی و شبیر احمد عثمانی
۲؎ ترجمہ و تفسیر غرائب القرآن جناب شمس العلماء مولوی حافظ نذیر احمد صاحب ایل ایل ڈی
۳؎ ترجمہ و تفسیر مولانا فتح محمد صاحب جالندھری ۴؎ ترجمہ احمد رضا خان صاحب بریلوی

بھائیوں کو اس پر چلنے کی ترغیب دلائی ہے۔ ہر سطر اور ہر لفظ میں ایک نئی کشش موجود ہے میں نے کتاب کے سب اوراق کو بغور پڑھا اور مجھے بہت کچھ حاصل ہوا ہے مجھے خوشی ہوئی کہ انہوں نے نہایت جانفشانی اور لگن سے اس کام کو سرانجام دیا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کتاب کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اس کا اجر من جانب اللہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے دنیا والوں سے ایسے کاموں کی اور تبلیغ کی قیمت نہیں مانگتے۔ صوفی صاحب کہتے ہیں" اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور رحمت سے مجھ پر خوش ہو جائے اور مہربانی فرما کر میری غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی اگر اس کی وجہ سے ہی کر دے تو میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کروں گا"

میں نے یہ چند سطور ہدیہ قارئین اس لئے کی ہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنا فضل و کرم کر دے اور "لکڑی سنگ لوہا" بھی تیر جائے اور اپنا بھی سفینہ کنارے اور محفوظ کنارے پر لگ جائے اور میں بھی وادی ایمن میں سکون حاصل کرسکوں اور چونکہ یہ قرآن و حدیث کی روشنی ہے اس لئے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی میرا لفظ یا بات محبوب ہو جائے اور اس ناقص قلم سے نکلنے کے وقت یا بعدہٗ میری مغفرت یا رہائی کا باعث بن سکے۔ عین ممکن ہے کہ کسی پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ راہ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا کر دے اور اس کی کسی وقت کی دعا میری بگڑی بنانے میں ممد و معاون ہو جائے۔

آخر میں عرض کرونگا کہ اس کتاب کو پڑھنا اور اسکی روشنی کو دوسروں تک پہنچانا اور اس پر اپنی ہمت کیمطابق عمل کرنا ہر بہن بھائی کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث ہمارے لئے ازل سے ابد تک راہ ہدایت سراسر نور اور رحمت ہیں اور میں جناب علامہ اقبالؒ کے اس شعر کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں،

درسِ قرآن اگر ہم نے نہ بھلایا ہوتا
یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا
(ڈاکٹر خورشید شاہین آباد۔ گوجرانوالہ)

جہاد کی طرف ایک قدم

تعارف: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ کو دو قطرے بہت محبوب ہیں ۔ ایک قطرہ آنسو کا جو خدا کے ڈر سے بہ نکلا اور دوسرا قطرہ شہید کے خون کا۔ (ترمذی شریف)

لہ جہاد کے معنی ہیں کسی ناپسندیدہ چیز کے دفع کرنے میں انتہائی کوشش کرنا یہ کوشش کبھی ہتھیار سے کبھی زبان سے کبھی قلم سے یعنی جس وقت جس کے مقابلہ میں جس طرح مصلحت ہو کی جاتی ہے بعض علماء کی رائے ہے کہ منافقین کا نفاق بالکل عیاں ہو جائے تو ان پر جہاد بالسیف کیا جا سکتا ہے صد ۲۵

طلبِ علم اور جہاد فرض کفایہ ہیں، کسی بستی، گلی کوچے کے چند گنے چنے لوگ ایک فریضہ میں شمولیت کر لیں جب کہ سب کے سب شامل نہ ہو سکیں۔ فرض کفایہ کہلاتا ہے، البتہ امامِ وقت کی طرف سے اگر نفیرِ عام ہو جائے تو یہ فریضہ فرض عین ہو جاتا ہے۔ غزوہ تبوک میں یہی صورت تھی اس لئے پیچھے رہنے والوں سے باز پرس ہوئی۔ لفظ مجاہدہ میں ہر قسم کی زبانی قلمی مالی بدنی کوشش شامل ہے اور جہاد کی تمام قسمیں جہاد مع النفس جہاد مع الشیطان۔ جہاد مع البغاۃ یعنی جو مسلمانوں پر حملہ کر دیں۔ جہاد مع المبطلین

اس کے تحت ہیں۔

زمانہ کی رفتار بدلنے سے اور نظام افواج کے قیام کی بدولت آج یہ فریضہ دنیائے اسلام کے سربراہوں پر عائد ہوتا ہے کہ اجتماعی نظم و نسق برقرار رکھیں اور جو مجاہدین میں شمولیت سے ہمکنار نہ ہوئے ہوں یا نہ ہو سکے ہوں انہیں افوج کے معاون رہتے سے کے مواقع فراہم کریں جس جہاد کی اہم نوعیت سے دنیائے اسلام دوچار ہے وہ خوفِ خدا کے ساتھ معاشرہ کی اصلاح، روح بیدار کو اجاگر کرنا اور قوم و ملت اور دین کے دشمنوں سے ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے تاکہ دنیا و آخرت میں ہم سرخرو ہیں۔

لہٰذا ایک طالب علم کی حیثیت سے ایک مجاہد کو حتی الوسیع اختصار کے ساتھ قرآن حکیم، حدیث اور تاریخ کی روشنی میں، اپنا دغفلت کوتاہی سے کھویا ہوا وقار پھر حاصل کرنے کی دعوت دی جاتی ہے کہ مجاہدانہ زندگی میں اپنا مجاہدہ اور محنت سے، صحیح مقام دوبارہ تلاش کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔ اس مخلص سعی میں آیات قرآنی تبرکاً ایک ایک عنوان میں لکھ دی گئی ہیں۔ آیاتِ مبارکہ (کبھی غفلت سے پاؤں تلے روندے جاتے کے ڈر سے) ازروئے ادب و احترام تحریر نہیں کی گئیں۔ صرف انکا سورۃ آیت نمبر لکھ دیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت رہتی دنیا تک ادا ہوتی رہے۔ آمین یارب العالمین۔

ارشاد نبوی ہے: "میری امت کے فتنہ و فساد کے وقت جو شخص میری سنت کو مضبوطی سے پکڑے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا (بیہقی شریف)

اہمیت ○ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خبردار ہو کر تم میری بات کو سن لو کہ تم سب حاکم ہو اور تم میں سے ہر شخص اپنی رعیت کے متعلق قیامت میں پوچھا جائے گا۔ پس وہ امیر جو لوگوں پر حاکم مقرر ہے وہ اپنی رعیت کی بابت جواب دہ ہوگا۔ اور ہر شخص اپنے اہل بیت پر حاکم ہے۔ وہ

اپنی رعیت یعنی گھر والوں کے متعلق پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند اور اس کی اولاد کی محافظ ہے اور وہ ان کے متعلق جوابدہ ہوگی اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے وہ اس کے مال کے متعلق پوچھا جائے گا۔ خبردار تم سب ہی حاکم ہو اور اپنی اپنی رعیت کے متعلق پوچھے جاؤ گے (حدیث متفق علیہ)

البقرۃ ۲/۱۹۰ اور جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی خدا کی راہ میں ان سے لڑو۔ مگر زیادتی نہ کرنا۔ کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

۱۹۱۔ اور ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور جہاں سے انھوں نے تمہیں نکالا ہے (یعنی مکے سے) وہاں سے تم بھی ان کو نکال دو اور (دین سے گمراہ کرنے کا) فساد قتل و خونریزی سے کہیں بڑھ کر ہے اور جب تک وہ تم سے مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کے پاس نہ لڑیں تم بھی وہاں ان سے نہ لڑنا۔ ہاں اگر وہ تم سے لڑیں تو تم ان کو قتل کر ڈالو کافروں کی یہی سزا ہے (اس آیت پاک کا اطلاق صرف سرزمین عرب پر ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر مومن مسلمان پر اور جہاں کہیں وہ قیام پذیر ہے اس خطہ پر بھی پورا ہوتا ہے

۱۹۲: اگر وہ باز آجائیں تو خدا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔)

۱۹۳: اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے۔ اور (ملک میں) خدا ہی کا دین ہو جائے اور اگر وہ (فساد سے) باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں (کرنی چاہیئے)

۲۱۶ (مسلمانو) تم پر (خدا کے رستے میں) لڑنا فرض کر دیا گیا ہے وہ تمہیں ناگوار تو ہوگا مگر عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو۔ اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لئے مضر ہو اور (ان باتوں کو) خدا ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

۲۱۷ (یا رسول اللہ) آپ سے لوگ عزت والے مہینوں میں لڑائی کرنے کے بارے

میں دریافت کرتے ہیں۔ فرما دیجئے کہ ان میں لڑنا بڑا (گناہ ہے) اور خدا کی راہ سے روکنا اور اس سے کفر کرنا اور مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ میں جانے) سے (بند کرنا) اور اہل مسجد کو اس میں سے نکال دینا (جو یہ کفار کرتے ہیں) خدا کے نزدیک اس سے بھی زیادہ (گناہ) ہے اور فتنہ انگیزی خونریزی سے بھی بڑھ کر ہے اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر مقدور رکھیں تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر (کر کافر ہو) جائے گا اور کافر ہی مرے گا تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت دونوں میں برباد ہو جائیں گے اور یہی لوگ دوزخ (میں جانے) والے ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۲۴۴- اور (مسلمانو) خدا کی راہ میں جہاد کرو اور جان رکھو کہ خدا (سب کچھ) سنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے

سورۃ آل عمران ۱۴۲/۳ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ (بے آزمائش) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے (حالانکہ) ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں، اور (یہ بھی مقصود ہے کہ) وہ ثابت قدم رہنے والوں کو معلوم کرے۔

۱۷۹ (لوگو) جب تک خدا ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے گا مومنوں کو اس حال میں جس میں تم ہو ہرگز نہیں رہنے دے گا۔ اور اللہ تم کو غیب کی باتوں سے بھی مطلع نہیں کرے گا۔ البتہ خدا اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہتا ہے انتخاب کر لیتا ہے تو تم خدا پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر ایمان لاؤ گے۔ اور پرہیزگاری کرو گے تو تم کو اجر عظیم ملے گا۔

۲۰۰ اے اہل ایمان (کفار کے مقابلے میں) ثابت قدم رہو اور استقامت رکھو اور (مورچوں پر) جمے رہو۔ اور خدا سے ڈرو۔ تاکہ مراد حاصل کرو۔

سورۃ النسآء ۴: ۷۴ تو جو لوگ آخرت (کو خریدتے اور اس) کے بدلے دنیا کی

زندگی کو بیچنا چاہتے ہیں ان کو چاہیئے کہ خدا کی راہ میں جنگ کریں اور جو شخص خدا کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو جائے یا غلبہ پائے ہم عنقریب اس کو بڑا ثواب دینگے۔

۷۵ اور تم کو کیا ہوا ہے کہ خدا کی راہ میں اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو اس (ملک) بستی سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا۔ اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا دے اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما۔

۸۴۔ تو (اے نبی ص اللہ) خدا کی راہ میں لڑیئے۔ آپ ص اپنے سوا کسی کے ذمہ دار نہیں اور مومنوں کو بھی ترغیب دیجئے، قریب ہے کہ خدا کافروں کی لڑائی کو بند کر دے، اور خدا لڑائی کے اعتبار سے بہت سخت ہے اور سزا کے لحاظ سے بہت سخت ہے

المائدۃ $\frac{5}{35}$۔ اے ایمان والو خدا سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرتے رہو اور اس کے رستے میں جہاد کرو تا کہ رستگاری پاؤ۔

الانفعال $\frac{8}{39}$ اور ان (کافر) لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب خدا ہی کا ہو جائے۔ اگر وہ باز آجائیں تو خدا ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

۴۰ اگر روگردانی کریں تو جان رکھو کہ (مومنو!) خدا تمہارا حمایتی ہے (اور) وہ خوب حمایتی اور خوب مددگار ہے۔

التوبۃ $\frac{9}{29}$ جو لوگ اہل کتاب میں سے خدا پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روز آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو خدا اور اس کے رسول ص نے حرام کی ہیں اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان سے جنگ کرو یہانتک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔

۳۸: مومنو تمہیں کیا ہوا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ خدا کی راہ میں (جہاد

کے لئے) نکلو تو تم (کاہلی کے سبب سے) زمین پر گرے جاتے ہو (یعنی گھروں سے نکلنا نہیں چاہتے) کیا تم آخرت (کی نعمتوں) کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھے ہو۔ دنیا کی زندگی کے فائدے تو آخرت کے مقابل میں بہت ہی کم ہیں۔

۷۳-۱۰ اے اللہ کے نبیؐ کافروں اور منافقوں سے لڑیئے ان پر سختی کیجئے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

ابراہیم ۱۴/۱۳ اور جو کافر تھے انہوں نے اپنے پیغمبروں سے کہا (یا تو) ہم تم کو اپنے ملک سے باہر نکال دیں گے یا ہمارے مذہب میں داخل ہو جاؤ۔ تو پروردگار نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ظالم لوگوں کو ہلاک کر دیں گے۔

۱۴۔ اور ان کے بعد تم کو اس زمین میں آباد کر دیں گے یہ اس شخص کے لئے ہے (جو قیامت کے روز) میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور میرے عذاب سے خوف کرے۔

۱۵۔ اور پیغمبروںؑ نے (خدا سے اپنی) فتح چاہی تو ہر سرکش ضدی نامراد ہو کر رہ گیا۔

الحج ۲۲/۳۹۔ جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور خدا (ان کی مدد کرے گا وہ) یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے۔

۴۰۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے (انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار خدا ہے اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں کے) صومعے اور (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں خدا کا بہت سا ذکر کیا جاتا ہے گرائی جا چکی ہوتیں (اور جو شخص خدا کی مدد کرتا ہے خدا اس کی ضرور مدد فرماتا ہے بیشک

خدا توانا غالب ہے۔

۴۱ - یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے۔

۷۸ : اور خدا کی راہ میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی (اور تمہارے لئے) تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین (پسند کیا) اس نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا اور اس کتاب میں بھی (وہی نام رکھا ہے تو جہاد کرو) تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں اور تم لوگوں کے مقابلے میں شاہد ہو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور خدا کے دین کی رسی کو پکڑے رہو وہی تمہارا دوست ہے اور خوب دوست اور خوب مددگار ہے

الفرقان ۲۵/۵۲ - تو تم کافروں کا کہا نہ مانو اور ان سے اس قرآن کے حکم کے مطابق بڑے شدومد سے لڑو۔

محمد ۴۷/۴ - جب تم کافروں سے بھڑ جاؤ تو ان کی گردنیں اڑا دو یہاں تک کہ جب ان کو خوب قتل کر چکو تو (جو زندہ پکڑے جائیں ان کو) مضبوطی سے قید کر لو پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دینا چاہیئے یا کچھ مال لے کر یہاں تک کہ (فریق مقابل) لڑائی (کے ہتھیار ہاتھ سے) رکھ دے یہ (حکم یاد رکھو) اور اگر خدا چاہتا تو (اور طرح) ان سے انتقام لے لیتا۔ لیکن اس نے چاہا کہ تمہاری آزمائش ایک (کو) دوسرے سے (لڑوا کر) کرے اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ان کے عملوں کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔

۳۱ : اور ہم تم لوگوں کو آزمائیں گے تاکہ جو تم میں لڑائی کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں ان کو معلوم کریں اور تمہارے حالات جانچ لیں۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے چند خاص بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنتوں میں سب سے بلند جنت میں رکھے گا اور وہ لوگ سب سے زیادہ عقل مند ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم سب سامعین نے عرض کیا کہ وہ سب سے زیادہ عقل مند کس طرح ہوں گے فرمایا اس طرح ان کی تمام سعی وہمت اللہ ہی کی طرف ہے اور ان کی تمام کوششوں کا خلاصہ اللہ کی رضامندی ہے وہ دنیا اور اس کی فضولیوں سے اور اس کی ریاست اور عیش سے بالکل بے رغبت ہو گئے ہیں ان کے نزدیک دنیا بالکل حقیر ہے انھوں نے اس دنیا میں تھوڑے دنوں تو مصیبتوں اور مشقتوں پر صبر کیا، پھر غیر متناہی زمانے میں راحت اٹھا رہے ہیں۔

جہاد کی اہمیت کے پیش نظر کیونکہ مولائے کریم اپنے حبیب کی امت کو دنیا و آخرت میں وہی مقام دینا چاہتا ہے جسے اس نے اپنے کلام پاک میں فرمایا (آل عمران ۴/۱۱۰) (مومنو، جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم اُن سب سے بہتر ہو . . . . . لہٰذا از روئے عنایت کبھی کبھار کوئی آزمائش یا مصیبت بھیج دیتا ہے۔

سید الانبیاء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس قدر بڑی مصیبت برداشت کی جائے اس قدر زیادہ اجر ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اسے کسی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے پھر جو اس قوم سے راضی ہوا اس سے خدا بھی راضی اور جو اس سے ناراض ہوا اس سے خدا تعالےٰ بھی ناراض۔ (ترمذی شریف)

آقائے نامدار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص کسی نیک کام کے واسطے ترغیب دیتا ہے تو اسے اسی قدر ثواب ملتا ہے جس قدر

اس شخص کو جو اس کی پیروی کرتا ہے۔ اور اس سے ان ہر دو کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی اور جو شخص کسی بُرے کام کی رغبت دیتا ہے تو اسے اسی قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر اس شخص کو جو اس کی پیروی کرتا ہے اور اس سے ہر ان دو کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ (مالک و مسلم شریف)

"کن سے کیونکر اور کیسے جہاد کیا جائے"
(۲)

البقرہ ۲/۲۴۶ - ۲۵۱ تفسیر ۲: یا رسول اللہ کیا آپ نے بنی اسرائیل کے سرداروں کی حالت پر نظر نہیں کی کہ ایک زمانے میں انھوں نے موسیٰؑ کے بعد اپنے (وقت کے) پیغمبر (سموئیلؑ) سے درخواست کی ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کیجئے کہ ہم اس کے سہارے سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں (پیغمبرؑ نے) کہا اگر تم پر جہاد فرض کیا جائے تو تم سے کچھ بعید نہیں کہ تم نہ لڑو وہ بولے کہ ہم اپنے گھروں سے اور بال بچوں سے نکالے جا چکے تو ہمارے لئے اب کون سا عذر ہے کہ خدا کی راہ میں نہ لڑیں پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو ان میں سے چند کے سوا باقی سب پھر بیٹھے اور اللہ تو نافرمانوں کو خوب جانتا ہے۔

اور ان کے پیغمبرؑ نے ان سے کہا کہ اللہ نے (تمہاری درخواست کے مطابق) طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا (اسی پر) کہنے لگے کہ اس کو ہم پر کیونکر حکومت مل سکتی ہے حالانکہ اس سے تو حکومت کے ہم ہی زیادہ حقدار ہیں کہ اس کو تو مال (دولت کے اعتبار) سے بھی کچھ ایسی فارغ البالی نصیب نہیں (پیغمبرؑ نے) کہا اللہ نے تم پر (حکمرانی کے لئے) اسی کو پسند فرمایا ہے (اور مال میں نہیں تو) علم (میں) اور جسم میں اس کو (بڑی) فراخی دی ہے اور اللہ اپنا ملک جس کو چاہے دے

اور اللہ تعالیٰ (بڑی) گنجائش والا اور سب کے حال سے واقف ہے اور ان کے پیغمبر نے ان سے کہا کہ طالوت کے (من جانب اللہ) بادشاہ ہونے کی نشانی ہے کہ وہ صندوق جس میں تمہارے پروردگار کی بھیجی ہوئی تسلی (یعنی توراۃ) ہے اور نیز موسیٰ اور ہارون جو (یادگار) چھوڑ گئے ہیں ان میں کی بچی کچی چیزیں (بھی اسی میں) ہیں (وہ) بے لڑے تمہارے پاس آجائے گا (اور) فرشتے اسے اٹھالائیں گے. اگر تم ایمان رکھتے ہو تو یہی (ایک بات تمہارے لئے نشان (کافی) ہے۔

پھر جب طالوت فوجوں سمیت (اپنے مقام سے) روانہ ہوا تو اس نے اپنے ہمراہیوں سے) کہا کہ (رستے میں ایک نہر پڑے گی) اللہ (اس) نہر سے تمہاری (یعنی تمہارے صبر کی) جانچ کرنے والا ہے تو (جو سیر ہوکر) اس کا پانی پی لے گا وہ ہمارا نہیں اور جو اس کو نہیں پیئے گا وہ ہمارا ہے مگر (ہاں) اپنے ہاتھ سے کوئی ایک (آدھ) چلو بھرے (اور پی لے تو مضائقہ نہیں) پس ان لوگوں میں سے چند کے سوا سبھی نے تو اس (نہر) میں سے (سیر ہوکر) پی لیا پھر جب طالوت اور ایمان والے جو اس کے ساتھ تھے نہر کے پار ہو گئے تو (جن لوگوں نے طالوت کی نافرمانی کی تھی) کہنے لگے کہ ہم میں تو جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ کرنے کا آج دم ہی نہیں (اس پر) وہ لوگ جن کو یقین تھا کہ ان کو خدا کے حضور میں حاضر ہونا ہے بول اٹھے اکثر (ایسا ہوا ہے کہ) اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی پر غالب آگئی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے ۔

اور جب جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابلے میں آئے تو دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر (کی کھالیں) انڈیل دے اور (معرکہ جنگ میں) ہمارے پاؤں جمائے رکھ اور کافروں کی جماعت پر ہم کو فتح دے ۔ پھر ان لوگوں نے اللہ کے حکم سے دشمنوں کو بھگا دیا اور جالوت کو داؤد نے قتل کر دیا اور ان کو خدا نے سلطنت دی

اور (انتظامی) عقل (عطا فرمائی) اور جو (علم و ہنر) اس کی مرضی میں آیا ان کو سکھایا اور اگر اللہ بعض لوگوں کے ذریعے سے بعض کو (کرسی حکومت پر سے) نہ ہٹاتا رہے تو ملک کا (انتظام) درہم برہم ہو جائے لیکن اللہ دنیا جہاں کے لوگوں پر (بڑا) مہربان ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ بنی اسرائیل کی قدیمی شرارتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو بنی اسرائیل پر غلبہ دیا۔ جالوت بادشاہ نے بھی انہیں بہت دق کیا بنی اسرائیل نے اس وقت پیغمبر سموئیلؑ کی طرف رجوع کیا جس کا ذکر خیر آپ اوپر پڑھ چکے ہیں بنی اسرائیل کے پاس ایک صندوق تھا اس میں تورات کا ایک نسخہ، موسیٰ علیہ السلام کا عصا، من کا مرتبان اور ہارون علیہ السلام کا جبہ تھا۔ لڑائی میں بنی اسرائیل اس صندوق کو آگے رکھتے جس کی برکت کی وجہ سے فتح پایا کرتے۔ یہ صندوق پہلے جالوت کے ہاتھ لگا وہ اسے بنی اسرائیل سے چھین لے گیا لیکن اس قوم میں وبا پھیل گئی۔ انھوں نے صندوق کو موجب بے برکت سمجھا اور ایک چھکڑے پر لاد کر بنی اسرائیل کی طرف ہانک دیا ملائکہ اس صندوق کو پھر بنی اسرائیل کے پاس لے آئے۔ اس سے ان کی ہمتیں اور حوصلے پھر بلند ہو گئے اور طالوت نے جالوت کو قتل کر دیا۔

اس واقعہ میں ہمارے لئے سبق آموز نکات ہیں کہ ہم نے بھی قرآن پاک اور ارشادات رسولؐ سے بے رغبتی اور بے رخی اختیار کر کے یہ دن دیکھے۔ اگر ہم نے اللہ و رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا ہوتا تو دونوں جہانوں کی کامیابی حاصل کی ہوتی۔

آل عمران ۳/۱۳۹۔ اور سست نہ ہو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اگر پہنچا تم کو زخم، تو پہنچ چکا ہے ان کو بھی زخم ایسا ہی اور یہ دن باری باری بدلتے رہتے ہیں ہم ان لوگوں میں اور اس لئے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے اور کرے تم میں سے شہید اور اللہ کو محبت نہیں ظلم کرنے والوں سے۔

۱۴۲ ۱- اور اس واسطے کہ پاک صاف کرے اللہ ایمان والوں کو اور مٹادیوے کافروں کو۔
النساء ۱۰۴/۴ اور ہمت نہ ہارو ان کا (کافروں مشرکوں کا) پیچھا کرنے سے اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو وہ بھی بے آرام ہوتے ہیں جس طرح تم ہوتے ہو۔
الانفعال ۶۰/۸ اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے، زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان (کافروں کے مقابلے کے) کے لئے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی۔ اور تم جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔
حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں گھوڑے کی سواری، شمشیرزنی تیر اندازی کی مشق، کشتی، جہاد کے سامان تھے آج بندوق، توپ، ٹینک، ہوائی جہاز آبدوز کشتیاں، آہن پوش کروزر، ایرکرافٹ کیریر، راکٹ اسپٹ نک، ساسر، زہریلی بم نیپام بم ایٹم اور ہائیڈروجن بم اور رڈار کے علاوہ جو بھی آلات حرب دن قیامت تک ایجاد ہوں ہوں لفظِ "مَا اسْتَطَعْتُمْ" کے بلیغ معنوں میں پہلے سے ہی ضم ہیں لہٰذا اس جدوجہد میں بھی ہمیں کسی حالات میں کفار سے پیچھے نہیں رہنا چاہیئے
التوبہ ۳۶/۹ خدا کے نزدیک مہینے گنتی میں (بارہ ہیں یعنی) اس روز (سے) کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ کتاب خدا میں (برس کے بارہ مہینے لکھے ہوئے) ہیں۔ ان میں سے چار مہینے ادب کے ہیں یہی دین (کا) سیدھا رستہ ہے تو ان (مہینوں) میں (قتال ناحق سے) اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا اور تم سب کے سب مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں اور جان رکھو کہ خدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے
۳۷- امن کے کسی مہینہ کو ہٹا کر آگے پیچھے کر دینا کفر میں اضافہ کرتا ہے اس سے کافر گمراہی میں پڑے رہتے ہیں ایک سال تو اس کو حلال سمجھ لیتے ہیں اور دوسرے

سال حرام تاکہ ادب کے مہینوں کی جو خدا کے مقرر کئے ہیں گنتی پوری کرلیں اور جو خدا نے منع کیا ہے اس کو جائز کرلیں۔ ان کے برے اعمال ان کو بھلے دکھائی دیتے ہیں اور خدا کافروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

۳۸ نمبر (۱) میں $\frac{9}{38}$ پر لاحظہ فرمادیں۔

۳۹۔ اگر تم (جہاد کے لئے) نہ نکلو گے تو خدا تم کو بڑی تکلیف کا عذاب دے گا۔ اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کر دے گا (جو خدا کے پورے فرمانبردار ہوں گے) اور تم اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے اور خدا ہر چیز پہ قدرت رکھتا ہے۔

۴۱۔ تم سبکسار ہو یا گراں بار (یعنی مال و اسباب تھوڑا رکھتے ہو یا بہت گھروں سے) نکل آؤ اور خدا کے رستے میں مال اور جان سے لڑو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے بشرطیکہ سمجھو۔

$\frac{9}{123}$ - اے اہل ایمان اپنے نزدیک (رہنے والے) کافروں سے جنگ کرو اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی (یعنی محنت و قوت جنگ) معلوم کریں اور جان رکھو کہ خدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

یہاں سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا دنیائے اسلام متحد ہو کر پہلے بیت المقدس اور دوسرے سر زمین عرب افریقہ کے خطوں کو غاصب اسرائیل کے قبضے سے رہا کرائیں یا اپنے ملک کو جو غاصبوں کے حواری ہڑپ کر گئے ہیں پہلے آزاد کرائیں! اس کا جواب اسی آیت پاک میں ضم ہے کہ (روئے زمین کے مومن مسلمان یکجان ہو کر آپس میں رابطہ قائم رکھیں) فرمان خداوندی کے پیش نظر اپنے اپنے نزدیک کے کافروں سے برسر پیکار رہیں جب ایک طرف اللہ فتح نصرت عنایت فرمادے (جیسا کہ اس کا اپنا وعدہ ہے) اور ایک جگہ فتنہ مٹ جائے تو دوسری جگہ جہاں مدد درکار ہو ہر طرح ہر لحاظ سے کمک پہنچاتے رہیں نیز اس تسلسل کو رہتی دنیا تک

قائم دائم رکھیں اللہ ہمیں پھر اپنے ان مقرب بندوں میں شمار فرمائے جن کے لئے اس نے ارشاد فرمایا ہے۔ "تم ایک بہتر امت ہو تمہیں لوگوں کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا گیا ہے"۔ العنکبوت ۲۹/۶ اور جو شخص محنت کرتا ہے جہاد کرتا ہے تو اپنے ہی فائدہ کے لئے جہاد کرتا ہے اور خدا تو سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں مقصد یہ تھا کہ اس طرح تمام مسلمانوں کو ایک ہی باپ کی اولاد بن کر اتفاق سے رہنا چاہیئے۔

ایک بار پھر ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کی مثال کنگھی کے دانوں کی طرح ہے۔ جس طرح وہ آپس میں ملے ہوتے ہیں اسی طرح مسلمان بھی آپس میں مل کر رہیں اور سب سے بڑھ کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک جسم، کہ اگر جسم کے کسی حصہ پر چوٹ آجائے یا زخم لگ جائے اس کی تکلیف کا احساس پورے جسم پہ ہوتا ہے اور شب بیداری میں پورا جسم اس حصے کا ساتھ دیتا ہے بعینہٖ مسلمانوں کو ایک دوسرے کی تکلیف (خواہ وہ کوئی قوم کیوں نہ ہوں اپنا ہی دُکھ درد سمجھتے ہوئے ہر حال میں) کا ساتھ دینا چاہیئے۔

کسی نے خوب کہا ہے کہ متحد ہو جانے میں ہی قوت ہے اور انتشار میں کمزوری ہے بکھری اینٹوں میں کوئی طاقت نہیں۔ ایک دوسرے سے جوڑ دی جائیں تو گویا سیسہ پلائی دیوار بن جائے اس طرح سوتی دھاگے علیحدہ علیحدہ ہوں تو ناتواں بچی ٹکڑے ٹکڑے کر دے انہی کو یکجا کر کے رسی کی شکل دے دی جائے تو چاہے بھینسا باندھ لیجئے۔ ایک تھکا ماندہ راہی گھنے پتے والے درخت تلے ستانے کو تو بیٹھ سکتا ہے کسی سوکھے پیڑ کے نیچے آپ کسی راہی کو بیٹھے کبھی نہ دیکھیں گے۔ اتحاد میں ایسے ہی برکت ہے۔

آقائے نامدار حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک مومن کے واسطے دوسرے مومن پہ چھ باتیں فرض و لازم ہیں (۱) جب وہ بیمار ہو اس کی بیمار پرسی کرے۔

(۲) جب وہ انتقال کر جائے تو اس کے جنازہ پر حاضر ہو (۳) جب اس کو کسی مدد کیلئے بلائے تو اس کو جواب دے (۴) جب اس کو ملے تو السلام علیکم کہے (۵) جب اسے چھینک آئے تو یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہے یعنی خدا تجھ پر رحم فرمائے (ایسے بھی ارشاد مبارک ہے کہ جسے چھینک آئے وہ خود بھی الحمد للّٰہ کہے) اور (۶) جب وہ غائب ہو یا حاضر ہو ہر حالت میں اس کی خیر خواہی کرے (نسائی شریف)

یہ رہا عام کلمہ گو کے لئے جہاں تک عربی بھائیوں سے محبت رکھنی چاہیئے۔ حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل عرب کو تین وجہ سے محبت کرو (۱) کیونکہ میں (رسول اللّٰہ) عربی ہوں (۲) قرآن پاک عربی زبان میں نازل ہوا ہے (۳) اور جنت والوں کی زبان بھی عربی ہو گی۔ ماشاء اللّٰہ (شعب الایمان)

حجۃ الوداع پر اللّٰہ کے محبوب صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ کے سامنے ارشاد فرمایا۔ یاد رکھنا کہ جاہلیت کے دور کی کل باتیں میرے پاؤں کے نیچے دفن ہو چکیں اور کبھی نہ بھولنا کہ تم سب کا خالق ایک ہے اور تم سب ایک باپ کی اولاد ہو۔ کسی عربی کو عجمی پر اور نہ عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ فوقیت کی چیز صرف تقویٰ ہے لہٰذا اگر کوئی فائق ہے تو صرف تقویٰ کی وجہ سے کسی نسب اور حسب پر غرور لازم نہیں۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ مسلمان کی جان مال اور عزت تا قیامت اس طرح قابلِ احترام ہے۔ جس طرح ذی الحجہ کا نواں روز مدینے میں۔

آپؐ نے فرمایا میرے بعد گمراہی نہ اختیار کرنا کیونکہ تمہیں اللّٰہ کے حضور پیش ہونا ہے اور تم سب سے تمہارے اعمال کی بازپرس کی جائے گی۔ میں تم میں اللّٰہ کی کتاب چھوڑے جاتا ہوں اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو گمراہ نہیں ہو گے اور اگر کوئی ناک چھدا حبشی بھی تمہارا امیر بنے اور تم سے اللّٰہ کے احکام کی پیروی کرنے کو کہے تو اس کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔

اصحابہ کرامؓ کس طرح ہر حالت میں جہاد کے لئے کمربستہ رہتے تھے ذیل کی روایت سے بخوبی واضح ہے۔ جنگِ اُحد کے اختتام پر مسلمان تکان سے چور ہو رہے تھے۔ مدینہ پہنچے ہی تھے کہ ابو سفیان کے الاسدؓ نامی جگہ پر اپنے کفار سے نعوذ باللہ حضورؐ کے قتل کے مشورہ کرنے کی خبر سنی۔ حضورؐ نے دوبارہ حملہ کے لئے چلنے کی تلقین فرمائی۔ یہ بھی ارشاد ہوا کہ جو صحابہؓ جنگ اُحد میں پہلے شامل تھے صرف وہی لوگ جا سکتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ جو اُحد میں شامل نہ ہو سکے تھے عرض کی یارسول اللہؐ میرا اُحد میں شریک ہونے کا پختہ ارادہ تھا۔ میرے والد نے جو خود تو شامل ہوئے مجھے اس لئے اجازت نہ دی تھی کہ میری سات بہنیں ہیں کوئی مرد اور گھر میں نہیں بختی سے برتاؤ کرنے والے یہودی کا قرضہ بھی سر پر ہے اور یہ کہ ہم دونوں میں سے کسی ایک کو تو گھر رہنا چاہیئے۔ حضور اجازت فرمائیں تو میں بھی شمولیت کا شرف حاصل کر سکوں۔ احد کی لڑائی میں ان کے والد ماجد نے جام شہادت نوش فرمایا تاہم گھر کے حالات جوں کے توں ہونے پر بھی آپ نے حضورؐ سے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی جو منظور ہوئی۔ اسے کہتے ہیں جوشِ جہاد۔

٭

"جان و مال سے جہاد"

(۳)

"بہ آہستگی یعنی سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا بہتر ہے مگر آخرت کے کام میں نہیں (ابوداود)

البقرۃ $\frac{2}{195}$ اور (خدا کی راہ میں (مال) خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بے شک خدا نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۲۱۵ (یارسول اللہ) لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کس طرح کا مال خرچ کریں فرما دیجئے (جو چاہو خرچ کرو لیکن) جو مال خرچ کرنا چاہو وہ (درجہ بدرجہ اہل استحقاق یعنی)

ماں باپ کو اور قریب کے رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو (سب کو دو) اور جو بھلائی تم کرو گے خدا اس کو جانتا ہے۔

۲۱۹ (اے پیغمبرؐ) آپؐ سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں فرما دیجئے ان میں نقصان بڑے ہیں اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان کے نقصان فائدوں سے کہیں زیادہ ہیں اور آپؐ سے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں) کونسا مال خرچ کریں فرما دیجئے کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو اس طرح خدا تمہارے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو۔

۲۵۴ اے ایمان والو جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرو جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو گا اور نہ دوستی اور سفارش ہو سکے گی اور کفر کرنیوالے لوگ ظالم ہیں۔

۲۶۱ جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بالی میں سو دانے ہوں اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا (اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

۲۶۲ جو لوگ اپنا مال خدا کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس (تیار) ہے اور (قیامت کے روز) نہ ان کو کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۲۶۳ - جس خیرات دینے کے بعد (لینے والے کو) ایذا دی جائے اس سے تو نرم بات کہہ دینی اور (اس کی بے ادبی سے) درگذر کرنا بہتر ہے اور خدا بے پرواہ اور بردبار ہے

۲۶۴ - مومنو! اپنے صدقات (و خیرات) احسان رکھنے اور ایذا دینے سے اس شخص کی طرح برباد نہ کر دینا جو لوگوں کو دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا تو اس (کے مال) کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی

پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے۔ اسی طرح) یہ ریاکار لوگ اپنے اعمال کا کچھ بھی صلہ حاصل نہیں کر سکیں گے اور خدا ایسے ناشکروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

۲۶۵- اور جو لوگ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوص نیت سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو (جب) اس پر مینہ پڑے تو دگنا پھل لائے اور اگر مینہ نہ بھی پڑے تو خیر پھوار ہی سہی اور خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

آل عمران $\frac{۳}{۹۲}$ - (مومنو) جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں (راہ خدا میں) صرف نہ کرو گے کبھی نیکی حاصل نہ کر سکو گے۔ اور جو چیز تم صرف کرو گے خدا اس کو جانتا ہے۔

التوبہ $\frac{۹}{۱۴}$ (نمبر ۲ پر ملاحظہ فرماویں)

۷۹- جو (ذی استطاعت) مسلمان دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور جو (بیچارے غریب) صرف اتنا ہی کما سکتے ہیں جتنی مزدوری کرتے (اور تھوڑی سی کمائی میں سے بھی خرچ کرتے ہیں) ان پر جو (منافق) طعن کرتے اور ہنستے ہیں خدا ان پر ہنستا ہے اور ان کے لئے تکلیف دینے والا عذاب تیار ہے۔

۸۸- لیکن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے سب اپنے مال اور جان سے لڑے انہی لوگوں کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد پانے والے ہیں

۸۹: خدا نے ان کے لئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

۹۹- اور بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ خدا پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو خدا کی قربت اور حضور سرور دو عالم کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ دیکھو وہ بے شبہ ان کے لئے (موجب) قربت ہے خدا ان کو عنقریب اپنی رحمت میں داخل کریگا۔

بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۰۳ اے (یا نبی اللہ) ان کے مال سے زکوٰۃ قبول کر لیجئے کہ اس سے آپ ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہیں اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائیے کہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب تسکین ہے اور خدا سننے والا جاننے والا ہے۔

۱۰۴۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ خدا ہی اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات (و خیرات) لیتا ہے اور بے شک خدا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

الرعد ۱۳/۲۲ اور جو پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (مصائب پر) صبر کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں اور نیکی سے برائی کو دور کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔

۲۳۔ (یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغات جن میں وہ داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں سے جو نیکوکار ہوں گے وہ بھی (بہشت میں جائیں گے) اور فرشتے (بہشت کے) ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے۔

۲۴۔ (اور کہیں گے) تم پر رحمت ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے اور عاقبت کا گھر خوب (گھر ہے)

ابراہیم ۱۴/۳۱۔ (یا رسول اللہ) میرے مومن بندوں سے فرما دیجئے کہ نماز پڑھا کریں اور اس دن کے آنے سے پیشتر جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہوگا اور نہ دوستی (کام آئیگی) ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے درپردہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیں۔

الاسریٰ ۱۷/۲۶ اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ

۲۷۔ کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار

(کی نعمتوں) کا کفران کرنے والا (یعنی ناشکرا) ہے
رسولؐ مقبول کا ارشاد گرامی ہے کہ روز قیامت آدمی سے جب تک چار سوال نہ کرلئے جائیں گے اس وقت تک اس کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکیں گے۔ (۱) عمر کس مشغلہ میں گزاری (۲) جوانی کس کام میں صرف کی (۳) مال کس طرح کمایا اور کس کس مصرف میں خرچ کیا تھا اور (۴) اپنے علم پر (یعنی جو اس تک پہنچا یا خود حاصل کیا) کیا عمل کیا تھا (بیہقی)
حضورؐ کا ارشاد مبارک یوں بھی ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے سوال ہوگا کہ ہم نے تمہیں بدن کی صحت عطا کی تھی اور ٹھنڈا پانی پینے کو دیا تھا۔ ان چیزوں کا کیا حق ادا کیا۔

۲۸ اگر تم اپنے پروردگار کی رحمت (یعنی فراخ دستی) کے انتظار میں جس کی تمہیں امید ہو ان (مستحقین) کی طرف توجہ نہ کرسکو تو ان سے نرمی سے بات کہہ دیا کرو۔
۲۹ اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا (یعنی بہت تنگ) کرلو (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) اور نہ بالکل کھول ہی دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو) کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔
۳۰ بیشک تمہارا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کردیتا ہے اور (جس کی روزی چاہتا ہے) تنگ کردیتا ہے وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور ان کو دیکھ رہا ہے۔

الفرقان ۲۵/۶۷ اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم۔
السبا ۳۴/۳۹ (اے نبیؐ اللہ) فرما دیجئے کہ میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کردیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ

کر دیتا ہے اور تم جو چیز خرچ کرو گے وہ اس کا (تمہیں) عوض دے گا وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

الحدید ۵۷/۱۰ اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی وراثت خدا ہی کی ہے۔ جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی وہ (اور جس نے یہ کام پیچھے کئے وہ) برابر نہیں۔ ان کا درجہ ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے جنھوں نے بعد میں خرچ (اموال) اور (کفار سے) جہاد و قتال کیا اور خدا نے سب سے (ثواب) نیک (کا) وعدہ تو کیا ہے اور جو کام تم کرتے ہو خدا ان سے واقف ہے۔

۱۱۔ کون ہے جو خدا کو (نیت) نیک (اور خلوص سے) قرض دے تو وہ اس کو اس سے دگنا ادا کرے اور اس کے لئے عزت کا صلہ (یعنی جنت) ہے۔

المنٰفقون ۶۳/۹۔ مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو خدا کی یاد سے غافل نہ کر دے جو ایسا کریں گے تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

۱۰۔ اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو (اس وقت) کہنے لگے اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا۔

۱۱۔ اور جب کسی کی موت آجاتی ہے تو خدا اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کی خبر رکھتا ہے۔

التغابن ۶۴/۱۶ سو جہاں تک ہو سکے خدا سے ڈرو اور (اس کے احکام کو) سنو اور (اس کے) فرمانبردار رہو اور (اس کی راہ میں) خرچ کرو (یہ) تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو شخص طبیعت کے بخل سے بچایا گیا تو ایسے ہی لوگ راہ پانے والے ہیں

۱۱۔اگر تم خدا کو (اخلاص و نیت) نیک (سے) قرض دو گے تو وہ تم کو اس کا دو چند دے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا اور خدا قدر شناس اور بردبار ہے

۱۸۔ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا غالب اور حکمت والا۔

نوٹ:۔ غزوہ تبوک میں (جسے جیش العُسْرَۃ یعنی تنگی کا لشکر بھی کہتے ہیں) حضورؐ سرکارِ دو عالم نے بادشاہ روم سے مقابلہ کرنے کا اعلان فرمایا اور خود اس کے لئے چندہ جمع فرمانا شروع کیا یہ اس لئے کہ وہ مدینہ منورہ پہ حملہ کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ یہاں یہ ذکرِ خیر ضروری ہے (سورۃ نمبر $\frac{9}{9}$ اور $\frac{9}{99}$) آپ پڑھ چکے) کہ صحابہ کبار نے دل کھول کر جان و مال سے ایثار و قربانی کی بازی لگا دی حضرت ابو بکرؓ گھر کا سارا سامان تک لے آئے، حضرت عمرؓ گھر کے سامان سے آدھا پہلے ہی لے آئے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کے ایک سوال کے جواب میں کہ حضورؐ گھر میں صرف اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ آپ (عمرؓ) فرماتے ہیں کہ میں آج بھی ابو بکر صدیقؓ سے بازی نہ لے جا سکا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے لشکر کے تیسرے حصہ کا پورا سامان مہیا فرمایا۔ اور شیرِ خدا حضرت علیؓ نے (مُمر تھے) ایک یہودی کے کنویں سے اس کے کھیت کو سیراب کر کے مزدوری میں جو کھجوریں لائے پیشِ خدمت کیں حضورؐ نے وہ کھجوریں لشکر کے سامان پہ بکھیر دیں اور فرمایا ان کھجوروں سے سامان کی زینت بڑھ گئی ماشاءاللہ۔ دیگر اصحابہ کرام کے خلوص و جذبۂ ایثار کا احاطہ کرنا محال ہے۔

بندہ مومن کی ہر شے خدا کی ہے وہ خود بھی خدا کا ہے۔ اسلام کے معنی خدا کی راہ میں گردن جھکا دینے کے ہیں۔ نیکی و نیک صفتی، پاکی و پاک سرشتی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ اپنی ہر دلعزیز، دل پسند و مرغوب شے کو اپنے خالق و مالک کی راہ میں دل کھول کر خرچ کیا جائے۔

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ خیرات دینے سے مال کم نہیں ہوتا، جو آدمی درگذر کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کی عزت افزائی کرتا ہے اور جو خدا کی خوشنودی کے لئے تواضع کرتا ہے خدا اس کا رتبہ بڑھاتا ہے۔ (مالک)

حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہتر صدقہ وہ ہے۔ جو صاحب توفیق دے اور اپنے عیال سے شروع کرے (بخاری)

(۶۳/۱ سے ملا کر پڑھیں)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے" آدمی کہتا ہے یہ میرا مال ہے میرا مال ہے۔ مگر اے بنی آدم تیرا کوئی مال نہیں سوائے اس کے جو تو نے کھا کر فنا کر دیا یا پہن کر گھسا دیا یا کارِ خیر پر صرف کر کے اسے جاری یعنی ہمیشہ کے لئے قائم رکھا (مسلم)

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ بندۂ دینار و درہم ملعون ہے (کیونکہ اس کا مال عطا کردہ مولائے کریم کی راہ میں خرچ نہ ہوا) (ترمذی)

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک شخص ایک انڈا نما سونے کا ٹکڑا لایا اور کہا یارسول اللہ یہ مجھے ایک کان سے ملا ہے اسے لے لیجیئے یہ صدقہ ہے اور میرے پاس یہی کچھ ہے۔ آپؐ نے اس کی طرف سے رخ ہٹا لیا۔ وہ آپؐ کے دائیں طرف سے آیا اور اپنی بات دہرائی، آپؐ نے پھر رخ بدل لیا تب وہ بائیں جانب سے آیا اور ویسے ہی عرض کیا آپؐ نے پھر رخ ادھر سے ہٹا لیا۔ پھر وہ پیچھے کی طرف سے آیا اور اپنی بات دہرائی۔ حضور نے وہ ڈھیلا لے کر اسے ایسے مارا کہ اگر اسے لگ جاتا تو اسے درد ہوتا اور فرمایا تم میں سے کوئی اپنا سارا مال لے کر آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ صدقہ ہے کیا وہ یہ چاہتا ہے کہ آپ بیٹھ جائے اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائے۔ بہتر صدقہ وہ ہے جو مقدور کے موافق ہو۔ (ابو داؤد)

مولائے آقا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ مسکین کو صدقہ دینا ایک صدقہ ہے اور قرابتی کو صدقہ دینا دو صدقے ہیں ایک تو اصل صدقہ دوسرا رشتہ داری کی نگہداشت کا ثواب ۔ (نسائی)

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر ایک مسلمان کے لئے صدقہ دینا لازمی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اگر کسی کے پاس ہی کچھ نہ ہو؟ آپؐ نے فرمایا ہاتھ سے محنت کرے آپ بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی دے انہوں نے کہا اگر محنت کرنے کی طاقت نہ ہو؟ فرمایا محتاج مظلوم کی مدد کرے ۔ اس پر سوال ہوا ۔ اگر ایسا کرنے کے قابل بھی نہ ہو فرمایا اچھے کام کرنے کی لوگوں کو ہدایت کرے کسی نے کہا اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا شرارت سے باز رہے کہ یہ بھی صدقہ ہے (الشیخان)

ایک دن تاجدارِ مدینہ رسول مکرم نے صدقہ کا حکم فرمایا ۔ ایک شخص نے عرض کیا میرے پاس ایک دینار ہے آپؐ نے فرمایا اس کو اپنی جان پر صدقہ کر یعنی اپنی جان پر خرچ کر ۔ اس نے کہا میرے پاس ایک اور بھی ہے ۔ فرمایا اس کو اپنی اولاد پر صدقہ کر ۔ اس نے کہا میرے پاس ایک اور بھی ہے فرمایا اسے اپنی بیوی پر صدقہ کر ۔ پھر کہا میرے پاس ایک اور بھی ہے ۔ فرمایا اسے تو جہاں مناسب سمجھے صرف کر ۔ (ابوداود)

جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے کسی سے دوستی یا دشمنی پیدا کرنے میں یا اپنے مال کے خرچ کرنے یا نہ کرنے میں رضائے الٰہی ہی کو مدِ نظر رکھا اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا (ابوداود)

آفتاب رسالت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ دو شخصوں کے درمیان صلح کرا دینا صدقہ ہے اور کسی کو سہارا دے کر اس کی سواری پر سوار کرا دینا یا اس کا سامان لدوا دینا بھی صدقہ ہے اور اچھا قول بھی صدقہ ہے اور ہر قدم جو نماز کے واسطے اٹھایا جائے صدقہ ہے اور راستہ سے اذیت دینے والی

چیز کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے (شیخان)

مسلم اور ترمذی کی طویل حدیث میں اس قدر زیادہ ہے کہ ہر ایک بار سبحان اللہ پڑھنا، ہر ایک بار الحمد للہ پڑھنا، ہر ایک بار اللہ اکبر کہنا اور ہر ایک بار خدا کی وحدانیت لا الہ الا اللہ کہہ کر اقرار کرنا صدقہ ہے۔ نیک کام کے لئے رہنمائی کرنا، برے کام سے منع کرنا صدقہ ہے اپنی بیوی سے ہم بستر ہونا صدقہ ہے (اس کی تشریح نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمادیں) اپنے بھائی سے ہنس مکھ ہوکر بولنا اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے۔ سبحان اللہ، ماشاء اللہ۔

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ مال واسباب کی کثرت سے نہیں بلکہ دل کی بے پروائی سے انسان غنی ہوتا ہے (شیخین)

حضور رسول مکرم ومعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے اے ابن آدمؑ اگر تو فالتو مال جو ضرورت سے زیادہ ہو خرچ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو اسے دبا رکھے یعنی خرچ نہ کرے تو تیرے لئے بہت برا ہے اور روزمرہ کی ضروریات پر خرچ کرنا کوئی عیب نہیں اور مروت کرنے میں اپنے قرابت داروں سے ابتدا کرو اور یاد رکھو کہ اونچا ہاتھ یعنی دینے والا۔ نیچے ہاتھ، یعنی لینے والے سے بہتر ہے (مسلم وترمذی)

ہادی دوراں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کوئی شخص اچھی چیز صدقہ کر دیتا ہے۔ خداتعالیٰ اچھی چیزوں کا ہی صدقہ قبول کرتا ہے۔ اور اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے خواہ وہ کھجور کا ایک دانہ ہی کیوں نہ ہو (الستۃ)

حضور رسول مکرم ومعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر روز صبح کو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک ان میں سے کہتا ہے اے خدا نیک کاموں پر خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا کر اور دوسرا کہتا ہے اے خدا کنجوس کا مال

برباد کر۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدمؑ تو خرچ کر میں تجھے بہم پہنچائے جاؤں گا۔ (الشیخان)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور رسول اکرم کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ جس کے پاس صدقہ کرنے کو کچھ نہ ہو وہ مجھؐ پر درود بھیجا کرے کہ وہ پڑھنے والے کے لئے صدقہ زکوٰۃ ہے۔ (فضائل درود پاک)

سورۃ المزمل کے آخر میں (پ۲۹) ارشاد باری ہے ... جتنا آسانی سے ہو سکے قرآن پاک پڑھ لیا کرو اور نماز پڑھتے رہو، اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور خدا کو نیک (اور خلوص نیت سے) قرض دیتے رہو اور جو عمل نیک تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اس کو خدا کے ہاں بہتر اور صلے میں بزرگ تر پاؤ گے اور خدا سے بخشش مانگتے رہو بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ جل شانہ، فرماتے ہیں۔ "اے آدمی اپنا خزانہ میرے پاس امانت رکھا دے نہ اس میں آگ لگنے کا اندیشہ ہے نہ غرق ہو جانے کا نہ چوری کا۔ میں ایسے وقت میں وہ تجھ کو پورے کا پورا واپس کر دوں کا جس وقت تجھے اس کی انتہائی ضرورت ہو گی ما شاء اللہ۔

یہاں میری اپنے بہن بھائیوں سے گذارش ہے کہ ۱۹۶۵ء کی طرح دل و جان سے قربانی کے لئے تیار ہو جائیں۔ حکومت سے اجازت لے کر "ایک پیسہ میں ٹینک" ایک پیسہ میں ہوائی جہاز" چندہ کے ڈبے پھر چوراہوں پہ رکھ دیں۔ توبہ استغفار کرتے رہیں مسجدیں پھر بارونق کر دیں۔ آپ کے خلوص کا ایک ایک پیسہ حکومت سے تعاون کرتا ہوا انشاء اللہ تعالیٰ جارحیت کی کمر توڑ دے گا انشاء اللہ آپ کی فتح ہو گی۔

اللہ کے لئے ہجرت

(۴)

حضور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے پیارا ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ سے اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور ایماندار وہ ہے جس سے لوگ اپنے مال جانیں محفوظ سمجھیں مہاجر حقیقی معنوں میں وہ ہے جس نے ممنوعات الٰہی کو ترک کیا۔ (الخمسۃ وترمذی)

البقرۃ ۲/۲۱۸ جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطن چھوڑ گئے اور کفار سے جنگ کرتے رہے وہی خدا کی رحمت کے امیدوار ہیں اور خدا بخشنے والا رحمت کرنے والا ہے۔

آل عمران ۳/۱۹۵ نمبر ۲۳ پر ملاحظہ فرماویں۔

النساء ۴/۱۰۰ اور جو شخص خدا کی راہ میں گھر بار چھوڑ جائے وہ زمین میں بہت سی جگہ اور کشائش پائے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف ہجرت کر کے گھر سے نکل جائے پھر اس کو موت آ پکڑے تو اس کا ثواب خدا کے ذمے ہو چکا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

الانفعال ۸/۴۷ اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے (یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لئے) اور لوگوں کو دکھانے کے لئے گھروں سے نکل آئے اور لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں اور جو اعمال یہ کرتے ہیں خدا ان پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔

التوبہ ۹/۱۰۰ جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے) پہلے (ایمان لائے) ہجرت کرنے والوں میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں اور اس نے

ان کے لئے باغات تیار کیئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (اور) ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے

انحل ۱۶/۱۴ اور جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد خدا کے لئے وطن چھوڑا ہم ان کو دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے کاش وہ اسے جانتے۔

۴۲: یعنی وہ لوگ صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

حبشہ اور مدینہ منورہ کی ہجرت کا مختصر واقع یوں آتا ہے کہ جیسے اسلام تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا کفار مکہ نے بھی مسلمانوں کا سانس لینا دوبھر کر دیا۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تمام مسلمان حبش چلے جائیں۔ حبش کا بادشاہ (نجاشی) نصرانی تھا مگر اس کی منصف مزاجی انسان دوستی کا بہت شہرہ تھا۔ پہلے پہل چار عورتیں اور گیارہ مرد حبشہ پہنچے ان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی زوجہ بھی تھیں۔ بعدازاں تراسی مرد اور اٹھارہ عورتوں کا قافلہ حبش کی طرف روانہ ہوا۔ ان میں حضرت طیار رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ کفار مکہ نے قافلہ کا تعاقب کیا اور انہیں پکڑنا چاہا مگر یہ ہاتھ نہ آیا۔ پہلی جماعت جب حبشہ پہنچی تو انہیں یہ خبر ملی کہ مکہ والے مسلمان ہو گئے اور اسلام کو غلبہ ہوا۔ یہ حضرات خوش ہو کر واپس واطن لوٹے لیکن مکہ آکر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی اور مکہ والے آگے سے بھی زیادہ دشمنی اور تکالیف پہنچانے کے درپے ہیں اس لئے ان میں سے بعض حضرات وہیں سے پھر واپس حبشہ روانہ ہوئے اور بعض کسی کی پناہ لے کر مکہ میں داخل ہوئے کفار مکہ نے نجاشی سے درخواست کی کہ مسلمان مکہ والوں کے حوالے کر دئیے جائیں لیکن اس نے انکار کر دیا۔ نجاشی نے مسلمانوں کو اپنے پاس بلا کر کفار کی الزام تراشی پر پوچھ گچھ بھی کی۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم ؑ کی چند آیات پڑھیں

اور مناسب جوابات دئے جس پر نجاشی اور اس کے پادری بھی اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔

اِدھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے نوازے گئے (نعوذ باللہ) پہلے حضورؐ کے قتل کے ارادہ سے نکلے تھے راستے میں انہیں خبر ملی کہ ان کی بہن اور بہنوئی مسلمان ہو گئے۔ آگ بگولہ ہو کر بہن کے گھر پہنچے بہن بہنوئی کو بے حد زدوکوب کیا۔ جب دیکھا کہ ان پر مار پیٹ کا بھی اثر نہ ہوا تو کہنے لگے اچھا سناؤ تو تم پڑھ کیا رہے تھے۔ انھوں نے کہا پہلے غسل کرو آپؓ نے غسل کیا تو آپؓ کی بہن فاطمہ بنت خطاب نے سورۂ طٰہٰ پڑھنا شروع کی جسے سن کر آپؓ بے اختیار رو دیئے کلمۂ توحید پڑھتے ہوئے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مسلمانوں کو آپؓ کے اسلام لانے کی بے حد خوشی ہوئی۔ اب تک جو مسلمان گھروں میں چھپ کر نماز ادا کیا کرتے تھے حضورؐ کے ہمراہ خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنی چاہی کفار نے غصہ میں آکر حضور اور آپؐ کے ساتھیوں کو پہاڑ کے ایک درے میں پناہ لینے پہ مجبور کر دیا اور تین برس تک محاصرہ کئے رکھا۔ تین سال بعد آپؐ پھر میدان میں تشریف لائے۔ تبلیغ کے لئے طائف پہنچے۔ اہل طائف نے شدید ترین تکلیفیں دیں۔ واپسی پر حضور اکرمؐ نے مسلمانوں کو یثرب (مدینہ) کی طرف ہجرت کا حکم صادر فرمایا حکم کی تعمیل میں مسلمانوں نے ہجرت کرنا شروع کر دیا کفار مکہ مزاحمت کرتے رہے۔

جب تمام مسلمان سوائے چند ناتواں اور ضعیف لوگوں کے ہجرت کر چکے تو کفار مکہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے (نعوذ باللہ) قتل کا منصوبہ بنایا ۲۷ صفر ۱۳ نبوت جمعرات کی شب آپؐ کے آستانۂ مقدس کو گھیر لیا۔ آپؐ رات کی تاریکی میں سورۂ یٰسین تلاوت فرماتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں کی امانتیں لوٹانے کی تلقین فرما کر اپنے بستر پہ لٹا کر تسلی دیتے ہوئے کہ یہ کفار تمہارا بال بیکا نہ کر سکیں

گے، ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہمراہ غارِ ثور پہنچے۔ غارِ ثور میں، یارِ غار حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کئی ایک پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ رضی کو ایک سانپ نے بھی ڈس لیا، تکلیف سے آپ رضی کے آنسو ٹپکے تو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رخِ انور پر گرے، آپؐ نے ماجرا سنا تو لعابِ دہن سے سانپ کا زہر زائل فرما دیا۔

کفار پیچھا کرتے ہوئے غارِ ثور تک پہنچ گئے۔ حکمِ ربی سے مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا اور کبوتری نے انڈے دے دیئے۔ حضورؐ یارِ غار سے فرماتے تھے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے کفار نے آپؐ کی تلاش میں چاروں سمت سو سو اونٹ کے لالچ سے لوگ چھوڑ دیئے۔ غار سے نکل کر آپؐ روانہ ہوئے تو سراقہ نے آپؐ کو دیکھ لیا۔ واپس جا کر انعام حاصل کرنے کی خوشی میں لوٹنے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے گھوڑے کو دستِ مبارک سے اشارہ کیا جو گھٹنوں گھٹنوں زمین میں دھنس گیا دوبار سراقہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رحم کی درخواست کی آپؐ ہاتھ سے اشارہ فرماتے گھوڑا زمین سے باہر آجاتا۔ جب غلط ارادہ کرتا آپؐ گھوڑے کو اشارہ فرماتے اور وہ زمین میں دھنس جاتا تیسری بار سراقہ نے صدق دل سے توبہ کرلی۔ وعدہ کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ میں کفار کو آپؐ کی خبر نہیں کروں گا۔ مسلمان بھی ہوتا ہوں آپؐ نے فرمایا سراقہ عاقبت کے ساتھ میں دنیا میں بھی تمہارے ہاتھوں میں قیصر و کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ آپؐ کی پیشین گوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ۲۳ برس بعد پوری ہوئی الحمدللہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت کے دو متضاد پہلوؤں کے ساتھ اکتفا کیا جاتا ہے۔

اُمِّ سلمہؓ کی ہجرت

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد مبارک سے پہلے جناب ابو سلمہؓ کے نکاح میں تھیں۔ ابتدائے اسلام میں دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی ہجرت کی وہاں سے واپس مدینہ طیبہ ہجرت کے لئے (آپؓ خود درد بھرا بیان فرماتی ہیں) حضرت ابو سلمہؓ نے اونٹ پر سامان رکھا مجھے اور میرے بیٹے سلمہؓ کو سوار کیا اونٹ کی نکیل ہاتھ میں لے کر چلے قبیلہ بنو مغیرہ کے لوگوں نے (جن میں میرے میکے تھے) دیکھ لیا اور ابو سلمہؓ کو کہا ہم اپنی لڑکی شہر در شہر تمہارے ساتھ پھرنے نہیں دیں گے ہاں تم آزاد ہو۔ زبردستی ان کے ہاتھ سے نکیل چھین کر مجھے گھر واپس لے آئے بنو عبد الاسد کے لوگ (میرے سسرال میں سے) جھگڑ کر میرے لڑکے سلمہؓ کو چھین لے گئے، حضرت ابو سلمہؓ مدینہ چلے گئے، لڑکا ددھیال پہنچ گیا اور میں اکیلی رہ گئی۔ میں صبح میدان میں چلی جاتی شام تک وہیں روتی رہتی ایک سال مجھے روتے گذر گیا میرے ایک چچازاد بھائی نے اپنے لوگوں سے ازروئے رحم، مجھے اپنے خاوند کے پاس جانے کی اجازت لے دی۔ بنو عبد الاسد نے سن کر میرا بچہ میرے حوالے کر دیا۔ ایک اونٹ پر سوار ہو کر میں بچہ کو گود میں لئے توکل بخدا مدینہ کو روانہ ہوئی۔ ابھی کوئی چار میل دور گئی تھی کہ عثمانؓ بن طلحہؓ میرے تنہا سفر کا دریافت کر کے اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چل دیئے۔ آپؓ خدا کی قسم سے فرماتی ہیں کہ مجھے عثمانؓ بن طلحہؓ سے زیادہ کریم اور نہ شریف آدمی نہیں ملا۔ راستہ میں اونٹ سے اترنے کے وقت اونٹ بٹھا کر درخت کی آڑ میں ہو جاتے، روانہ ہونے کے وقت اونٹ کو میرے قریب بٹھا دیتے اور سامان ساتھ رکھ کر، نکیل پکڑ کر آگے آگے چلنے لگتے۔ اسی طرح جب قبا میں (مدینہ منورہ کے قریب) پہنچے اس وقت تک ابو سلمہؓ وہیں تھے عثمانؓ مجھے وہاں پہنچا کر مکہ روانہ ہو گئے۔ آپؓ نے اللہ تعالیٰ کے

بھروسہ پر تنہا ہجرت کی اور مولائے کریم نے ان کی اس طرح مدد فرمائی۔

حضرت عمرؓ کی ہجرت

پہلے پہل جب مسلمان طاقتور شمار نہ ہوتے تھے، ہر شخص چھپ چھپا کر ہجرت کرتا اگر کفار کو کسی کی ہجرت کا علم ہو جاتا تو اسے سخت زدوکوب کرتے اور ایذا دیتے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشرف با اسلام ہونے سے قبل مسلمان کعبہ کے قریب نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ حضور سرورِ کائناتؐ نے حضرت عمرؓ کے حق میں اسلام قبول کرنے کی دعا فرمائی جو بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوئی۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اعلانیہ ہجرت فرمائی۔ تلوار گلے میں، کمان ہاتھ میں، بہت سے تیر ترکش میں ساتھ لئے۔ پہلے اطمینان سے طوافِ کعبہ فرمایا پھر اطمینان سے نماز پڑھی، کفار کے مجمعوں میں اور کئی جماعتوں میں تنہا تشریف لے گئے۔ آپؓ نے یوں بھی ارشاد فرمایا جو چاہتا ہے کہ اس کی ماں اس کو روئے، اس کی بیوی رانڈ اور بچے یتیم ہوں وہ مکہ سے باہر آجائے اور میرا مقابلہ کرے۔ اللہ کا بپھرا ہوا شیر جب اس طرح دھاڑا تو کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ آپؓ سے مقابلہ کرتا یا آپؓ کا پیچھا کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کفار سے ڈٹ کر نبرد آزما ہونے کی ایسی ہی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضورؐ انور کا فرمان مبارک ہے "اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے" اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملتا ہے۔ پس جس شخص کی ہجرت دنیا کے لئے ہے تاکہ اس کو حاصل کرے یا عورت کی طرف جو اس سے نکاح کرے، پس ہجرت اس کی اسی کے لئے ہے جس طرف اس نے ہجرت کی اور جس شخص کی ہجرت خالصۃً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہو پس اس کی ہجرت اصلی مقدس مقصد کے لئے ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔ (بخاری)

عمرو بن عبسہ رضؓ نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ سب سے بہتر ہجرت کونسی ہے ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ان کاموں کو چھوڑ دینا جن سے تیرا رب ناخوش ہو یعنی جو تیرے رب کو ناپسند ہوں ۔ (احمد)

اگر غور کیا جائے تو ہجرت میں بھی ہمارے لئے کئی ایک سبق آموز نکات ہیں ۔ ان کی تشریح کی جائے تو دشمن کو ردعمل کا موقع ملتا ہے ۔

مومنوں اور کافروں کی لڑائی میں امتیاز

(۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ دولت کدہ پر تشریف لائے تو میں نے چہرہ انور پہ ایک خاص اثر دیکھ کر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے ۔ حضورؐ نے کسی سے کوئی بات چیت نہیں فرمائی اور وضو فرما کر مسجد نبویؐ میں تشریف لے گئے ۔ میںؓ حجرہ کی دیوار سے لگ کر سننے کھڑی ہو گئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں حضورؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا "لوگو ! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف (یعنی نیکی کے کام کی تلقین) نہی عن المنکر (برے کاموں سے رکنے کی تاکید) کرتے رہو ۔ مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو ۔ تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے ۔ تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں ۔ (ابن ماجہ)

آل عمران $\frac{۳}{۱۲}$ (یا رسول اللہ) کافروں سے فرما دیجئے کہ تم (دنیا میں بھی) عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے اور (آخرت میں) جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے (اس کا مصداق قرآن پاک کے نزول کے بعد قیامت تک ہر لحظہ کے لئے وارد ہے) اور وہ بری جگہ ہے ۔

۱۳۔تمہارے لئے دو گروہوں میں جو (جنگ بدر کے دن) آپس میں بھڑ گئے قدرت خدا کی عظیم الشان) نشانی تھی ایک گروہ (مسلمانوں کا تھا وہ) خدا کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ (کافروں کا تھا وہ) ان کو اپنی آنکھوں سے اپنے سے دوگنا مشاہدہ کر رہا تھا اور خدا اپنی نصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے۔ جو اہل بصیرت ہیں ان کیلئے اس (واقعے) میں بڑی عبرت ہے۔

النساء ۷۱ مومنو (جہاد کے لئے) ہتھیار لے لیا کرو پھر یا تو جماعت جماعت ہو کر نکلا کرو یا سب اکٹھے کوچ کیا کرو۔

۷۲ اور تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ (عمداً) دیر لگاتا ہے پھر اگر تم پر کوئی مصیبت پڑ جائے تو کہتا ہے کہ خدا نے مجھ پر بڑی مہربانی کی کہ میں ان میں موجود نہ تھا

۷۳۔ اور اگر خدا تم پر فضل کرے تو اس طرح سے کہ گویا تم میں اس میں دوستی تھی ہی نہیں (افسوس کرتا ہے اور) کہتا ہے کہ کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو مقصدِ عظیم حاصل ہوتا۔

۷۴، ۷۵ نمبر ۱ پہ ملاحظہ فرماویں۔

۷۶ جو مومن ہیں وہ تو خدا کے لئے لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ بتوں کے لئے لڑتے ہیں۔ سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو (اور ڈرو مت) کیونکہ شیطان کا داؤ بودا ہوتا ہے۔

۷۷۔ بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو (پہلے یہ) حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو (جنگ سے) روکے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو پھر جب ان پہ جہاد فرض کر دیا گیا تو بعض لوگ ان میں سے لوگوں سے یوں ڈرنے لگے جیسے خدا سے ڈرا کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اور بڑبڑانے لگے کہ اے خدا تو نے ہم پر جہاد (جلد) کیوں فرض کر دیا تھوڑی مدت ہمیں اور مہلت کیوں نہ دی (یا رسول اللہ)

اِن سے فریاد کیجئے کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور بہت اچھی چیز تو پرہیزگار کے لئے (نجات) آخرت ہے اور تم پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

۷۸، ۹، نمبر (۱۴۰) پہ ملاحظہ فرمادیں۔

۹۱۔ تم کچھ اور لوگ ایسے بھی پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں۔ لیکن جب فتنہ انگیزی کو بلائے جائیں تو اس میں اوندھے منہ گر پڑیں تو ایسے لوگ اگر تم سے (لڑنے سے) کنارہ کشی نہ کریں اور نہ تمہاری طرف (پیغام) صلح بھیجیں اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں تو ان کو پکڑ لو اور جہاں پاؤ قتل کر دو۔ ان لوگوں کے مقابلے میں ہم نے تمہارے لئے سند صریح مقرر کر دی ہے

۱۴۰۔ اور خدا نے تم (اے مومنوں) پر اپنی کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم (کہیں) سنو کہ خدا کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور (ان کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں ان کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے کچھ شک نہیں کہ خدا منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے۔

۱۴۱۔ جو تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔ اگر خدا کی طرف سے تم کو فتح ملے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو (فتح) نصیب ہو تو (ان سے) کہتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں تھے اور تم کو مسلمانوں (کے ہاتھ) سے بچایا نہیں تو خدا تم میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا اور خدا کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔ (ماشاء اللہ)

۱۴۲۔ منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) خدا کو دھوکا دیتے ہیں (یہ اس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ انہی کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے اور جب یہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو سست اور کاہل ہو کر (صرف) لوگوں کے دکھانے کو اور

خدا کی یاد ہی نہیں کرتے مگر بہت کم۔

۱۴۳۔ بیچ میں پڑے لٹک رہے ہیں نہ ان کی طرف (ہوتے ہیں) نہ ان کی طرف اور جس کو خدا بھٹکائے تو تم اس کے لئے کبھی بھی راستہ نہ پاؤ گے۔

المائدہ ۵/۵۲۔ تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تم ان کو دیکھو گے کہ ان (یعنی کافروں منافقوں) میں دوڑ دوڑ کے ملے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہم پر زمانے کی گردش نہ آجائے سو قریب ہے کہ خدا فتح بھیجے یا اپنے ہاں سے کوئی اور امر (نازل فرمائے) پھر یہ اپنے دل کی باتوں پر جو چھپایا کرتے تھے پشیمان ہو کر رہ جائیں گے۔

۵۳۔ اور (اس وقت) مسلمان (تعجب سے) کہیں گے کہ کیا یہ (منافق) وہی ہیں جو خدا کی سخت سخت قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ان کے عمل اکارت گئے اور وہ خسارے میں پڑ گئے۔

الانفعال ۸/۴۸ (جنگ بدر میں) اور جب شیطان نے ان (کافروں) کے اعمال ان کو آراستہ کر دکھائے اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں کوئی تم پر غالب نہ ہوگا اور میں تمہارا رفیق ہوں (لیکن) جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل (صف آرا) ہوئیں تو پسپا ہو کر چل دیا اور کہنے لگا کہ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں میں تو ایسی چیزیں (یعنی اللہ کے لشکر) دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے مجھے تو خدا سے ڈر لگتا ہے اور خدا سخت عذاب کرنے والا ہے۔

۴۹۔ اس وقت منافق (اور کافر) جن کے دل میں مرض تھا کہتے تھے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے مغرور کر رکھا ہے اور جو شخص خدا پر بھروسہ رکھتا ہے تو خدا غالب حکمت والا ہے۔

جناب وہبؓ بن قابوس مدینہ منورہ سے کچھ دور رہا کرتے اور بکریاں

چرایا کرتے تھے، یہ معلوم کر کے کہ حضورؐ سرورِ دو عالم جنگ اُحد میں تشریف فرما ہیں بکریاں وہیں چھوڑ کر جنابِ رسالتمآبؐ کی خدمت میں پہنچ گئے کفار کی ایک جماعت حملہ کرتی آگے بڑھی تو حضورؐ اکرم نے فرمایا جو شخص اس جماعت کو منتشر کر دے اسے جنت میں میری رفاقت نصیب ہوگی۔ جناب وہبؓ نے اُنہیں تین بار عزم و استقلال سے تتر بتر کر دیا۔ حضورؐ نے انہیں جنت کا مژدہ سنایا یہ سن کر عاشق رسولؐ جناب وہبؓ تلوار سونتے ہوئے ایک بار پھر کفار کے ریوڑ میں گھس گئے (اپنی اپنی نظر ہے) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شہید (یعنی وہبؓ) جیسی دلیری اور بہادری کسی کی بھی کسی لڑائی میں نہیں دیکھی۔ اس پر بلند بختی کہ حضورؐ نے اپنے دستِ مبارک سے دفن فرمایا۔ حضورؐ کا ارشادِ گرامی اے وہبؓ اللہ تجھ سے راضی ہو میں تم سے راضی ہوں۔ سن کر حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے کسی کے عمل پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا وہبؓ کے عمل پر کاش ان جیسا اعمالنامہ لے کر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچوں۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (غسیل ملائکہ) اسی غزوۂ احد میں پہلے نہ تھے۔ ان کی نئی شادی ہوئی تھی غسل کے لئے ابھی سر مبارک ہی دھو رہے تھے کہ کان میں مسلمانوں کی شکست کی آواز پہنچی۔ جنبی حالت میں بے تابانہ تلوار لئے کفار پر ٹوٹ پڑے اور ان کی صفوں کو درہم برہم کرتے آگے بڑھتے ہی چلے گئے اور اسی حالت میں شہید ہو گئے حضورؐ سرکار دو عالم نے دیکھا کہ ملائکہ ان کو غسل دے رہے ہیں صحابہؓ سے ذکر فرمانے پر ابو سعید ساعدیؓ کا قول ہے۔ کہ میں نے جا کر جناب حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو ان کے سر سے غسل کا پانی ٹپک رہا تھا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما بھی اللہ کے شیر دل میں شمار ہوتے ہیں انہیں جنگ یرموک میں قادسیہ (عراق) پر حملہ کے لئے بھیجا گیا۔ شاہ کسریٰ نے

رستم پہلوان کو ان کے مقابلہ کے لئے تجویز کیا رستم نے خواہش کی کہ وہ لشکروں کے بھیجنے میں بادشاہ کو مشورہ دیتا رہے گا۔ اس لئے اسے مقابلہ کے لئے نہ بھیجا جائے لیکن یزدجرد نامی بادشاہ نے اسے مجبوراً جنگ میں بھیجا۔ جناب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن وقاص رضی کی روانگی پر انہیں کچھ وصیت بھی فرمائی۔ حضرت سعد رضی لشکر لے کر ہشاش بشاش روانہ ہوئے۔ آپ کی ایمانی قوت اور جذبہ جہاد کا اندازہ اس خط سے جو جناب سعد رضی نے رستم کو لکھا ہے مزید محتاج بیان نہیں رہتا۔ آپ رضی اسے لکھتے ہیں "بیشک میرے ساتھ ایسی جماعت ہے جو موت کو ایسا ہی محبوب رکھتی ہے جیسا کہ تم لوگ شراب پینے کو محبوب رکھتے ہو۔"

حضور جناب رحمۃ اللعالمین صلی علیہ وسلم نے عمرو بن عبسہ رضی کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جس شخص کا گھوڑا لڑائی میں مارا جائے اور وہ خود بھی شہادت پائے جہاد کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے (احمد)

ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص جہاد کرنے کی نیت سے گھوڑا پالے۔ روزِ جزا اس شخص کو گھوڑے کے چارہ، دانہ اور اس کے فضلا کا تول بھی اس کے ثواب میں شامل کر دیا جائے گا۔

جنگ بدر سے ایک روز پہلے اللہ کے محبوب نبی ؐ چند نامور کفار کے بارے میں پیشین گوئی فرما چکے تھے کہ فلاں کافر یہاں مرے گا۔ ابوجہل کے لئے تو خصوصی آپ ؐ نے فرما دیا تھا۔ جنگ کے دن دو کمسن بچے (معاذ اور معوذ رضی) حضور ؐ کے لشکر میں حضرت عبدالرحمٰن رضی بن عوف کے پاس آ کر ان کے دائیں بائیں کھڑے ہوئے۔ ان کمسن بچوں میں جناب عبدالرحمٰن رضی کو خیال گذرا کہ مضبوط تنومند کے درمیان ہوتا تو بوقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کر سکتے یہ بچے کیا کریں گے؟ آپ رضی فرماتے ہیں اتنے میں ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر دریافت کیا کہ چچا ابوجہل کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا

ہاں۔ اتفاق سے مجھے ابوجہل گھوڑے پر سوار دوڑتا ہوا نظر آیا۔ میں نے انہیں اشارہ سے بتایا وہ جا رہا ہے، یہ دونوں اگرچہ پیدل تھے اور پیدل کو سوار پہ حملہ کرنا مشکل بھی ہے تاہم یہ دونوں ابوجہل کی طرف پھرتی سے بھاگ کر اس پہ اس طرح پل پڑے جیسے باز کسی پرندے پر۔ ایک شیر ابوجہل کے گھوڑے پر جھپٹا اور دوسرا ابوجہل پہ جس سے گھوڑا اور ابوجہل دونوں زمین پہ آپڑے اور اسے ایسا بھُس کھایا ہوا کر دیا کہ اُٹھ نہ سکے۔ تڑپتا رہے۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعودؓ نے ابوجہل کا سر بھی تن سے جدا کر دیا۔ یہاں قابل ذکر یہ بات ہے کہ جب حضرت معاذؓ نے ابوجہل کی ٹانگ پر وار کیا تو آپ فرماتے ہیں اس وقت اس کا لڑکا (عکرمہؓ) جو اب تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔ آگے بڑھا اور میرے شانہ پر تلوار مار دی۔ میرا ہاتھ کٹ کر صرف کھال میں لٹکا رہا۔ لٹکے ہوئے ہاتھ کو کمر کے پیچھے ڈال کر تمام دن دوسرے ہاتھ سے لڑتا رہا۔ جب اس کے لٹکے رہنے سے بھی مزاحمت محسوس ہوئی تو اس کو پاؤں کے نیچے دبا کر زور سے کھینچ کر اسے جدا کر ڈالا۔ اللہ تعالےٰ نے بے حساب رحمتیں اپنے حبیبؐ اور صحابہ کرامؓ پر صبح و شام نازل فرمائے۔ کمسن اصحابہؓ کرام بھی جہاد کے لئے اس قدر استقامت رکھتے تھے۔

عبداللہ بن عمرؓ نے ابن کعبؓ سے دریافت کیا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی امت کے اوصاف بیان کریں۔ جنابِ کعبؓ کے متعدد بیان کردہ اوصاف سے دو چند تبرکاً عرض خدمت ہے۔ لڑائیوں کے مواقع میں نماز کی طرح انکی (یعنی امت مسلمہ) صف ہوتی ہے جب یہ اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے جاتے ہیں تو فرشتے ان کے آگے پیچھے سخت نیزہ لئے ہوئے ہوتے ہیں اور جب جہاد فی سبیل اللہ کی صف میں کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ ان پر سایہ کئے ہوتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اشارہ فرماتے ہوئے تشبیہ دی کہ جس طرح گدھ اپنے گھونسلے پر سایہ کرتا ہے

یہ لوگ کبھی لڑائی کے میدان سے بھاگ کر پیچھے نہ ہٹیں گے وبصدالحمد للہ! سعید بن ابی ہلال اس کے راوی ہیں،

"خواہشات کے بارے میں"

(۶)

حضور سرورِ دوعالم صلی علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "بے شک اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں کو اور مال و دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے" (مسلم)

النساء ۴/۱۳۵ اے ایمان والو! انصاف پہ قائم رہو اور خدا کے لئے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو خدا ان کا خیر خواہ ہے۔ تو تم خواہش نفس کے تحت عدل کو نہ چھوڑ دینا اگر تم پیچدار شہادت دو گے یا (شہادت سے) بچنا چاہو گے تو (جان رکھو) کہ خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

الاعراف ۷/۱۷۶ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں سے اس (گمراہی کے بعد ہر رجوع کرنے والے کے درجے) کو بلند کر دیتے مگر وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے چل پڑا تو اس کی مثال کتے کی سی ہو گئی کہ اگر سختی کرو تو زبان نکالے رہے اور یونہی چھوڑ دو تو بھی زبان نکالے رہے یہی مثال ان لوگوں کی ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو اے نبی اللہ ان سے یہ قصہ بیان فرما دیجئے تاکہ وہ فکر کریں۔

الکھف ۱۸/۲۸ اور جو لوگ صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں ان کے ساتھ صبر کرتے رہو اور تمہاری نگاہیں ان میں

سے دگرگوں ہو کر دوسری طرف، نہ دوڑو، میں کہ تم آرائش زندگانی کے خواستگار ہو جاؤ اور جس شخص کے دل کو ہم نے (اس کے رجوع نہ کرنے کی وجہ سے) اپنی یاد سے غافل کر دیا۔ اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اس کا کہنا نہ مانو۔

مریم $\frac{19}{59}$ پھر ان (انبیاء اور برگزیدہ بندوں) کے بعد چند ناخلف ان کے جانشین ہوئے۔ جنھوں نے نماز کو (چھوڑ دیا گویا اسے) کھو دیا اور خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے لگ گئے سو عنقریب ان کو گمراہی (کی سزا) ملے گی۔

قرآن پاک میں سینکڑوں بار نماز قائم کرنے کی تاکید آئی ہے۔ ان سب کا حوالہ دینا تو مشکل ہے تاہم اس فریضہ کے ضمن میں تبرکاً عرض ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ فرماتے ہیں کہ (سورۃ القلم $\frac{68}{42}$) ملحق آیات نمازوں کو جماعت سے ایسی جگہ پڑھنے کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ جہاں اذان ہوتی ہو۔ ہائے حسرت ہم نماز سے غافل ہو گئے۔ جو صاحبان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت سمجھتے ہیں ظاہر ہے انھوں نے تلقین چھوڑ دی یا کوتاہی کی کیونکہ دنیا میں بے نمازیوں نے اپنی کمروں کو بارگاہ ایزدی میں جھکنے کی عادت ڈالی ہی نہیں لہذا اس محشر کے دن ان سے سجدہ کرنے کو کہا جائے گا جو نہ کر سکیں گے (ایک حدیث میں ہے کہ ان کی کمریں تختہ ہو جائیں گی) اور یہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ شرم کے مارے ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہو گی یہ اس لئے کہ یہ دنیا میں تندرست صحیح و سالم تھے سجدہ کو بلائے جاتے تھے (پھر بھی سجدہ نہیں کرتے تھے)

نماز میں تساہل کی (یعنی سستی کرنے والوں کے لئے یہ کہ ابھی بڑا وقت ہے پڑھ لیں گے یا جان بوجھ کر جماعت سے رہ جانے والوں کے لئے) خوب "وعید" یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانا آیا ہے۔ جو قبر میں مدفن کے ساتھ ہی شروع

ہو جاتا ہے، اس کا یہاں احاطہ کرنا مشکل ہے البتہ اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو سخت وحشت کا گھر بتایا ہے۔ آپ ایک بار ایک جنازہ کے ساتھ تشریف فرما ہوئے۔ قبر کھدی دیکھ کر آپ اس قدر آبدیدہ ہوئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ آپ کا ارشادِ گرامی ایسے بھی آیا ہے کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتا کہ اے مولائے کریم میری امت پر قبر کے عذاب کو عیاں کر دے (جن و انس کے علاوہ قبر کا عذاب اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوقات پر منکشف ہوتا ہے)۔

آسمانوں پہ ایک بالشت جگہ ایسی نہیں جہاں رب کریم کے ملائکہ اپنے رب کے حضور تسبیح و تہلیل میں مشغول و مصروف نہ ہوں۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے حتیٰ کہ شجر و حجر بھی اپنے رب کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اس کی کائنات میں جو کچھ بھی ہے سب ہی اس کی پاکی بیان کرتے رہیں تو اس کی بندگی کا حق ادا نہ کر سکیں اور اگر سرکشی سے (جیسے ابلیس ملعون) اس کی واحدنیت سے منحرف، اس کی عبادت میں چشم پوشی کر جائیں تو اس کے جلال و عظمت میں رائی کے عشرِ عشیر بھی فرق نہیں آتا وہ بے نیاز ہے اسے ہماری عبادت کی کوئی ضرورت نہیں۔

اب آپ کو اشکال گزرے گا کہ دیوانہ کیا کہہ رہا ہے۔ قرآن پاک میں (الذّٰریٰت ۵۱/۵۶ پ۲۷) مرقوم تو ہے کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔ اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ اسلاف کا اس بارے میں قول ہے کہ جیسے حضور امی لقب صلی اللہ علیہ وسلم وجہ تخلیق کائنات ٹھہرے یہ رب دو جہاں کی خوشی تھی اسی طرح اس کی خوشی یہ بھی ہے کہ جن اور انسان کو ان کی ریاضت و عبادت کا صلہ (جو غیب پر ایمان لاکر خوشی سے اس کی بارگاہِ عالیہ میں سربسجود ہوں) دن قیامت عطا فرمائے اسی لئے ارشادِ باری ہوا کہ نیکیوں میں آگے بڑھ جاؤ۔ نماز سے غفلت و

بے پرواہی یا اس میں سستی کاہلی سے خدارا بچیں وقت کو غنیمت جانیں۔ جو کوئی دین کے ارکان پورے کرتا ہے تو اپنے لئے جو برعکس کرتا ہے وہ بھی اپنے لئے ہی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب ارکان پورے کرنے کی خصوصی نماز ادا کرنے کی کما حقہ توفیق عطا فرمائے۔ قبر کے عذاب سے بچائے آمین یارب العالمین۔ آمین۔

طٰہٰ ۲۰/۱۶۔ تو جو شخص (قیامت کے آنے پر) ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلتا ہے (کہیں) تم کو اس (کے یقین) سے روک نہ دے تو (اس صورت میں) تم ہلاک ہو جاؤ۔

الفرقان ۲۵/۴۳ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے خواہش نفس کو معبود بنا رکھا ہے تو کیا آپ اس پر نگہبان ہو سکتے ہیں اس کے پڑھنے سے ذہن میں بیک وقت ارشاد باری گزر جاتا ہے جیسا کہ سورہ مائدہ میں آتا ہے (۵/۴۲) جھوٹی باتیں نہ بناؤ۔ جاسوسی نہ کرو، حرام مال نہ کھاؤ اور الحشر ۵۹/۷ کہ جو چیز اللہ کا نبیؐ تم کو دے وہ لے لو اور جس سے منع فرمائے اس سے باز رہو۔

القصص ۲۸/۵۰ پھر اگر یہ آپؐ کی بات قبول نہ کریں تو جان لیجئے کہ یہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا۔ جو خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کے پیچھے چلے بے شک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

الروم ۳۰/۲۹۔ مگر جو ظالم ہیں بے سمجھے اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں تو جس کو خدا گمراہ کرے اسے کون ہدایت دے سکتا ہے؟ اور ان کا کوئی مددگار نہیں

صٓ ۳۸/۲۶ اے داؤدؑ ہم نے تم کو زمین میں بادشاہ (خلیفہ) بنا دیا ہے۔ تو لوگوں میں انصاف کے فیصلے کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ وہ تمہیں خدا کے راستے سے بھٹکا دے گی۔ جو لوگ خدا کے رستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب (تیار) ہے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا۔

الجاثیۃ ۴۵/۱۸ پھر ہم نے تم کو دین کے کھلے رستے پر (قائم) کر دیا تو اسی پر چلے چلو اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا۔

۲۳۔ بھلا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے اور باوجود جاننے بوجھنے کے (گمراہ ہوتا ہے تو) خدا نے (بھی) اس کو گمراہ کر دیا اور ان کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اب خدا کے سوا اس کو کون راہ پر لا سکتا ہے تو کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

النجم ۵۳/۳ اور (رسول کریم) نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں۔

۴۔ یہ (قرآن) تو حکمِ خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔

النّٰزِعٰت ۷۹/۳۷۔ تو جس نے سرکشی کی۔

۳۸۔ اور دنیا کی زندگی کو مقدم سمجھا۔

۳۹ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

۴۰۔ اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا

۴۱۔ اس کا ٹھکانا بہشت ہے۔

روزمرّہ کی مصروفیات میں اگر ہم ذہن میں یہ رکھیں کہ ہم سے کسی کی حق تلفی تو نہیں ہو رہی تو اس طرح بندہ مومن کے لئے بارگاہ الٰہی میں شرف و اعزاز حاصل کرنے کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج پڑے ہیں شیخ ابوبکر دقاق کا قول ہے کہ انسان نفس کے پھندے اور نفس کی قید سے نہیں نکل سکتا ہاں خدا کی مدد سے نفس کے شر سے محفوظ رہ سکتا ہے اور کہا کہ خدا ہی کے ساتھ آرام پکڑے اور خدا سے الگ ہو کر آرام نہ لے جس نے خدا کے ساتھ آرام پایا یا نجات ملی اور جس نے خدا کو چھوڑ کر آرام چاہا ہلاک ہوا۔ اور یہ بات تزکیہ نفس سے حاصل ہوتی ہے۔

حارث بن مالکؓ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے حضور نے دریافت فرمایا حارثؓ کیا حال ہے عرض کیا یارسول اللہ میں بے شک سچا مومن ہوگیا۔ حضورؐ نے فرمایا سوچ کر کہو کیا کہتے ہو ہر چیز کی حقیقت ہوتی ہے تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ عرض کیا میں نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا۔ رات کو جاگتا ہوں (یعنی بارگاہ الٰہی میں رکوع سجود کرتا ہوں) دن کو پیاسا رہتا ہوں (یعنی روزہ رکھتا ہوں) جنت والوں کی ملاقاتوں کا منظر میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور جہنم والوں کے شور و شغب اور واویلا کا نظارہ بھی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے حضور رحمۃ اللعالمین صلی علیہ وسلم نے تین بار فرمایا حارثؓ بے شک تم نے دنیا سے اپنے نفس کو پھیر لیا اس کو مضبوط پکڑے رہو (سبحان اللہ صحابہ کرامؓ کا دنیا میں رہتے ہوئے حضورؐ کے تصدق ماشاء اللہ یہ عالم تھا)

شیخ ابوالفوارس شاہ بن شجاع کرمان کے حاکم تھے شکار کی تلاش میں جنگل میں نکل گئے۔ دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان درندے پر سوار ہے اور بہت سے درندے اس کے گرد ہیں۔ درندوں نے شاہ کو دیکھ کر اس پر جھپٹنا چاہا تو نوجوان نے انہیں روک دیا۔ قریب آیا، پہلے شاہ کو سلام کیا پھر کہا اے شاہ اللہ تعالیٰ سے تم کس قدر غافل ہو کہ دنیا کے اوپر آخرت کو بھول رہے ہو اور اپنی لذت و خواہش کی طلب میں اپنے مالک حقیقی کی خدمت سے پشت پھیر رہے ہو تم کو خدا نے دنیا اس لئے دی تھی تاکہ اس کی مدد سے اپنے معبود کی خدمت گذاری میں کوشش کرتے تم نے اسے اور بھی عیش کا وسیلہ بنا لیا ابھی وہ نوجوان انہیں نصیحت ہی کر رہا تھا کہ ایک بڑھیا ہاتھ میں پانی کا پیالہ لئے ہوئے نکلی اور نوجوان کو پیش کیا اس نے اول خود پیا اور باقی بچا ہوا شاہ کو دے دیا۔ شاہ نے پی کر کہا کہ ایسا ٹھنڈا میٹھا اور مزیدار میں نے مشروبات میں سے کبھی نہیں پیا۔ اتنے میں

وہ بڑھیا غائب ہوگئی۔ اس نوجوان۔ نے کہا یہ بڑھیا دنیا ہے میری خدمت کے لئے اللہ نے اسے مقرر فرما رکھا ہے۔ اور کہا اے شاہ تمہیں معلوم نہیں کہ جس وقت اللہ نے دنیا کو پیدا کیا تو اس سے یہ فرمایا تھا کہ جو کوئی میری (یعنی اللہ کی) خدمت کرے تو اے دنیا تو اس کی خدمت کرنا اور اے دنیا جو تیری خدمت کرے تو تو اس سے اور خدمت لینا۔ شاہ نے اس پر صدق دل سے توبہ کر لی۔

النساء ۴/۱۲۸ خواہشات سے کوئی نفس خالی نہیں ارشاد باری تعالےٰ ہے کہ جو (الحشر ۵۹/۹، التغابن ۶۴/۱۶) نفس کی خواہشات سے (کچھ حضرات اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ جو شخص طبیعت کے بخل سے) بچایا گیا۔ تو ایسے ہی لوگ راہ پانے والے ہیں۔

خواہش انسان کو کہاں کہاں لئے پھرتی رہتی ہے، حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد قلم بند کر کے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ جناب آقائے نامدار محمد مصطفےٰؐ کا ارشاد مبارک ہے "جس نے جنگل میں سکونت اختیار کی وہ علم اور عقل سے خالی رہا۔ جو شکار کے پیچھے رہا وہ غافل ہوا۔ جو بادشاہ کے در پر آیا وہ فتنہ میں پڑا اور جس قدر آدمی بادشاہ کے نزدیک ہوجاتا ہے اسی قدر خدا سے دور ہوجاتا ہے۔ (نسائی، ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے "تم میں سے کوئی بھی شخص اُس وقت تک سچا مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی خواہشات کو اس چیز (یعنی قرآن حکیم) کے عین تابع نہ کردے جو میں تمہارے پاس لایا ہوں"۔
(مشکوٰۃ شریف)

"بخل کرنے والوں کے بارے میں"

(۷)

جناب سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روپیہ کا بندہ تباہ ہو نگوں سار ہو۔ اس کے کانٹا چبھے تو نکالنے والا کوئی نہ ہو۔ (ابن ماجہ)

یہاں پر قارئین کو اشکال گذرے گا کہ شاید اللہ کے حبیبؐ نے کبھی عوام الناس کے لئے بددعائیں بھی کی ہوں۔ ایسا نہیں بلکہ آپ کی بددعا اور لعنت بھی دعا سے کم نہیں جناب رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار بارگاہ ایزدی میں التجا کی کہ اے پروردگار اگر کسی شخص کے حق میں مجھ سے لعنت کا لفظ کہہ دیا گیا ہو تو دن قیامت میری لعنت اس کے حق میں رحمت سے تبدیل فرما دینا کیونکہ میں بھی تیرا ایک بندہ ہوں اور تیرے بندے سے جبکہ وہ سب نبیوں سے زیادہ اذیت دیا گیا ہو ایسے الفاظ غیر ممکن نہیں۔

جناب فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ انسان جب مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں (ارشادِ مقدس کی نوعیت پہ ذرا غور و فکر کریں جیتے جی کیوں نہیں پوچھتے) کہ کیا چھوڑا! پس اگر زندگی میں مال خرچ کر کے آخرت کا کچھ ذخیرہ جمع کر لیا ہو گا تو مرتے وقت خوش ہو گا کہ آگے بھیجا ہوا مال وصول کرنے کا وقت آگیا ورنہ رنجیدہ ہو گا اور اس پر مرنا بہت شاق گزرے گا۔ (مسلم و ترمذی)

البقرہ $\frac{۲}{۲۶۴}$ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔

آل عمران $\frac{۳}{۱۱۷}$ یہ (کافر و منافق) جو مال دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال ہوا کی سی ہے جس میں سخت سردی ہو اور وہ ایسے لوگوں کی کھیتی پر جو اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے چلے اور اسے تباہ کر دے اور خدا نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا

بلکہ یہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں ۔

۳۰ جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں (وہ اچھا نہیں) بلکہ ان کے لئے برا ہے ۔ وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا اور آسمانوں اور زمین کا وارث خدا ہی ہے اور جو عمل تم کرتے ہو خدا کو معلوم ہے ۔

النساء جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو (مال) خدا نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۔

۳۸۔ اور خرچ بھی کریں تو (خدا کے لئے نہیں بلکہ) لوگوں کے دکھانے کو اور ایمان نہ خدا پر لائیں نہ روز آخرت پر (ایسے لوگوں کا ساتھی شیطان ہے) اور جس کا ساتھی شیطان ہوا تو وہ برا ساتھی ہے ۔

۳۹۔ اگر یہ لوگ خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لاتے اور جو کچھ خدا نے ان کو دیا تھا اس میں سے خرچ کرتے تو ان کا کیا نقصان ہوتا اور خدا ان کو خوب جانتا ہے ۔

۴۰۔ خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور (اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دوچند کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا ۔

الانفعال جو لوگ کافر ہیں اپنا مال خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں کو) خدا کے رستے سے روکیں ۔ سو ابھی اور خرچ کریں گے مگر آخر وہ (خرچ کرنا) ان کیلئے (موجب) افسوس ہوگا اور وہ مغلوب ہو جائیں گے اور کافر لوگ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے ۔

۳۷۔ تاکہ خدا پاک سے ناپاک کو الگ کر دے اور ناپاک کو ایک دوسرے پر رکھ کر ایک ڈھیر بنا دے پھر اس کو دوزخ میں ڈال دے یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔

التوبہ ۹/۳۴ مومنو (اہل کتاب کے) بہت سے عالم اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے اور (ان کو) راہ خدا سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کے رستے میں خرچ نہیں کرتے ان کو (اے نبی اللہ) اس دن کے عذاب الیم کی خبر سنا دیجئے۔

۳۵۔ جس دن وہ (مال) دوزخ کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا۔ پھر اس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا کہ) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو۔

۵۳۔ (یارسول اللہ) فرما دیجئے کہ (کافرو، منافقو) تم (مال) خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا تم نافرمان لوگ ہو۔

۵۴۔ اور ان کے خرچ (اموال) کے قبول ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوتی سوا اس کے کہ انھوں نے خدا سے اور اس کے رسولؐ سے کفر کیا اور نماز کو آتے ہیں تو کاہل ہو کر اور خرچ کرتے ہیں تو ناخوشی سے۔

۶۷۔ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہم جنس (یعنی ایک ہی طرح کے) ہیں کہ برے کام کرنے کو کہتے ہیں اور نیک کاموں سے منع کرتے ہیں اور (خرچ کرتے سے) ہاتھ بند کئے رہتے ہیں۔ انھوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے ان کو بھلا دیا بے شک منافق نافرمان ہیں۔

۹۸۔ اور بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ جو خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں

اور تمہارے حق میں مصیبتوں کے منتظر ہیں انہیں پہ بڑی مصیبت (واقع) ہوگی اور خدا سننے والا (اور) جانتے والا ہے

الفرقان ۲۵/۲۳ اور جو (کافروں، منافقوں، گنہگاروں) انھوں نے عمل کئے ہوں گے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کو (روزِ جزا) اڑتی ہوئی خاک کر دیں گے۔

محمد ۴۷/۳۶ دنیا کی زندگی تو محض کھیل اور تماشا ہے اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور پرہیزگاری کرو گے تو وہ تم کو تمہارا اجر دے گا اور تم سے تمہارا مال طلب نہیں کرے گا۔

۳۷۔ اگر وہ تم سے مال طلب کرے اور تمہیں تنگ کرے تو تم بخل کرنے لگو اور وہ (بخل) تمہاری بدنیتی ظاہر کرکے رہے گا۔

۳۸۔ دیکھو تم وہ لوگ ہو کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلائے جاتے ہو تو تم میں ایسے شخص بھی ہیں جو بخل کرنے لگتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے وہ اپنے آپ سے بخل کرتا ہے اور خدا بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح کے نہیں ہوں گے۔

الحدید ۵۷/۲۴ جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو شخص روگردانی کرے تو خدا بھی بے پرواہ ہے (اور) وہی سزاوار حمد (و ثنا) ہے۔

واللیل ۹۲/۸ اور جس نے بخل کیا اور بے پروا بنا رہا

۹ اور نیک بات کو جھوٹ سمجھا۔

۱۰۔ اسے سختی میں پہنچائیں گے

۱۱۔ اور جب وہ (دوزخ کے گڑھے میں) گرے گا تو اس کا مال اس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔ اسکے دس گنا، سات سو گنا اور بے حسابانہ ثواب کا ذکر خیر نمبر ۳ پہ ملاحظہ فرمادیں۔

حضورؐ اقدس کا ارشاد گرامی ہے "جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے سب عمل ختم ہو جاتے ہیں مگر تین عمل باقی رہتے ہیں جن کا ان کو اجر ملتا رہتا ہے (۱) صدقہ جاریہ جیسے خلق خدا کی بھلائی کے لئے نہر یا کنواں کھدوا دینا، دینی مدارس مساجد بنوا دینا کہ عوام الناس مستفیض ہوتے رہیں (۲) علم جو اس کے ساتھ فائدہ اٹھایا جائے (یعنی علم خود سیکھا اس پہ عمل کیا اور دوسروں کو سکھایا کہ خدا رسولؐ کی خوشنودی حاصل ہو اور یہ کہ فریضہ بلاغ جاری ساری رہے) (۳) یا لڑکا صالح جو اس (متوفی باپ) کے واسطے دعائے مغفرت کرتا ہو کہ یہ متوفی کے حق میں قبول ہوتی ہے۔ ایک دوسری جگہ ایسے بھی آتا ہے کہ جو شخص اپنے متوفی والدین کے لئے مغفرت نہیں مانگتا تو اللہ اس شخص کے رزق کو ہی کم کر دیتا ہے جہاں تک مسجد بنانے کا تعلق ہے۔ حضور سرور کائناتؐ فرماتے ہیں جو شخص خدا کی خوشنودی کے لئے مسجد تیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔

جیسا کہ ہر کلمہ گو تمنا رکھتا ہے کہ دن قیامت اسے سید الانبیاءؐ کی شفاعت نصیب ہو (آمین) اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ محبوبؐ خدا کا ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پہ درود نہ بھیجے تو وہ شخص بخیل ہے (بخاری، نسائی)

باالفاظ دیگر جس کے پاس صدقہ خیرات کے لئے کچھ نہ ہو تو وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود شریف بھیجے یہ اس کے صدقہ خیرات کے مترادف ہے۔

حضورِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے "جس شخص نے کسی سے دوستی یا دشمنی پیدا کرنے میں یا اپنے مال کے خرچ کرتے یا نہ کرنے میں رضاءِ الٰہی ہی کو مدِ نظر رکھا اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا (ابوداؤد)

بخل سے بچاؤ کے بارے میں نمبر ۲ پر بھی ملاحظہ فرماویں۔

بخل کا دوسرا نام مال کی محبت ہے جو دل کو دنیا کی طرف متوجہ رکھتی ہے۔ جس سے اللہ کی محبت جاتی رہتی ہے۔ بخیل مرتے وقت اپنا جمع کیا ہوا مال حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے اور جبراً و قہراً آخرت کا سفر کرتا ہے۔ اسی لئے اس کو اللہ جل شانہٗ کی ملاقات کی دو چند خوشی نہیں ہوتی اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ جو شخص مرتے وقت اللہ سبحانہٗ کی ملاقات کو پسند نہ کرے وہ جہنمی ہے۔ آپؐ کا ارشادِ مبارک یوں بھی آیا ہے کہ اپنے آپؐ کو بخل سے بچاؤ کہ اس نے پہلی امتوں کو ہلاک کر دیا۔

دنیا بندۂ مومن مسلمان کو اس لئے گذارہ لائق دی گئی تھی کہ اس کے ساتھ آخرت کا ساماں اکٹھا کرتا۔ یہاں یہ رقم کرنا مناسب ہے کہ جتنا بھی آخرت کا کوئی سامان اکٹھا کرتا جائے ماشاء اللہ دنیا کے بوجھ سے ہلکا ہوجاتا ہے اور جو محض دنیا میں دھنسا کر دنیا ہی اکٹھی کرتے کرتے وقتِ رحلت کو پہنچ جائے تو وہ کفِ حسرت ملتا ہوا آخرت کی طرف خالی ہاتھ لیکن دنیا کے گناہوں سے بوجھل اور بھاری بھر کم ہی گھسیٹا جاتا ہے اللہ ہم سب کو بہت عطا فرمائے اور کماحقہٗ اپنے راستے میں خرچ کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنبہ ذبح فرمایا اور غرباء میں تقسیم کرنے کی تلقین فرمائی تھوڑی دیر گذرنے پر آپؐ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کچھ باقی بچا۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہاں کچھ حصہ باقی رہ گیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ جو گوشت بانٹ دیا

گیا وہی بچا ہے، یہ ایثار و قربانی کی مثال۔ کہ ضرورت سے زائد گوشت اللہ کی خوشنودی کے لئے تقسیم کر دیا اور تقسیم کردہ کو ہی اپنی آخرت کے لئے بچت سمجھنا ہمارے لئے مشعل راہ ہونا چاہیئے۔

آپؐ کے دولت کدہ سے کبھی کوئی سائل خالی نہ گیا اگر کسی وقت سوالی کیلئے کوئی چیز موجود نہ ہوتی تو بحرِ رحمت جوش میں آجاتا۔ آپؐ قرض لے کر سوالی کی حاجت روائی میں خوشی محسوس فرماتے۔ میرا ایمان ہے کہ اگر حاتم طائی بھی آپؐ کو دیکھ پاتا تو آپؐ کی سخاوت سے شرمندہ تعبیر ہو جاتا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

کفار و منافقین کی خوش فہمی کا رد

(۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اے لوگو تحقیق دنیا گزرنے والا سامان ہے نیک و بد سب اس کو کھاتے ہیں اور یقیناً آخرت کا وعدہ سچا ہے اس میں بادشاہ عادل (رب العزت) قادر حکم کرے گا قیامت کے دن سچ کو سچ ثابت کریگا اور باطل کو باطل۔ اور تم آخرت کے فرزند ہو جاؤ اور دنیا کے فرزند مت بنو تمام بچے لازماً اپنی والدہ کے پیچھے جاتے ہیں (ابونعیم)

ال عمران ۳/۱۷۸ اور کافر لوگ یہ خیال نہ کریں کہ ہم جو ان کو مہلت دئے جاتے ہیں تو یہ ان کے حق میں اچھا ہے (نہیں بلکہ) ہم ان کو اس لئے مہلت دیتے ہیں کہ اور گناہ کرلیں آخر کار ان کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔

النساء ۴/۹۱ نمبر ۵ پہ ملاحظہ فرمادیں۔

انعام ۶/۱۲۳ بھلا جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور (اس کے لئے روشنی کر دی جس کے ذریعے سے وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے۔ کہیں اس جیسا ہو سکتا ہے جو اندھیرے میں پڑا ہوا ہو اور (اس سے نکل ہی نہ سکے۔ اسی طرح کافر جو عمل کر رہے ہیں وہ انہیں اچھے معلوم ہوتے ہیں۔

۱۲۴ اور (اسی طرح ہم نے ہر بستی میں بڑے بڑے مجرم پیدا کئے کہ ان میں مکاریاں کرتے رہیں اور جو مکاریاں یہ کرتے ہیں۔ ان کا نقصان انہیں کو ہے اور (اس سے) بے خبر ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے ہر زمانہ کے ہر نمرود، فرعون، قارون، ہامان کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

انفعال ۸/۱۸ (بات) یہ (ہے) کچھ شک نہیں کہ خدا کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنیوالا ہے ۱۹۔ (کافرو) اگر تم (محمدؐ پر) فتح چاہتے ہو تو تمہارے پاس فتح آ چکی (دیکھو) اگر تم (اپنے افعال سے) باز آ جاؤ تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر پھر (نافرمانی) کرو گے تو ہم بھی پھر (تمہیں عذاب) کریں گے اور تمہاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو تمہارے کچھ بھی کام نہ آئے گی اور خدا تو مومنوں کے ساتھ ہے۔

اس سے بڑھ کر بندہ مومن کے لئے اور کیا سعادت ہو سکتی ہے۔

۵۹ اور (کافر یہ خیال نہ کریں کہ وہ بھاگ نکلے ہیں وہ (اپنی چالوں سے ہم کو) ہرگز عاجز نہیں کر سکتے۔

الرعد ۱۳/۱۴ فائدہ مند پکارنا تو اسی (اللہ) کا ہے۔ اور جن کو یہ (کافر) لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کو کسی طرح قبول نہیں کرتے مگر اس شخص کی طرح جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا دے تاکہ (دور ہی سے) اس کے منہ تک آ پہنچے حالانکہ وہ (اس تک کبھی بھی) نہیں آ سکتا اور (اسی طرح) کافروں کی پکار بے کار ہے۔

۳۱-اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اس (کی تاثیر) سے پہاڑ چل پڑتے یا زمین پھٹ جاتی یا مُردوں سے کلام کر سکتے (تو یہی قرآن ان اوصاف سے متصف ہوتا مگر) بات یہ ہے کہ سب باتیں خدا کے اختیار میں ہیں تو کیا مومنوں کو اس سے اطمینان نہیں ہوا کہ اگر خدا چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کے رستے پر چلا دیتا اور کافروں پر ہمیشہ ان کے اعمال کے بدلے بلا آتی رہے گی یا ان کے مکانات کے قریب نازل ہوتی رہے گی یہاں تک کہ خدا کا وعدہ آ پہنچے بے شک خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

ابراہیم ۱۴/۱۸ جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال راکھ کی سی ہے کہ آندھی کے دن اس پر زور کی ہوا چلے (اور) اسے اڑا لے جائے (اسی طرح) جو کام وہ کرتے رہے ان پر کچھ دسترس نہ ہوگی۔ یہی تو پرلے سرے کی گمراہی ہے

الاسریٰ ۱۷/۵۸ اور (کفر کرنے والوں کی) کوئی بستی نہیں مگر قیامت کے دن سے پہلے ہم اسے ہلاک کر دیں گے یا سخت عذاب سے معذب کریں گے یہ کتاب (یعنی تقدیر) میں لکھا جا چکا ہے۔ (اس آیت پاک میں بھی ہر زمان و مکان کفار کی ہلاکت کی طرف اشارہ ہے۔

مریم۔ ۱۹/۷۷ بھلا (اے نبی اللہ) آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اور کہنے لگا کہ (اگر میں ازسر نو زندہ ہوا بھی تو بھی) مال اور اولاد مجھے (وہاں یعنی آخرت میں) ملے گا۔

۷۸۔ کیا اس نے غیب کی خبر پائی ہے یا خدا کے یہاں (سے) عہد لے لیا ہے بد

۷۹۔ ہرگز نہیں یہ جو کچھ کہتا ہے ہم اس کو لکھتے جاتے اور آہستہ آہستہ عذاب بڑھاتے جاتے ہیں۔

اور جو چیزیں یہ بتاتا ہے ان کے ہم وارث ہوں گے اور یہ اکیلا ہمارے سامنے آئے گا۔

النور ۲۴/۳۹ اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال (کی مثال ایسی ہے) جیسے میدان میں ریت کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے تو اسے کچھ بھی نہ پائے اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اسے اس کا حساب پورا پورا چکا دے اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے۔

۴۰ یا (ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے) جیسے دریائے عمیق میں اندھیرے جس پر لہر چڑھی چلی آتی ہو (اور) اس کے اوپر اور لہر (آ رہی ہو اور) اس کے اوپر بادل ہو غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں ایک پر ایک (چھایا ہوا) جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ دیکھ سکے اور جس کو خدا روشنی نہ دے اس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی)۔ الروم ۳۰/۴۷ (اے میرے حبیبؐ) ہم نے آپؐ سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تو وہ انبیاء علیہ السلام (اپنی اپنی قوم) ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے۔ سو جو لوگ نافرمانی کرتے تھے ہم نے ان سے بدلہ لے کر چھوڑا اور مومنوں کی مدد ہم پہ لازم تھی۔

القمر ۵۴/۴۳ (اے اہل عرب) کیا تمہارے کافر ان لوگوں سے بہتر ہیں یا تمہارے لئے (پہلی) کتابوں میں کوئی فارغ خطی لکھ دی گئی ہے؟

۴۴ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری جماعت بڑی مضبوط ہے؟

۴۵ عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور یہ (کافر) لوگ پیٹھ پھیر پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

المجادلہ ۵۸/۵ جو لوگ خدا اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں وہ (اسی طرح) ذلیل کئے جائیں گے جس طرح ان سے پہلے لوگ ذلیل کئے گئے تھے اور ہم نے صاف اور صریح آیتیں نازل کر دی ہیں جو نہیں مانتے ان کو ذلت کا عذاب ہو گا۔

۲۰۔ جو لوگ خدا اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں وہ نہایت ذلیل ہوں گے۔

الحشر ۵۹/۲ وہی (اللہ) تو ہے جس نے کفار اہل کتاب کو حشر اول کے وقت ان کے گھروں سے نکال دیا تمہارے خیال میں بھی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ لوگ یہ سمجھتے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے ان کو خدا کے عذاب سے بچالیں گے مگر خدا نے ان کو وہاں سے آلیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا اور ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مومنوں کے ہاتھوں سے اجاڑنے لگے تو اے اہل بصیرت عبرت پکڑو

۳۔ اور خدا نے ان کے بارے میں جلا وطن کرنا نہ لکھ رکھا ہوتا تو ان کو دنیا میں بھی عذاب دے دیتا اور آخرت میں تو ان کے لئے آگ کا عذاب ہے۔

۴ یہ اس لئے کہ انھوں نے خدا اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی اور جو شخص خدا کی مخالفت کرے تو خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔

۱۱۔ کیا تم نے ان منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کافر بھائیوں سے جو اہل کتاب ہیں کہا کرتے ہیں کہ اگر تم جلا وطن کئے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل چلیں گے اور تمہارے بارے میں کبھی کسی کا کہا نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ ہوئی تو تمہاری مدد کریں گے۔ مگر خدا ظاہر کئے دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔

۱۲۔ اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ ہوئی تو ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر مدد کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر ان کو (کہیں سے بھی) مدد نہ ملے گی۔ (عنقریب آپ اللہ و رسولؐ کے ارشادات کی تکمیل ہوتی اس زمانہ میں بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔)

۱۳۔ (مسلمانو) تمہاری ہیبت ان لوگوں کے دلوں میں خدا سے بھی بڑھ کر ہے یہ اس لئے کہ یہ سمجھ نہیں رکھتے۔

۱۴- یہ سب جمع ہو کر بھی تم سے (بالمواجہہ) نہیں لڑ سکیں گے۔ مگر بستیوں کے قلعوں میں (پناہ لے کر) یا دیواروں کی اوٹ میں (چھپ کر) ان کا آپس میں بڑا رعب ہے تم شاید خیال کرتے ہو کہ یہ اکٹھے (اور ایک جان) ہیں مگر ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں یہ اس لئے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔ (اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کے وسیلہ جمیلہ سے ان کی دکھتی رگ آپ کو بتا دی ہمت سے کام لینا آپ کا کام ہے)

۱۵- ان کا حال ان لوگوں کا سا ہے جو ان سے کچھ ہی پیشتر اپنے کاموں کی سزا کا مزا چکھ چکے ہیں اور (ابھی) ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب تیار ہے۔

۱۶- (منافقوں کی) مثال شیطان کی سی ہے کہ انسان سے کہتا رہا کہ کافر ہو جا جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا کہ مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں مجھ کو تو خدائے رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔

۱۷- یہ دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونوں دوزخ میں (داخل ہوئے) ہمیشہ اس میں رہیں گے اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے۔

الملک $\frac{۶۷}{۲}$ بھلا ایسا کون ہے جو تمہاری فوج ہو کر خدا کے سوا تمہاری مدد کر سکے کافر تو دھوکے میں ہیں۔

جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تجھ کو مکروہ لگے۔ اگر اس پر لوگ خبر پا دیں (مسلم)

سورۃ القیٰمۃ ($\frac{۵-۲۹}{۱۴-۱۵}$-) کے مفہوم" بلکہ انسان آپ اپنا گواہ ہے، اگرچہ عذر و معذرت کرتا رہے۔ اور سورہ الدھر ($\frac{۷۶}{۳}$) یہ کہ (انسان کو) رستہ (ہدایت) بھی دکھا دیا (اب وہ) خواہ شکر گزار ہو خواہ ناشکرا" سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ

جب بھی انسان سے کوئی گناہ سرزد ہو اس کی ضمیر اسے بروقت خبردار کرتی رہتی ہے خیر اور شر دونوں کا انجام پہلے سمجھا کر بتا کر ایک مقرر وقت تک اسے مختار چھوڑ دیا گیا کہ دن قیامت اس کی ذرہ ذرہ بھلائی اور برائی اس کے روبرو کی جائے گی۔ اس روز کفار دنیا میں پھر بھیجے جانے پر اصرار بھی کریں گے کہ خوب نیکیاں کما کر لائیں لیکن اس وقت ان کی آرزو پوری نہ ہوگی۔

حیف ہے کفار پر کہ تخلیق کائنات کو عبث سمجھ کر من مانی کر رہے ہیں کبھی جوابدہی کے لئے کسی کے روبرو پیش ہونے کی سوچتے تو شاید رجوع کرنے کے طفیل ہی اللہ انہیں ہدایت کا راستہ دکھلا دیتا۔

"کفار اور منافقوں کے مال اور اولاد"

(۹)

البقرۃ ۲/۲۱۲ جو کافر ہیں ان کے لئے دنیا کی زندگانی خوشنما کر دی گئی ہے اور وہ مومنوں سے تمسخر کرتے ہیں لیکن جو پرہیزگار ہیں وہ قیامت کے دن ان پہ غالب ہوں گے اور خدا جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے۔

آل عمران ۳/۱۱۶ جو لوگ کافر ہیں ان کے مال اور اولاد خدا کے عذاب کو ہرگز نہیں ٹال سکیں گے اور یہ لوگ اہل دوزخ ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

۱۷۶- جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں ان (کی وجہ) سے غمگین نہ ہونا یہ خدا کا کچھ نقصان نہیں کر سکتے خدا چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کو کچھ حصہ نہ دے اور ان کے لئے بڑا عذاب (تیار) ہے۔

۱۷۷ جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور ان کو دُکھ دینے والا عذاب ہوگا۔

۱۷۸- نمبر(۸) ملاحظہ فرمادیں۔

التوبہ ۹/۵۵ - ۹/۸۵ کا ترجمہ ایک ہی ہے ۸۵ پر ملاحظہ فرماویں -
۵۶ - اور خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم ہی میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں - اصل یہ ہے کہ یہ ڈرپوک لوگ ہیں -
۸۵ (یارسول اللہ) اور ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا ان چیزوں سے خدا یہ چاہتا ہے کہ ان کو دنیا میں عذاب کرے اور (جب) ان کی جان نکلے تو اس وقت بھی (یہ کافر ہی ہوں -
المومنون - ۲۳/۵۴ تو ان کو ایک مدت تک ان کی غفلت ہی میں رہنے دو
۵۵ - کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو دنیا میں ان کو مال اور بیٹوں سے مدد دیتے ہیں -
۵۶ (تو اس سے) ان کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں (نہیں) بلکہ یہ سمجھتے ہی نہیں -
مومن مسلمان کی اولاد مال، اس کے انتقال کے بعد بھی (صدقہ جاریہ کی صورت میں) اس کے لئے نافع ہو سکتی ہے لیکن اس کے برعکس کفار کے مال اور اولاد اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے کسی صورت میں نافع نہیں ہو سکتے. تفاسیر میں بعض اسلاف نے لکھا ہے کہ ان کے اگر کوئی نیک عمل دنیا میں ہوتے ہیں تو ان عملوں کا صلہ ان کو دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے - اور آخرت میں ان کے لئے (کیونکہ دنیا میں دین اسلام کو قبول نہیں کیا نہ ہی ظلمات کو چھوڑ کر نور حقیقت کی تلاش میں رجوع کیا جو رب العزت نور ہدایت سے نواز دیتا) جہنم کے گڑھے کے سوا کچھ نہیں ہے - یہاں کفار کے مال اور اولاد کے ذکر کے ساتھ بندہ مومن کی اولاد کے بارے میں بھی کچھ عرض کرنا ضروری ہے - والدین کا باہمی ملاپ، افزائش نسل کا سبب ہے وگرنہ مالک کل اپنی قدرت کاملہ سے چاہے تو اس کے بغیر بھی خلقت پیدا فرما سکتا

ہے جیسے۔ حضرت آدمؑ، حضرت حواؑ، حضرت عیسیٰؑ اور قوم ثمود کو منہ مانگی اونٹنی
(از روئے معجزہ) پتھر سے پیدا کر کے دکھائی گئی۔

حضور اکرم صلی علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابیؓ حاضر ہوئے غربت کی بنا پر
اپنی بیوی سے (عزلی) جدا رہنے کی یا بیوی چھوڑ دینے کی اجازت مانگی۔ اللہ کے
نبیؐ نے اس سے اپنا رخِ انور پھیر لیا۔ اس نے پھر السا ہی عرض کیا تو آپؐ نے بیزاری
ظاہر فرمائی کہ ایسا مت کرنا۔ ساتھ ہی یوں بھی ارشاد فرمایا کہ ایک شادی اور کر لے حکم کی
تعمیل پہ اعرابی پھر حاضرِ خدمت ہوا اور پھر وہی مقصد دہرایا آپؐ نے تیسری شادی کر
لینے کا حکم فرمایا کہ شاید وہ تمہارے لئے موجب خیر و برکت ہو۔ تیسری شادی سے
حضورؐ کے ارشاد کے مطابق ان کی تجارت کو خوب فروغ ہوا۔

اس ضمن میں تبرکاً قرآن پاک کی چند آیات پیشِ خدمت ہیں
الانعام ۱۴۱/۷ - جن لوگوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے بے سمجھی سے قتل کیا اور خدا
پر افترا کر کے اس کی عطا فرمائی ہوئی روزی کو حرام ٹھہرایا وہ گھاٹے میں پڑ گئے وہ
بے شبہ گمراہ ہیں۔ اور ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔

۱۵۲/۶ یہ بھی ایسی ہی تلقین فرمائی گئی ہے (یا رسول اللہ) فرما دیجئے (لوگو) آؤ میں تمہیں
وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کر دی ہیں (ان کی نسبت
اس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ
سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) اچھا سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے
اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور ان کو ہم ہی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے
کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ ان کے پاس نہ پھٹکنا اور کسی جان (والے) کو جس کے
قتل کو خدا نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (جیسے میدان کارزار میں
کفار کے جمگھٹ، جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کی وہ تمہیں تاکید کرتا

ہے تاکہ تم سمجھو۔

مسلم و بخاری کی طویل حدیث میں (کبیرہ گناہ کی مذمت میں) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو اس خیال سے مار ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی یعنی تجھ کو اسے کھلانا پڑے گا۔

یہ خیال خاطر کہ ہمارے کنبہ کے افراد یا ہماری قوم و ملت کی نفری بڑھنے نہ پائے جس سے یہ بھی قیاس آرائی ہو کہ ہم غربا کی آباد کاری و دیگر منصوبہ بندی میں کامیاب ہو کر خوشحالی حاصل کر سکیں گے۔ سراسر غلط، رزق کو دھکا دینا اور خدا اور رسولؐ سے ٹکر لینا ہے۔ سوائے رب العالمین کے نہ کوئی کسی کو کھلاتا ہے نہ پلاتا ہے البتہ فرداً فرداً اس قسم کے کام میں اگر وہ رضائے خداوندی کے لئے ہو نیت کو بہت دخل ہے جو کسی کی بخشش و مغفرت کا نوشہ بن جاتا ہے ہر ذی روح کو اللہ کریم نے کوئی نہ کوئی صلاحیت بخشی ہے ہماری جتنی اکثریت ہوگی، اپنے اپنے مسائل کے پیش نظر (جبکہ ہماری جستجو اور جدوجہد اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کے منافی نہ ہو) ہماری صلاحیتیں اتنی ہی زیادہ اجاگر ہوں گی۔ بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ بیشتر زمین کا حصہ جو ہل تلے تھا (یعنی جو فصل کے لئے مفید ثابت ہوتا تھا) رفتہ رفتہ آبادکاری کی زینت (یعنی تعمیرات کا حصہ) بنتا چلا جا رہا ہے تو کھیتی باڑی کیلئے زمین کہاں سے لائیں؟۔ اس کے دو عام فہم حل ہیں۔ ایک تو زمین دوز آبادکاری دوسرے منزل بر منزل جیسے امریکیوں نے اپنی جگہ کی قلت کو پورا کیا۔ تجربہ کی بنا پر کہ یہاں کونسا مرحلہ کارگر ہوگا حکومت کی ذمہ داری ہے البتہ وہ زمین کے حصے جو غیر آباد پڑے ہوئے ہوں اور جو ہل تلے نہ لائے گئے ہوں قریبی آبادکاروں کو (LEASE) لیز پر آسان قسطوں پر دینے سے بارونق اور آباد کئے جا سکتے ہیں۔

ہائے حسرت ہم نے جہاد کی اہمیت کو کچھ ایسا نظر انداز کیا کہ اس سے پہلو تہی

کرکے دوسرے مسائل کو فوقیت دی اس طرح اللہ کی ناراضگی کو دعوت دے کر ہم اپنے خود پیدا کردہ مسائل میں الجھ کر رہ گئے۔ اس فریضہ کو جاری ساری رکھا ہوتا تو سب مسائل خود بخود حل ہونا شروع ہو جاتے۔

اسی کروڑ چینی بھائی دیکھ لیجئے۔ دنیا میں کیسے ابھرتے چلے جا رہے ہیں دسوائے چند ہزار چرسی بھنگیوں کے جو نشہ آور چیزوں سے باز نہ رہ سکتے تھے۔ انہوں نے قحط او بھوک کے ڈر سے کسی کو نہیں مارا۔ ہمیں بھی خود غرضی چھوڑ کر ان سے سبق لینا چاہیئے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارے پاس اللہ کا اپنا کلام پاک موجود ہے جس کی اس نے رہتی دنیا تک حفاظت کا خود ذمہ اٹھایا جس میں ہر شخص کے لئے ہر طرح کی مثال (خواہ کسی زمانہ سے تعلق رکھے) قائم دائم رکھی، یہ اس کا بے بہا انعام ہے۔ لہذا اسی کلام اللہ میں غور و فکر کے بعد مسلسل جد و جہد کی ضرورت ہے کہ ہم بھی دنیا والوں کے ساتھ، ان سے کسی طرح مادی دنیا میں بھی پیچھے نہ رہ جائیں۔

انہیں آیات مبارکہ کے تسلسل کے ساتھ حضور انور کا ارشاد گرامی بھی رقم ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں "ایک بار سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے۔ الحمد للہ ایک بار کہنا صدقہ ہے، راستہ سے نقصان دہ چیز مثلاً ہڈی، کانٹا ہٹا دینا صدقہ ہے اور اپنی بیوی سے صحبت کرنا صدقہ ہے۔" صحابہ کرامؓ نے تعجب سے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ! اپنی بیوی سے ہمبستری میں اپنی شہوت پورا کرنا صدقہ ہے؟" حضور اقدسؐ نے فرمایا: "اگر ایک شخص حرام میں مبتلا ہو گا۔ تو گناہ ہو گا یا نہیں"؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ہو گا۔" نبی کریمؐ نے فرمایا: "اسی طرح حلال میں صدقہ اور اجر ہے"

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور سرور کائنات سے پوچھا "کہ کیا کوئی اللہ کا عذاب اگر زمین والوں پر نازل ہو اور وہاں کچھ لوگ دیندار بھی ہوں تو ان کو بھی نقصان پہنچتا ہے"؟ حضورؐ نے فرمایا "کہ دنیا میں تو سب کو اثر پہنچتا ہے مگر آخرت

میں وہ لوگ گنہگاروں سے علیحدہ ہو جائیں گے۔

اس سے ظاہر ہوا کہ اگر سو میں سے ایک شخص بھی گنہگار ہو تو دنیا میں دوسرے ننانوے ۹۹ پر بھی اس کے گناہ کی وجہ سے اثر ہوا۔ اللہ گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو گناہ سہواً بھی سرزد ہو جائیں اپنے فضل و کرم سے معاف فرمائے۔

ایک آدمی حضور رسول اللہ صلی علیہ کی خدمت میں آیا اور کہا مجھے ایک عورت ملتی ہے جو خاندانی اور خوبصورت ہے مگر بانجھ ہے کیا اس کے ساتھ نکاح کر لوں؟ آپؐ نے نہ فرمایا۔ وہ دوسری دفعہ آیا۔ جب بھی آپؐ نے منع فرمایا۔ پھر وہ تیسری بار آیا۔ حضور رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا پیار کرنے والی اور جننے والی عورت سے نکاح کرو کہ تمہاری کثرت سے میں اور امتوں پر فخر کروں۔ (النسائی و ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ارشاد نبوی آپ پڑھ چکے کہ بیوی سے ہمبستری میں اپنی شہوت پوری کرنا بھی صدقہ ہے۔ اسی ضمن میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہلکا سا مختلف ارشاد بھی ملاحظہ فرمایئے

حضورؐ اکرم و معظم کا ارشاد مبارک ہے کہ اپنی اولاد کو اندر ہی اندر قتل نہ کیا کرو کیونکہ دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ ہم بستر ہونا اس بچے کو (جب وہ بڑا ہو کر سوار ہو) کمزوری کی وجہ سے جہاد میں مقابلہ کے وقت گھوڑے سے گرا دیتا ہے (ابوداؤد و مسلم)

قرآن حکیم نے عورتوں کو مردوں کی کھیتیوں سے تشبیہ دی ہے۔ سبحان اللہ حضور اکرمؐ کے دونوں ارشاداتِ ذہن میں رکھتے ہوئے آپ غور فرمائیں کہ فصل بونے کا ایک موسم ہوتا ہے، اس کی حفاظت کے لئے باڑ بھی لگائی جاتی ہے۔ موضوع اوقات پر آبیاری کا بھی دھیان رکھا جاتا ہے اور یہ کہ فصل پکنے تک ہل نہیں چلایا جاتا۔ اگر کھڑی پکی کھیتی میں ہل چلا دیا جائے تو فائدہ کی بجائے سراسر نقصان ہی ہے۔ چند پرندوں اور حیوانوں کی قسمیں ہیں جن کے ملاپ کے مخصوص اوقات ظہور پذیر

ہوتے ہیں جن سے ہمیں سبق ملتا ہے۔ از روئے شرم مزید کچھ نہیں لکھنا اللہ ہمیں حضور کی عین اتباع کی توفیق فرمائے آمین۔

امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک بچے کو دودھ پلانے کی مدت تیس ۳۰ ماہ یعنی اڑھائی سال ہے۔ اور قرآن پاک میں بھی ایسا ہی ارشاد مبارک ہے۔

بندۂ مومن کا مال صالح اولاد نیک بیوی، نکاح کی حرمت، اللہ رسول کی خوشنودی کا باعث ہیں کنز العمال سے چند ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رقم کئے جاتے ہیں

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے کوئی بھی بچہ پیدا ہوا اس کا اچھا نام رکھنا چاہیئے اس کو ادب سکھانا چاہیئے۔ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دینا چاہیئے۔ نکاح نہ کرنے کی صورت میں اگر اس سے گناہ (زنا) سرزد ہو گیا تو اس کا گناہ لڑکی لڑکے کو تو ہو گا ہی اس کے باپ پر بھی ہو گا (مشکوۃ شریف)

آپؐ نے فرمایا کہ نکاح کرنا میری سنت ہے۔ لہذا جو شخص میری سنت پر عمل نہیں کرے گا۔ وہ مجھ سے نہیں ہو گا۔

آپؐ نے فرمایا اللہ تعالےٰ، اس کے فرشتے اور تمام انسان، ایسے شخص پر جو نفس پر قابو نہ پانے کے اور نکاح کرنے پر قدرت رکھنے کے باوجود نکاح سے بچتا ہے۔ لعنت کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰؑ کے بعد کسی انسان کو بھی ویسا نکاح سے رکنے والا نہیں بنایا

آپؐ نے فرمایا اگر تمہیں ایسے لوگ میسر آجائیں کہ جن کے اخلاق اور جن کا دین تمہیں پسند ہو تو اپنی لڑکیوں کی شادی کر ہی دیا کرو ورنہ زمین میں فتنہ و فساد وسیع پیمانہ پہ برپا ہو جائے گا۔

آپؐ نے ایک مرتبہ۔ ایک شخص سے یوں بھی فرمایا کہ دیکھنا اپنی لڑکی کا نکاح ایسے موقع پر مت کرنا جب کہ وہ اس کو رہونے والے خاوند کو یا شادی کو)

ناپسند کرتی ہو۔

آپؐ نے فرمایا جس گھر میں بچے نہیں اس میں برکت نہیں

آپؐ نے فرمایا نیک قبیلہ میں نکاح کیا کرو اس لئے کہ باپ کی عادتیں بیٹیوں میں پہنچتی ہیں

آپ نے فرمایا شادی کے لئے مناسب جگہ (یعنی مناسب گھرانہ) اختیار کیا کرو اس لئے کہ عورتیں اپنے بہنوں بھائیوں کے مشابہ بچے جنتی ہیں۔

آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ روز قیامت ایسے شخص کی طرف نگاہ بھی نہ فرمائے گا جو اپنی بیوی سے (فرج کی بجائے دبر یعنی پیچھے کی راہ میں ہمبستری کرتا ہے۔

آپؐ نے فرمایا جس شخص نے حالت حیض میں اپنی بیوی سے ہم بستری کی یا کسی کاہن (جھوٹ موٹ غیبی بات بتانے والے) کے پاس باتیں دریافت کرنے کے لئے گیا اس نے اللہ کے حبیبؐ پر نازل کئے ہوئے احکام کی ناقدری کی کفر کیا

آپؐ نے فرمایا جو شخص اپنی بیوی سے ایام ماہواری میں ہم بستری کرے اور مقدر سے حمل ٹھہر جائے اور پھر بعد میں اس پیدا ہونے والے بچے کو کوڑھ کا مرض لگ جائے تو کسی کو ملامت کرنے کی بجائے۔ مرتکب نفس کو ملامت کرے۔

آپؐ نے فرمایا کہ ہمبستری کرتے وقت بہت باتیں نہ کیا کرو کہ اس سے بچے کو گونگے پن (یعنی نہ بولنے) کا مرض لگ جایا کرتا ہے

آپؐ نے فرمایا اگر بیت الخلا اور پیشاب کی حاجت ہو تو ہمبستری نہ کیا کرو کہ اس سے بواسیر کا مرض اور ناسور پیدا ہو جایا کرتا ہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ ہمبستری کرتے وقت شرمگاہ کو نہ دیکھا کرو کہ اس سے اندھا پن پیدا ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ہم بستری کے وقت یہ دعا پڑھ لیا کرو بِسۡمِ اللّٰہِ۔
اَللّٰھُمَّ جَنِّبۡنَا الشَّیۡطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیۡطَانَ مَا رَزَقۡتَنَا
(اے اللہ ہمیں شیطان سے بے ضرر فرما دے اور جو ہمیں رزق دے (یعنی اولاد عطا فرما) سے بھی شیطان کے ضرر سے محفوظ فرما) اس سے بچہ کو شیطان کبھی کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

سورۃ احتساب میں (پ ۲۲) اسی طرح ارشاد باری تعالٰے ہے کہ کسی مومن مرد یا عورت کو حق نہیں کہ جب خدا اور اس کا رسولؐ کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں اور جو کوئی خدا اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا۔

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ایماندار مرد اور عورت اپنی ذات مال اور اولاد کی وجہ سے ہمیشہ مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں یہاں تک کہ مر کر خدا سے جا ملتے ہیں اور حال یہ ہوتا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں (مالک و ترمذی)

پہلی قوموں کے زوال کے اسباب اور جائے عبرت

(۱۰)

اللہ کے لاڈلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ لوگ ہرگز ہرگز ہلاک نہیں ہوں گے جب تک ان کے اعمال کی وجہ سے ان کی جانوں پر حجت قائم نہ ہو (ابوداؤد)

تم اللہ کو راحت میں نہ بھولو وہ تمہیں مصیبت میں نہ بھولے گا

ہم دنیا پر ایسا دھوکہ کھاتے ہیں گویا کہ موت غیر کے لئے لکھی گئی ہے (گویا کہ ہم مرنے والے نہیں)

پوری ہلاکی اس شخص کیلئے ہے جس نے اپنی اولاد کے لئے مال چھوڑا اور خود اللہ کے پاس برائی لے کر حاضر ہوا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو دنیا میں اس کے لئے سزا میں جلدی کرتا ہے اور جب کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو ڈھیل دیتا ہے تاکہ وہ اور گناہوں میں پھنسے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کو پورا پورا بدلہ دے دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ کو جن لوگوں سے محبت ہوتی ہے ان کی آزمائش کرتا ہے پس جو شخص اس سے راضی ہو وہ اس سے راضی ہوتا ہے اور جو ناراض ہو تو اس کے لئے خدا کی طرف سے بھی ناراضگی ہے۔

الانعام ۶/۴۲،۴۳،۴۴ - یارسول اللہ - آپ سے پہلے جو امتیں ہو گزری ہیں ہم (اللہ جل شانہٗ) ان کی طرف بھی پیغمبر بھیج چکے ہیں پھر (جب انہوں نے پیغمبروں علیہ کا کہا نہ مانا تو) ہم نے ان کو سختی اور تکلیف میں مبتلا کیا تاکہ وہ (ہمارے حضور میں) گڑگڑائیں۔ تو جب ان پر ہمارا عذاب آیا تھا۔ کیوں نہیں گڑگڑائے (کہ ہم عذاب کو دفع کر دیتے) مگر (وہ اس وجہ سے نہیں گڑگڑائے کہ) ان کے دل سخت ہو گئے تھے اور (جو اعمال بد) کرتے تھے شیطان نے ان (کی نظروں میں ان) کو آراستہ کر دکھایا تھا۔ پھر جس (مصیبت کے ذریعے) سے ان کو آگاہ کیا گیا تھا جب اس کو بھول بسر بیٹھے تو ہم نے (بھی ان کو مغالطے میں ڈالنے کے لئے) ان پر ہر طرح کی (دنیاوی نعمتوں کے) دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جو نعمتیں ان کو دی گئی تھیں جب ان کو پاکر خوش ہوئے، یکا یک ہم نے ان کو (عذاب میں) دھر پکڑا اور (عذاب کا آنا تھا کہ) وہ بے آس ہو کر رہ گئے۔

۱۳۲ (یارسول اللہ) یہ (جو پیغمبرؑ آتے رہے اور کتابیں نازل ہوتی رہیں تو) اس لئے کہ تمہارا پروردگار (ایسا نہیں کہ) بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے اور وہاں کے رہنے والوں کو (کچھ بھی) خبر نہ ہو۔

الاعراف ۷/۴ اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے تباہ کر ڈالیں جن پر ہمارا عذاب

ریاتورات کو) آتا تھا جبکہ وہ سوتے تھے یا (دن کو) جب وہ دوپہر کو آرام کرتے تھے
۵ ۔ تو جس وقت ان پر عذاب آتا تھا ان کے منہ سے یہی نکلتا تھا کہ (ہائے)
ہم (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہے۔
۶ ۔ تو جن لوگوں کی طرف پیغمبرؑ بھیجے گئے ہم ان سے بھی پرسش کریں گے۔
اور پیغمبروںؑ سے بھی پوچھیں گے ۔
۹۴ : اور ہم نے کسی بستی میں کوئی پیغمبرؑ نہیں بھیجا مگر وہاں کے رہنے والوں کو (جو ایمان نہ لائے) دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی اور زاری کریں ۔
۹۵ ۔ پھر ہم نے سختی کی جگہ آسانی کو بدل دیا یہاں تک کہ خوب بڑھے (چڑھے) اور کہنے لگے کہ اس طرح کی سختیاں اور راحتیں تو ہمارے بڑوں کو بھی پہنچ چکی ہیں (یعنی یہ زمانے کے اتفاقات ہیں) تو (اس کج فہمی کی سزا میں) ہم نے ان کو دفعتہً (عذاب میں) دھر پکڑا اور وہ (اس سے) بے خبر تھے ۔
۹۶ ۔ اور اگر (ان) بستیوں کے رہنے والے خدا پر ایمان لاتے اور پرہیز گاری (کا طریقہ اختیار) کرتے تو ہم آسمان و زمین کی برکتوں (کے دروازوں) کو ان پر کھول دیتے مگر ان لوگوں نے ہمارے پیغمبروںؑ کو) جھٹلایا تو ان کی ان کرتوتوں کی سزا میں جو وہ کرتے تھے ہم نے ان کو عذاب میں دھر پکڑا۔
۹۷ ۔ اے پیغمبرؐ کیا تمہاری (ان) بستیوں کے رہنے والے اس سے نڈر ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب راتوں رات آنازل ہو اور وہ سو رہے ہوں ۔
۹۸ ۔ یا تمہاری ان بستیوں کے رہنے والے اس سے نڈر ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن دہاڑے آنازل ہو اور وہ کھیل کود میں (مشغول) ہوں ۔
یونس ۱۰/۱۳ (یا رسولؐ اللہ) آپؐ سے پہلے ہم نے کئی امتوں کو جب انہوں نے ظلم اختیار کیا ہلاک کر چکے ہیں اور ان کے پاس پیغمبرؑ کھلی نشانیاں لے کر آئے

مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے ہم گنہگاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

ہود ۱۱/۱۱۶ یا رسول اللہ تو جو امتیں آپ سے پہلے گذر چکی ہیں ان میں ایسے ہوش مند کیوں نہ ہوئے جو ملک میں خرابی کرنے سے روکتے ہاں (ایسے) تھوڑے سے (تھے) جن کو ہم نے ان میں سے مخلصی بخشی اور جو ظالم تھے وہ انہی باتوں کے پیچھے لگ رہے جن میں عیش و آرام تھا اور گناہوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔

۱۱۷ اور تمہارا پروردگار ایسا نہیں کہ بستیوں کو جبکہ وہاں کے باشندے نیکوکار ہوں ازراہ ظلم تباہ کر دے۔

النحل ۱۶/۱۱۲ اور خدا ایک بستی کی مثال بیان فرماتا ہے کہ (ہر طرح) امن چین سے تھی۔ ہر طرف سے رزق بافراغت چلا آتا تھا مگر ان لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی ناشکری کی تو خدا نے ان کے اعمال کے سبب ان کو بھوک اور خوف کا لباس پہنا کر (ناشکری) کا مزہ چکھا دیا۔

الاسرٰی ۱۷/۱۶ اور جب ہمارا ارادہ کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ہوا تو وہاں کے آسودہ لوگوں کو (خواہش پر) مامور کر دیا تو وہ نافرمانیاں کرتے رہے پھر اس پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو گیا اور ہم نے اسے ہلاک کر ڈالا۔

۵۸ - نمبر ۸ پر ملاحظہ فرماویں۔

طٰہٰ ۲۰/۱۲۸ کیا یہ بات ان لوگوں کے لئے موجب ہدایت نہ ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے قرنوں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کے مقامات میں یہ چلتے پھرتے ہیں۔ عقل والوں کے لئے اس میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔

الحج ۲۲/۴۵۔ اور بہت سی بستیاں ہیں کہ ہم نے ان کو تباہ کر ڈالا کہ وہ نافرمان تھیں سو وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور (بہت سے) کنویں بیکار اور (بہت سے) محل ویران (پڑے) ہیں۔

۴۶ کیا ان لوگوں نے ملک میں سیر نہیں کی تاکہ ان کے دل (ایسے) ہوتے کہ ان سے سمجھ سکتے اور کان (ایسے) ہوتے کہ ان سے سن سکتے۔ بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں (وہ) اندھے ہوتے ہیں۔

۴۷۔ اور (یہ لوگ) آپ سے عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں اور خدا اپنا وعدہ ہرگز خلاف نہیں کرے گا اور بے شک تمہارے پروردگار کے نزدیک ایک روز تمہارے حساب کی رو سے ہزار برس کے برابر ہے۔

۴۸ اور بہت سی بستیاں ہیں کہ میں (اللہ) ان کو مہلت دیتا رہا اور وہ نافرمان تھیں پھر میں نے ان کو پکڑ لیا اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

النمل ۲۷/۵۲ (صالح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں) اب یہ ان کے گھر ان کے ظلم کے سبب خالی پڑے ہیں جو لوگ دانش رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانی ہے (۵۳) اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے تھے ان کو ہم نے نجات دی۔

القصص ۲۸/۵۸ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنی (فراخی) معیشت میں اترا رہے تھے سو یہ ان کے مکانات ہیں جو ان کے بعد آباد ہی نہیں ہوئے مگر بہت کم اور ان کے پیچھے ہم ہی ان کے وارث ہوئے۔

۵۹۔ اور تمہارا پروردگار بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک ان کے بڑے شہر میں پیغمبر علیہ نہ بھیج لے جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے مگر اس حالت میں کہ وہاں کے باشندے ظالم ہوں۔

العنکبوت ۲۹/۴۰ ۔ تو ہم نے سب کو ان کے گناہ کی سزا میں دھر پکڑا۔ چنانچہ ان میں سے بعض تو وہ تھے جن پر ہم نے پتھراؤ برسایا (جیسے قوم عاد) اور بعض ان میں سے وہ تھے جن کو ہم نے زمین میں دھنسا یا (جیسے قارون) اور بعض ان میں وہ تھے جن کو ڈبو دیا (جیسے فرعون و ہامان) اور خدا تو ان پر کیوں ظلم کرتے لگا

تھا مگر وہی لوگ خدا کی نافرمانی کر کے، آپ اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے۔
۴۱- جن لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ اس نے بھی اپنے زعم میں ایک گھر بنایا اور کچھ شک نہیں کہ گھروں میں بودے سے بودا مکڑی کا گھر ہے۔ اے کاش یہ لوگ اتنی بات سمجھتے۔
السّجدہ ۳۲/۲۶۔ یارسول اللہ کیا آپ کے وقت لوگوں کو اس سے ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر ماریں (اور) یہ لوگ ان ہی کے گھروں میں چلتے پھرتے ہیں اس میں شک نہیں کہ اسی انقلاب میں (لوگوں کیلئے بڑی) عبرتیں ہیں تو کیا (یہ لوگ سنتے سمجھتے) نہیں۔
السبا ۳۴/۱۵۔ سبا کے لوگوں کے لئے ان کے (اپنے ہی) گھروں میں (قدرت خدا کی) البتہ ایک بڑی نشانی (موجود) تھی (سرزمین کیا تھی کہ بیچ میں سے گزرنے والوں کے لئے) داہنے اور بائیں ہاتھ دو باغ تھے (ہم نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ) اپنے پروردگار کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر کرو (دنیا میں رہنے کو ایسا) عمدہ شہر اور (آخرت میں گناہ) بخشنے والا پروردگار۔
۱۶- اس پر بھی انہوں نے (ہمارے حکم کی) کچھ پروا نہ کی تو ہم نے (بھی بند توڑ کر) ان پر بڑے زور کا سیلاب بھیج دیا (اور اس نے تمام علاقے کا ناس مار دیا) اور اس کے پیچھے ان کے دو باغوں کے بدلے میں دو باغ (تو) دیئے کہ ان کے پھل بدمزہ تھے اور ان میں کچھ جھاؤ تھا اور قدر قلیل بیری۔
۱۷- یہ ہم نے ان کی ناشکری کا بدلہ دیا اور ہم ناشکروں ہی کو ایسے بدلے دیا کرتے ہیں۔
فاطر ۳۵/۲۴۔ یارسول فی الواقع ہم ہی نے تم کو (خوشنودی خدا کی) خوشخبری سنانے والا اور (عذاب خدا سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی کہ اس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔

۲۵۔ اور اگر یہ کفار آپ کو جھٹلائیں تو جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں وہ بھی (اپنے وقت میں اپنے پیغمبر ؑ کو) جھٹلا چکے ہیں (باوجودیکہ) ان کے پیغمبر ان کے پاس معجزے اور صحیفے اور (ایسی) کتابیں لے کر آئے جن میں نورِ ہدایت تھا (مگر اس پر بھی جھٹلایا کئے)۔

۲۶۔ پھر تو ہم نے بھی منکروں کو دھر پکڑا تو (اے پیغمبر تم نے دیکھ لیا ہوگا کہ) ہماری ناخوشی ان کے حق میں کیسی (رزیول) ہوئی۔

ص ۳۸ / ۳ ہم نے ان سے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر دیا تو وہ (عذاب کے وقت) لگے فریاد کرنے اور وہ رہائی کا وقت نہیں تھا۔

المومن ۴۰ / ۵ ان سے پہلے نوح ؑ کی قوم اور ان کے بعد اور امتوں نے بھی (پیغمبروں کی) تکذیب کی اور ہر امت نے اپنے پیغمبر ؑ کے بارے میں یہی قصد کیا کہ اس کو پکڑ لیں اور بیہودہ (شبہات سے) جھگڑتے رہے کہ اس سے حق کو زائل کر دیں تو میں نے ان کو پکڑ لیا سو (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا ہوا؟

الزخرف ۴۳ / ۵۵ (فرعون اور فرعونیوں کے بارے میں) جب انھوں نے ہم کو خفا کیا تو ہم نے ان سے انتقام لے کر ان سب کو ڈبو کر چھوڑا

۵۶۔ اور ان کو گئے گزرے کر دیا اور پچھلوں کے لئے عبرت بنا دیا۔

الطلاق ۶۵ / ۸ اور بہت سی بستیوں (کے رہنے والوں) نے اپنے پروردگار اور اس کے پیغمبروں کے احکام سے سرکشی کی تو ہم نے ان کو سخت حساب میں پکڑ لیا اور ان پر (ایسا) عذاب نازل کیا جو دیکھا تھا نہ سنا۔

۹۔ سو انھوں نے اپنے کاموں کی سزا کا مزہ چکھ لیا اور ان کا انجام نقصان ہی تو تھا۔

۱۰۔ خدا نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے تو اے اربابِ دانش

جو ایمان لائے ہو خدا سے ڈرو خدا نے تمہارے پاس نصیحت (کی کتاب) بھیجی ہے۔

پہلی قوموں کے زوال کے اسباب آپ پڑھ چکے۔ اپنے تنزل کی بھی وہی وجوہات ہیں یعنی خدا و رسولؐ کے احکام سے روگردانی۔ ارشاد باری ہے (البقرہ ۲/۲۰۸)
مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو۔ وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے۔

ایک بار اصحابہ کرامؓ نے حضورؐ رسالتمآب سے دریافت کیا کہ یا رسولؐ اللہ کیا ہم لوگ ایسی حالت میں بھی تباہ و برباد ہو سکتے ہیں۔ جبکہ ہمارے اندر صلحاء اور متقی لوگ موجود ہوں۔ حضورؐ مقبول نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جب خباثت غالب ہو جائے
حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرتؐ رسولؐ خدا سے سنا کہ اگر کسی جماعت اور قوم میں کوئی شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ جماعت و قوم باوجود قدرت حاصل ہونے کے اس شخص کو اس گناہ سے نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے پہلے دنیا ہی میں اللہ تعالےٰ کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے۔

اب آپ کہیں گے کہ حالات کے پیش نظر اپنے بچاؤ کی بھی تو کوئی صورت نہیں۔ کوئی ایسا بھی کام ہے جس میں خدا رسولؐ کی نافرمانی نہ ہو۔ اگر یہ سب کچھ سچ ہے تو ہمارا حشر بھی پہلی قوموں جیسا ہونا چاہیئے تھا۔ ہمیں مہلت کیوں دی جارہی ہے؟ اس کے دو جواب ہیں ایک تو یہ کہ خدا مومن مسلمان کو مہلت دے کر اس کی عاقبت کو سنوارنا چاہتا ہے وہ اس کے حبیبؐ کی امت سے ہے۔ دوسرے مومن مسلمان کے لئے حضورؐ کی دعا اور شفاعت واجب ہے۔
اور اللہ تعالیٰ ~~~~ یاں سکے حضور رسولؐ اکرم کی دعا اور شفاعت کسی مومن کے حق میں بعینہٖ قبولیت کا شرف رکھتی ہے۔

حضور سرورِ دو عالم نے سابقہ امتوں کے انجام کار عذاب سے دل آزردہ ہو کر بارگاہِ الٰہی میں دعائے خیر فرمائی "اے مولائے کریم میری امت جب تیرے فرمان کو بھول بیٹھے تو پہلی قوموں کی طرح انہیں صفحۂ ہستی سے ہی نہ مٹا دینا۔ ہاں تو عذاب پر قادر ہے۔ اگر تیری منشا ایسی ہو تب بھی کچھ کو باقی چھوڑ تاکہ عبرت حاصل کر کے پھر تیرے مقبول بندے بن جائیں" اب اندازہ لگا لیجئے حضورؐ کی محبت کا جو آپؐ کو اپنی امت سے ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضورؐ اقدس کی ذات گرامی پر ہم امتیوں کی طرف سے بھی ابداً ابداً درود و سلام بھیجتا ہے اور آپؐ کی ذاتِ بابرکات پر ہم امتیوں کی طرف سے جس بدلہ (مقام محمود) کے وہ مستحق ہیں جزا دے آمین۔

"عذر پیش کرنیوالے لڑنے سے جی چرانیوالے کے بارے میں"

جس کے لئے خیر کا دروازہ کھولا گیا (۱۱) اسے چاہیئے کہ وہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھے کیونکہ معلوم نہیں کہ وہ کب بند ہو جائے۔

تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔ (ہر کام محبت و عشق سے پایۂ تکمیل تک پہنچ پاتا ہے۔ اس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے)

حضورؐ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو آپؐ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ اپنے آپ کو آرائش و استراحت سے بچانا اس لئے کہ خدا کے بندے آرام و آسائش نہیں کرتے۔

حضورؐ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مضبوط ایمان والا شخص کمزور ایمان والے سے خدا کے نزدیک بہتر اور زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ سب نیک

کاموں سے اس کام کی حرص اور سعی کر جو تجھے نفع دے اور اس کے سرانجام ہونے کے لئے اللہ سے مدد مانگ۔ اگر وقت حائل ہو تو استقلال رکھ اور تھک نہ جا۔ اور اگر کوئی مصیبت آجائے تو یہ نہ کہو اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا بلکہ یہ کہو کہ خدا کی مرضی یہی تھی۔ کیونکہ اگر مگر شیطانی عمل کا دروازہ کھولتا ہے (مسلم)

النساء ۴ / ۹۵ جو مسلمان (گھروں میں) بیٹھ رہتے (اور لڑنے سے جی چراتے ہیں) اور کوئی عذر نہیں رکھتے (وہ) اور جو خدا کی راہ میں اپنے مال و جان سے لڑتے ہیں وہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ مال اور جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ تعالےٰ نے درجے میں فضیلت بخشی ہے اور (گو) نیک وعدہ سب سے ہے لیکن اجر عظیم کے لحاظ سے خدا نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر کہیں فضیلت بخشی ہے۔

۹۶ (یعنی) خدا کی طرف سے درجات میں اور بخشش میں اور رحمت میں، اور خدا بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہے۔

التوبہ ۹ / ۴۲ اگر مال غنیمت سہل الحصول اور سفر بھی ہلکا ہوتا تو (یا رسول اللہ) آپؐ کے ساتھ (شوق سے) چل دیتے لیکن مسافت ان کو دور (دراز) نظر آئی۔ (تو عذر کریں گے) اور خدا کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم طاقت رکھتے تو آپؐ کے ساتھ ضرور نکل پڑتے یہ (ایسے عذروں سے) اپنے تئیں ہلاک کر رہے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔

۴۳۔ خدا آپؐ کو معاف کرے آپؐ نے پیشتر اس کے کہ آپؐ پر وہ لوگ بھی ظاہر ہو جاتے جو سچے ہیں اور وہ بھی جو جھوٹے ہیں ان کو اجازت کیوں دی!

۴۴۔ جو لوگ خدا پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو آپؐ سے اجازت نہیں مانگتے کہ (پیچھے رہ جائیں بلکہ چاہتے ہیں کہ) اپنے مال اور جان سے جہاد

کریں اور خدا پرہیز گاروں سے واقف ہے۔

۴۵ اجازت وہی لوگ مانگتے ہیں جو خدا پر اور پچھلے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں سو وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں۔ (۴۶) اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لئے سامان تیار کرتے لیکن خدا نے ان کا اٹھنا اور نکلنا پسند ہی نہ کیا تو ان کو ہلنے چلنے ہی نہ دیا اور ان سے (کہہ دیا کہ جہاں (معذور) بیٹھے ہیں تم بھی ان کے ساتھ بیٹھے رہو۔

۴۷۔ اگر وہ تم میں (شامل ہو کر) نکل بھی کھڑے ہوتے تو تمہارے حق میں شرارت کرتے اور تم میں فساد ڈلوانے کی غرض سے دوڑے دوڑے پھرتے اور تم میں ان کے جاسوس بھی ہیں اور خدا ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

۴۸ یہ پہلے بھی طالب فساد رہے ہیں اور بہت سی باتوں میں تمہارے لئے الٹ پھیر کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حق آپہنچا اور خدا کا حکم غالب ہوا اور وہ برا مانتے ہی رہ گئے۔

۴۹ اور ان میں کوئی ایسا بھی ہے جو کہتا ہے کہ مجھے تو اجازت ہی دیجئے اور آفت میں نہ ڈالئے دیکھئے یہ آفت میں پڑ گئے ہیں اور دوزخ سب کافروں کو گھیرے ہوئے ہے

۵۰۔ (اے پیغمبرؐ) اگر آپ کو آسائش حاصل ہوتی ہے تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر کوئی مشکل پڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا کام پہلے ہی (درست) کر لیا تھا اور خوشیاں مناتے لوٹ جاتے ہیں۔

۵۱۔ (آپ) فرما دیجئے کہ ہم کو کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی بجز اس کے جو خدا نے ہمارے لئے لکھ دی ہو وہی ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو خدا ہی کا بھروسا رکھنا چاہیئے۔

۵۲۔ (آپؐ، فرمادیجئے کہ اے کافرو منافقو) تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر ہو (یعنی فتح یا شہادت) اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ خدا (یا تو) اپنے پاس سے تم پہ کوئی عذاب نازل کرے یا ہمارے ہاتھوں سے (عذاب دلوائے، تو تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں دیر ہے مولا کریم کو منظور ہوا تو عنقریب ایسا ہی ہونیوالا ہے بھلا خدا اور رسول کا وعدہ سچا کیوں کر نہ ہو)

۵۳، ۵۴ (نمبر ۷ پہ ملاحظہ فرمادیں (۵۵، ۵۶ (نمبر ۹ پہ ملاحظہ فرمادیں)

۵۷۔ اگر ان کو کوئی بچاؤ کی جگہ (جیسے قلعہ) یا غار و مغاک یا (زمین کے اندر) گھسنے کی جگہ مل جائے تو اس طرح رسیاں تڑاتے ہوئے بھاگ جائیں۔

۸۱ جو لوگ (غزوہ تبوک میں) پیچھے رہ گئے وہ پیغمبرِ خدا (کی مرضی) کے خلاف بیٹھ رہنے سے خوش ہوئے اور اس بات کو ناپسند کیا کہ خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کریں اور (اوروں سے بھی) کہنے لگے کہ گرمی میں مت نکلنا (ان سے) فرمادیجئے کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش یہ (اس بات کو) سمجھتے۔

۸۲۔ یہ دنیا میں تھوڑا سا ہنس لیں اور (آخرت میں) ان کو ان اعمال کے بدلے جو کرتے رہے ہیں بہت سا رونا ہوگا۔

۸۳ پھر اگر خدا آپؐ کو ان میں سے کسی گروہ کی طرف لے جائے اور وہ آپؐ سے نکلنے کی اجازت طلب کریں تو فرمادیجئے کہ تم میرےؐ ساتھ ہرگز نہیں نکلو گے اور نہ میرےؐ ساتھ (مددگار ہو کر) دشمن سے لڑائی کرو گے تم پہلی دفعہ بیٹھے رہنے سے خوش ہوئے تو اب بھی پیچھے رہنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

۸۴۔ اور (اے میرے حبیبؐ) ان میں سے کوئی مر جائے تو کبھی اس (کے جنازے) پہ نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پہ جا کر کھڑے ہونا یہ خدا اور اس کے رسولؐ کیساتھ

کفر کہتے رہے اور مرے بھی تو نافرمان رہی مرے)

۸۵ نمبر ۹ پہ ملاحظہ فرمادیں۔

۸۶-اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے کہ خدا پہ ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو جو ان میں دولت مند ہیں وہ آپؐ سے اجازت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو رہنے ہی دیجئے کہ جو لوگ گھروں میں رہیں گے ہم بھی ان کے ساتھ رہیں۔

۸۷ یہ اس بات سے خوش ہیں کہ عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں (گھروں میں بیٹھ) رہیں ان کے دلوں پہ مہر لگادی گئی ہے تو یہ سمجھتے ہی نہیں۔

۸۸، ۸۹ (نمبر ۳ پہ ملاحظہ فرمادیں)

۹۰-اور صحرا نشینوں میں سے بھی کچھ لوگ عذر کرتے ہوئے (آپؐ کے پاس) آئے کہ ان کو بھی اجازت دی جائے اور جنھوں نے خدا اور اس کے رسولؐ سے جھوٹ بولا وہ (گھر میں) بیٹھ رہے سو جو لوگ ان میں سے کافر ہوئے ہیں ان کو دکھ دینے والا عذاب پہنچے گا۔

۹۱ - نہ تو ضعیفوں پہ کچھ گناہ ہے اور نہ بیماروں پہ اور نہ ان پہ جن کے پاس خرچ موجود نہیں (کہ شریک جہاد ہوں یعنی) جب کہ خدا اور اس کے رسولؐ کے خیر اندیش (اور دل سے ان کے ساتھ) ہوں نیکوکاروں پہ کسی طرح کا الزام نہیں ہے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

۹۲-اور نہ ان (بے سروسامان) لوگوں پہ (الزام) ہے کہ آپؐ کے پاس آئے کہ آپؐ ان کو سواری دیں اور آپؐ نے فرمایا میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پہ تم کو سوار کردوں تو وہ لوٹ گئے اور اس غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہ تھا ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔

۹۳۔ الزام تو ان لوگوں پر ہے جو دولتمند ہیں اور (پھر) آپؐ سے اجازت طلب کرتے ہیں (یعنی) اس بات سے خوش ہیں کہ عورتوں کے ساتھ جو پیچھے رہ جاتی ہیں (گھروں میں بیٹھ) رہیں خدا نے ان کے دلوں پہ مہر کر دی ہے پس وہ سمجھتے ہی نہیں۔

۹۴۔ جب آپؐ ان کے پاس واپس جائیں تو آپؐ سے عذر کریں گے آپؐ فرمادیں کہ عذر مت کرو ہم ہرگز تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ خدا نے ہم کو تمہارے سب حالات بتا دیئے ہیں اور ابھی خدا اور اس کا رسولؐ تمہارے عملوں کو (اعمال) دیکھیں گے پھر تم غائب و حاضر کے جاننے والے (خدائے واحد) کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور جو عمل تم کرتے رہے ہو وہ سب تمہیں بتائے گا۔

۹۵۔ جب آپؐ ان کے پاس لوٹ کر جائیں تو آپؐ کے روبرو خدا کی قسمیں کھائیں گے تاکہ آپؐ ان سے درگذر کریں سو ان کی طرف التفات نہ فرمائیے یہ ناپاک ہیں اور جو کام کرتے رہے ہیں ان کے بدلے انکا ٹھکانا دوزخ ہے۔

۹۶۔ یہ آپؐ کے آگے قسمیں کھائیں گے تاکہ آپؐ ان سے خوش ہو جائیں۔ لیکن اگر آپؐ ان سے خوش ہو گئے تو خدا تو نافرمان لوگوں سے خوش نہیں ہوتا۔

۱۲۰۔ اہل مدینہ اور جو اس کے آس پاس دیہاتی رہتے ہیں ان کو شایاں نہ تھا کہ پیغمبرِ خدا سے پیچھے رہ جاتے اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو اُس کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں یہ اس لئے کہ انہیں خدا کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے۔ پیاس، محنت یا بھوک کی یا وہ ایسی جگہ چلتے ہیں کہ کافروں کو غصہ آئے یا دشمنوں سے کوئی چیز لیتے ہیں تو ہر بات پر ان کے لئے عمل نیک لکھا جاتا ہے کچھ شک نہیں کہ خدا نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

الفتح ۴۸/۱۱ جو گنوار پیچھے رہ گئے وہ آپؐ سے کہیں گے کہ ہم کو

ہمارے مال اور اہل وعیال نے روک رکھا۔ آپؐ ہمارے لئے بخشش مانگیں (یعنی اللہ سے) یہ لوگ اپنی زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہے فرما دیجئے کہ اگر خدا تم (لوگوں) کو نقصان پہنچانا چاہے یا تمہیں فائدہ پہنچانے کا ارادہ فرمائے تو کون ہے جو اس کے سامنے تمہارے لئے کسی بات کا کچھ اختیار رکھے (کوئی نہیں) بلکہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے واقف ہے

۱۲۔ بات یہ ہے تم لوگ سمجھ بیٹھے تھے کہ پیغمبرؐ اور مومن اپنے اہل وعیال میں کبھی لوٹ کر آنے ہی کے نہیں اور یہی بات تمہارے دلوں کو اچھی معلوم ہوئی اور (اسی وجہ سے) تم نے بُرے بُرے خیال کئے اور (آخر کار) تم ہلاکت میں پڑ گئے۔

۱۵۔ جب آپؐ غنیمتیں لینے چلیں گے تو جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ کہیں گے ہمیں بھی اجازت دیجئے کہ آپؐ کے ساتھ چلیں یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے قول کو بدل دیں۔ فرما دیجئے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے اسی طرح خدا نے پہلے سے فرما دیا ہے پھر کہیں گے نہیں آپؐ تو ہم سے حسد کرتے ہیں بات یہ ہے کہ یہ لوگ سمجھتے ہی نہیں مگر بہت کم۔

۱۶۔ جو گنوار پیچھے رہ گئے تھے ان سے فرما دیجئے کہ تم جلد ایک سخت جنگجو قوم کے (ساتھ لڑائی کے) لئے بلائے جاؤ گے۔ ان سے تم (یا تو) جنگ کرتے رہو گے یا وہ اسلام لے آئیں گے۔ اگر تم حکم مانو گے تو خدا تم کو اچھا بدلہ دے گا اور اگر منہ پھیرو گے جیسے پہلی دفعہ پھیرا تھا تو وہ (اللہ) تم کو بڑی تکلیف کی سزا دے گا۔

سورۃ التوبہ ۹/۴۰، ۹/۹۲۔ کا ترجمہ آپ نے دیکھا۔ اس خدشہ سے کہ کسی بہن کی دل شکنی نہ ہو جائے اس لئے معروض ہوں کہ عورتیں بھی کبھی جہادیں

مردوں سے کم حصہ نہیں لیتی رہی ہیں بلکہ برابر کی شریک رہی ہیں۔

جنگ خیبر میں ام زیادؓ اور دیگر پانچ عورتیں حضورؐ اکرم کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غصّہ فرماتے ہوئے دریافت فرمایا کہ تم کس کے ساتھ آئیں اور کس کی اجازت سے آئیں؟۔ ام زیادؓ نے عرض کی اے نبیؐ اللہ ہم عورتیں اُون بننا جانتی ہیں، جہاد میں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہمارے پاس زخموں کی دوائیں بھی ہیں۔ یہ ہم مجاہدین کو سامان حرب پکڑانے میں مدد دیں گی۔ بیماروں کی دوا دارو سے مدد کر سکیں گی۔ ستو وغیرہ گھولنے اور پانی پلانے میں مدد کریں گی۔ بعد الحمد اللہ حضورؐ رسول مقبول نے ان کو ٹھہر جانے کا حکم فرما دیا۔

اسی طرح ام سلیمؓ باوجودیکہ حاملہ تھیں۔ جنگ حنین میں شریک ہوئیں ان کے ہاتھ میں ایک خنجر دیکھ کر حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس لئے ہے؟ کہنے لگیں اے اللہ کے حبیبؐ یہ خنجر اس لئے کہ اگر کوئی کافر میرے پاس آئے تو اس کے پیٹ میں بھونک دوں گی۔ جنگ احد میں بھی آپؓ شامل ہوئیں زخمیوں اور بیماروں کی خدمت کا فریضہ جیسے ادا کرنے کا حق تھا ادا کرتی رہیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے امّ سلیمؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بڑی ہمت سے بار بار پانی کے مشکیزے بھر کر لاتے اور زخمیوں کو پانی پلاتے دیکھا۔ حضرت حمزہؓ کی ہمشیرہ جنگ احد میں جب مسلمان گھبراہٹ میں بھاگنے لگے تو ان کے منہ پہ برچھا مار مار کر انہیں غیرت دلا کر واپس میدان جنگ میں لوٹا دیتیں،

امِ عمارہ اکثر غزوات میں شامل ہوئیں خصوصی جنگ اُحد صلح حدیبیہ، جنگ خیبر، عمرۃ القضا، جنگ حنین اور یمامہ کی لڑائیوں میں حصہ لیا جنگ احد میں

آپؓ زخمیوں کو پانی پلاتی رہیں۔ جب کوئی مومن زخمی ہو جاتا تو یہ چیتھڑے جلا کر اس کے زخم میں بھر دیتیں خود بھی بارہ تیرہ جگہ سے زخمی ہوئیں۔ اللہ جل شانہٗ ان پر بے حساب رحمتیں بھیجے ۴۳ برس کی عمر تھی لیکن جانثاری میں قدم نہ ڈگمگائے۔

نمبر ۲ پر آل عمران ۱۴۶/۳ کا ترجمہ آپ نے دیکھا ..... اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں۔ کہیں سب بہنیں فوجی بھائیوں کی مدد کے لئے کل باڈر پر نہ پہنچ جائیں اس لئے حضورؐ انور کے عہد مبارک کا ایک واقع پیش خدمت ہے۔

حضرت اسماءؓ مسلمان عورتوں کی طرف سے قاصد کے طور پر حضورؐ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یوں عرض کرنے لگیں کہ مرد بہت سے ثواب کے کاموں میں ہم سے بڑھے رہتے ہیں۔ نماز باجماعت اور جمعہ میں شریک ہوتے ہیں۔ بیماروں کی عیادت کرتے ہیں، جنازوں میں شریک ہوتے ہیں حج اور عمرہ کرتے ہیں ان سب سے بڑھ کر یہ کہ جہاد کرتے ہیں اس کے برعکس ہم عورتیں مکانوں میں گھری رہتی ہیں، پردوں میں بند رہتی ہیں، مردوں کے گھروں میں گڑی رہتی ہیں مردوں کی اولاد کو عورتیں پیٹ میں اٹھائے رہتی ہیں۔ ان کی اولاد کو پالتی ہیں۔ جہاد پر جانے والوں کے لئے عورتیں کپڑا بنتی ہیں۔ ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ کیا ہم ان کے ثواب میں شریک نہیں ؟۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کرام کی طرف یوں بچشم التفات فرمایا گویا دین کے بارے میں اس عورت سے بہتر سوال کرنے والی کوئی عورت نہ ہو۔ پھر آپؐ نے ان عورتوں کی طرف جن کی جانب سے یہ بطور قاصد آئی تھیں یہ فرمان بھیجا کہ عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ، خاوند

کی خوشنودی تلاش کر کے اس پر عمل کرنا سب چیزوں کے ثواب کے برابر ہے۔
اب آپ کو ایک اشکال اور پیدا ہوگا پہلے لکھا کہ عورتیں بھی جہاد میں شامل ہوتی تھیں بعد ازاں حضورؐ کا ارشاد بھی نقل کیا اس سے مقصد؟ اس سے مقصد یہ ہے کہ میری بہنیں بھی سرگرم عمل رہیں، مرد کا مقام (جیسے بیٹا، بھائی، خاوند اور باپ) ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے جہاد کی تیاری میں کوئی کسر باقی نہ رکھیں جہاد کے لئے سرگرمی بعینہٖ جہاد ہے۔

قوموں کی روش اختیار کرنے پر

(۱۰۲) حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جن لوگوں میں خیانت کی عادت پیدا ہو جاتی ہے ان کے دلوں پر مخالفت کا رعب پڑ جاتا ہے۔ جن لوگوں میں زنا پھیل جاتا ہے ان میں موت زیادہ ہونے لگتی ہے جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں ان کا رزق بند ہو جاتا ہے اور جو لوگ ناجائز حکم کرتے ہیں۔ ان میں خونریزی پھیلتی ہے اور جو لوگ عہد شکنی کرتے ہیں خدا ان پر دشمن کو غالب کر دیتا ہے۔ (مالک)

حضور جناب شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کسی مقام پر کوئی فعل ممنوع یعنی (گناہ) کیا جائے اور حاضرین میں سے اسے کوئی برا خیال کرے تو وہ بمنزلۂ غیر حاضر کے سمجھا جائے گا اور جو غیر حاضر شخص سن کر خوش ہو وہ بمنزلۂ حاضر سمجھا جائے گا (ابوداؤد)

النساء ع ۱۱ پ ۵ - اور جو شخص سید ھا رستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور مومنوں کے رستہ کے سوا اور رستہ پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں

داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے

الانفعال ۵ ۱ (کافرو) یہ سختی جو تم سے کی جاتی ہے) یہ تمہارے اعمال بد کا نتیجہ ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں پہلے سے (زادِ آخرت بناکر) بھیجے ہیں، اور (تم اس سزا کے مستحق ہو) اس لئے کہ خدا تو اپنے بندوں پر کسی طرح کا ظلم نہیں کرتا۔
۵۲۔ (کافرو تمہاری بھی وہی گت ہوئی) جیسی گت فرعون کی قوم اور ان لوگوں کی ہوئی جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں کہ انھوں نے خدا کی آیتوں سے انکار کیا تو خدا نے ان کے گناہوں کے بدلے ان کو دھر پکڑا بے شک اللہ زبردست ہے (اور) اس کی مار بڑی سخت ہے۔
۵۳۔ یہ (سزا ان کو) اس وجہ سے دی گئی کہ جو نعمت خدا نے کسی قوم کو دی ہو جب تک وہ لوگ آپ ہی اپنی صلاحیت کو نہ بدلیں خدا (کی عادت) نہیں کہ (اس میں کچھ) ردّ و بدل کرے اور (نیز) اس وجہ سے کہ اللہ سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔

یونس ۱۰ ۹۸ تو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان اسے نفع دیتا ہاں یونسؑ کی قوم کہ جب ایمان لائی تو ہم نے دنیا کی زندگی میں ان سے ذلت کا عذاب دور کر دیا اور ایک مدت تک (فوائد دنیاوی سے) ان کو بہرہ مند رکھا۔

الرعد ۱۳ ۱۱ (انسان کسی حالت میں بھی ہو) اس کے آگے اور پیچھے باری باری سے (خدا کے) موکل لگے رہتے ہیں جو بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ جو (نعمت) کسی قوم کو (خدا کی طرف سے) حاصل ہو جب تک وہ (قوم) اپنی ذاتی صلاحیت کو نہ بدلے خدا اس (نعمت) میں کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں فرماتا اور جب خدا کسی قوم پر (ان کے عملوں کی پاداش میں) کوئی مصیبت

ڈالنی چاہے تو وہ کسی کے ٹالے، ٹل نہیں سکتی اور خدا کے سوا ان لوگوں کا کوئی حامی و مددگار بھی نہیں۔

الحجر ۱۵/۴ اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اس کا وقت مرقوم و معین تھا

النحل ۱۶/۶۱ اور اگر خدا لوگوں کو ان کے ظلم کے سبب پکڑنے لگے تو ایک جاندار کو زمین پر نہ چھوڑے لیکن ان کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیئے جاتا ہے جب وہ وقت آجاتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکتے ہیں نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

الکہف ۱۸/۵۸ اور تمہارا پروردگار بخشنے والا صاحب رحمت ہے اگر وہ ان کی کرتوتوں پر ان کو پکڑنے لگے تو ان پر جھٹ عذاب بھیج دے مگر ان کے لئے ایک وقت (مقرر کر رکھا) ہے کہ اس کے عذاب سے کوئی پناہ کی جگہ نہ پائیں گے۔

۵۹ اور یہ بستیاں (جو ویران پڑی ہیں) جب انہوں نے کفر سے ظلم کیا تو ہم نے ان کو تباہ کر دیا اور ان کی تباہی کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا تھا

قوم و ملت کا کوئی اچھی روش اختیار کرنا کیا ہی اچھی بات ہے بغیر سوچے سمجھے دیکھا دیکھی بھیڑ چال اختیار کر لینا قوم کے لئے ناسور سے کم نہیں، کبھی کہیں شاذ و نادر چوری چکاری کی واردات سننے میں آیا کرتی تھی اب اکثر سنتے ہیں کہ مسلح افراد نے فلاں جگہ دن دہاڑے ڈاکہ ڈالا، مال و زر لوٹ لے گئے، گھر کے افراد کو قتل کر گئے اور جاتے جاتے آگ بھی لگا گئے۔

ارشاد باری ہے (النساء آیہ ۸۵) جو شخص نیک بات کی سفارش کرے تو اس کو اس (کے ثواب) میں سے حصہ ملے گا اور جو بری بات کی

سفارش کرے اس کو اس (کے عذاب) میں سے حصہ ملے گا اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

سب سے پہلے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا۔ آج تک جتنے قتل ہوئے اس میں سے ہر ایک کا عذاب قابیل کی گردن پر پڑتا ہے محض اس کی رسم وروش ڈالنے پر لہذا (المائدہ ۵/۳۲) اس کی وعید کے لئے ارشاد باری ہے۔ اس (قتل) کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا سب جانوں کو قتل کر دیا اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھنے کی کوشش کی وہ تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا (کچھ حضرات اس آیت پاک کا ترجمہ یوں بھی کرتے ہیں کہ اس نے گویا روئے زمین پر روئیدگی بخش دی) اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبرؑ روشن دلیلیں لا چکے ہیں پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے لوگ ملک میں حدِ اعتدال سے نکل جاتے ہیں۔

اگر حاکم وقت رحم دل ہو تو اس کی رحم دلی سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیئے (جس کا بس چلا جہاں موقع ملا، دوسرے کو چلتا کیا) اتنی مار دھاڑ غیر مسلم ممالک میں بھی نہیں ہوتی۔ جتنی آپ کے ہاں اگر حاکم وقت سختی کرے اور جرم ثابت ہونے پر سر بازار الٹی کھال ادھیڑ دینے کا حکم صادر کر دے۔ تو پھر حلال لقمہ کو کفیل جانیئے۔ کسی کا حلال ذریعہ سے کمایا ہوا مال آپ کے ناجائز طور پر حاصل کرنے سے حرام ہو جاتا ہے اگر قدرت آپ کی کچھ مرتبہ پردہ پوشی بھی کرے تب بھی حرام لقمہ فالج گر کر مرنے کا سبب بنتا ہے۔

آپ نورِ ایمان سے سرفراز ہیں، قومیں سائنس اور ٹیکنالوجی کا سہارا لے کر مادی دنیا میں شب و روز بے حسابانہ ترقی کرتی چلی جارہی ہیں۔ خدا کا

ان گنت شکر ہے کہ آپ کے پاس سب علوم وفنون کا منبع (قرآن حکیم) موجود ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی اور ان شعبوں کے مجدد صاحبان کو قرآن حکیم کا مرہون منت ہونا چاہیئے۔ اس میں بھی کچھ ہے آپ کو محض دنیا ہی نہیں بلکہ دونوں جہانوں (دنیا و آخرت) کی دولت حاصل کرنا ہے۔ لہٰذا آپ دنیا والوں سے بھی پیچھے کیوں رہیں۔

ہمارے اسلاف غفلت سے دنیا والوں کے قدم بہ قدم نہ چل کر تنزل میں پڑ گئے، مثلاً کبھی مسلمانوں کا بحری بیڑا دنیا بھر میں رواں دواں پھرتا رہتا تھا آج اس کا تصور و گمان بھی ہمارے ذہن سے محو ہوتا جا رہا ہے خدارا وقت کے دھارے کو انتھک محنت و مشقت سے بدل دیجئے اور اس کے اجر و صلہ کو اللہ پر چھوڑتے ہوئے جس طرح جو بھلائی بھی قوم وملت کے لئے ہو سکے اس میں کوشاں رہیئے۔

ایک خراد کی دکان پر چند منٹ ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ مستری نے میرے دیکھتے دیکھتے جو پیٹہ چل رہا تھا اسے ایک چھوٹے چکر سے اور ایک بہت بڑے چکر سے ملحق کر دیا جسے میں اچھی طرح بیان کرنے سے قاصر ہوں معذرت چاہتا ہوں، میں نے فکر سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا اس پر اس نے بتایا کہ اس طرح کرنے سے میں نے اپنے کام کی رفتار بڑھائی ہے۔ لہٰذا میری گذارش ہے کہ آپ جس منصب پہ فائز ہیں اس میں بھی زیادہ دلچسپی لے کر کمال پیدا کریں اور قرآن پاک میں بھی غور و فکر فرمایا کریں۔ ہو سکتا ہے آپ کے غور و خوض سے قوم وملت مستفیض ہو سکے (آمین) بندہ احقر کو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ماشاء اللہ نوعِ انسان کے ہر مسئلہ کا حل خصوصی بندہ مومن کے یعنی قوم وملت کے جملہ مسائل کا حل قرآن پاک میں موجود ہے۔ اور اسی

میں دونوں جہانوں کی کامیابی کا راز پنہاں ہے۔
روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نور جب انسان کے دل میں واقع ہوتا ہے تو اس وقت اس کا سینہ کھل کر کشادہ ہو جاتا ہے صحابہؓ کرام رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین نے عرض کیا اے اللہ کے حبیبؐ کوئی پہچان ؟ فرمایا اس کی یہ پہچان ہے کہ ایسا آدمی دنیا سے بھاگتا ہے اور آخرت کی طرف رجوع کرتا ہے اور موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرتا ہے۔

کشمکش حق و باطل

(۱۳)

شہنشاہِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ صاحب رعیت بنائے اور وہ مرتے دم تک رعایا کے حقوق ادا کرنے سے غافل رہے۔ اللہ تعالیٰ جنت اس پر حرام کر دے گا (الشیخان)
آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کا بہت پیارا بندہ اور اس سے بہت نزدیک بیٹھنے والا عادل بادشاہ ہوگا اور بہت دھتکارا ہوا اور بہت دور بیٹھنے والا ظالم بادشاہ ہوگا۔ (ترمذی)
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ تمہارے کون سے امیر یعنی فرمانروا اچھے ہیں اور کون سے برے ؟ اچھے تو وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں اور جن کے واسطے تم نیک دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے واسطے نیک

دعا کرتے ہیں اور برے وہ ہیں کہ تم ان سے کینہ رکھتے ہو اور وہ تم سے کینہ رکھتے ہیں اور تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں (ترمذی)

الانفعال ۸/۷ اور (جنگ بدر کو یاد کرو) جب خدا تم سے وعدہ کرتا تھا کہ ابوسفیان اور ابوجہل کے دو گروہوں میں سے ایک گروہ تمہارا (مسخر) ہو جائیگا اور تم چاہتے تھے کہ جو قافلہ بے (شان و) شوکت (یعنی بے ہتھیار) ہے وہ تمہارے ہاتھ آجائے اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے فرمان سے حق کو قائم رکھے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔

۸۔ تاکہ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کر دے گو مشرک ناخوش ہی ہوں۔

الاسریٰ ۱۷/۸۱ اور (اے نبی اللہ) فرما دیجئے کہ حق آگیا اور باطل نابود ہو گیا۔ بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔

الانبیاء ۲۱/۱۸ بلکہ ہم سچ کو جھوٹ پر کھینچ مارتے ہیں تو وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے اور جھوٹ اسی وقت نابود ہو جاتا ہے اور جو باتیں (کافرو) تم بناتے ہو ان سے تمہاری ہی خرابی ہے۔

السبا ۳۴/۴۸ (یا رسول اللہ) فرما دیجئے کہ میرا پروردگار اوپر سے حق اتارتا ہے (اور وہ) غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے۔

۴۹۔ فرما دیجئے کہ حق آ چکا اور (معبود) باطل نہ تو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے اور نہ دوبارہ پیدا کرے گا۔

الشوریٰ ۴۲/۲۴ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے خدا پر جھوٹ باندھ لیا ہے؟ اگر خدا چاہے تو (اے نبی اللہ) آپؐ کے دل پر مہر لگا دے (تاکہ مضامین قرآن بیان نہ کر سکو اور کافروں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ آپؐ خدا پر افترا کرتے ہیں مگر خدا کو کفار کے بکنے کی کیا پرواہ ہے) اور خدا جھوٹ کو نابود کرتا اور اپنی

باتوں سے حق کو ثابت کرتا ہے بے شک وہ سینہ تک کی باتوں سے واقف ہے
خدائے برحق قادر مطلق ہے کسی ذریعہ یا وسیلہ کے بغیر بھی اپنی قدرتِ
کاملہ سے اپنے حق کو آشکارا فرما سکتا ہے۔ تخلیق کائنات سے اس نے جن وانس
کے عمر بھر کے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا جبکہ
حُجت تمام کرنے کے لئے پے در پے انبیاءؑ و رسل بھیجے اور خصوصی حضور سرور
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو مبعوث فرما کر انس وجاں پر بلکہ
کائنات پر ہی انتہائی کرم کیا پھر اپنے فضل وکرم سے عقل سلیم عطا فرما کر اپنی
وحدانیت اور اپنے محبوبؐ کی اتباع کے ہلکے پھلکے رجوع کرنے سے ہی ان
کے لئے دونوں جہانوں میں رشد و ہدایت کے دروازے کھول دئے کہ اپنے
اپنے طرز عمل سے دین، دنیا و آخرت میں اعلیٰ ترین درجات پر فائز ہو سکیں
جس کے لئے خلوص اور نیک نیتی کو بید خل نہیں فرمایا۔

بنی اسرائیل کے ایک عابد کی دلچسپ حکایت ہے کہ اسے ایک درخت
کے پوجا پاٹ کئے جانے کی خبر ملی۔ عابد کلہاڑا کاندھے پر رکھ کر اس درخت
کو کاٹنے چلا تو راستے میں ابلیس ایک جوانمرد کی شکل میں ملا۔ عابد کا ارادہ معلوم
کر کے، اسے طرح طرح سے بہکانے لگا۔ جب عابد نے اس کی ایک نہ
مانی تو دونوں میں ٹھن گئی عابد غالب آکر ابلیس کے سینہ پر چڑھ بیٹھا۔ اب
ابلیس نے منت سماجت سے وار کیا۔ کہنے لگا اللہ نے تجھ پر اسے فرض
نہیں کیا کہ اسے کاٹے تو اس کی پرستش نہیں کرتا۔ اس سے تیرا کوئی نقصان
نہیں تھا اللہ چاہتا تو کسی نبیؑ سے بھی کٹوا سکتا تھا۔ عابد نہ مانا دونوں کا تکرار
ہوا۔ عابد پھر غالب آیا اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھا۔ ابلیس نے ایک اور
داؤ کیا واللہ اس کے مکر وفریب سے محفوظ رکھے بڑ دل بڑ دل کا ایمان

اس نے لوٹ لے ۔ مرتے دم تک اس کی یہی جستجو رہتی ہے کہ مومن کہیں اپنا ایمان سلامت نہ لے جائے) ہاں، تو کہنے لگا تیری غربت عیاں ہے اس کے کاٹنے سے باز رہ، روزانہ تجھے تین دینار تیرے سرہانے پڑے مل جایا کریں گے جن سے اپنی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ اپنے عزیزوں پر احسان بھی کر سکے گا اور بہت سے ثواب کے کاموں میں بھی حصہ لے سکے گا اور درخت کاٹنے میں صرف ایک ہی ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر تو اسے کاٹ بھی دے تو لوگ دوسرا درخت لگالیں گے۔ زائد ثواب حاصل کرتے کے سبز باغ دیکھ کر عابد درخت کاٹنے سے رک گیا اور ابلیس کو چھوڑ دیا۔ دو دن تو عابد کو دینار سرہانے پڑے ملتے رہے جب تیسرے دن نہ ملے تو عابد پھر درخت کاٹنے کے ارادہ سے چلا راستے میں ابلیس ایک بوڑھے کی صورت میں ملا۔ عابد کا ارادہ معلوم کر کے مزاحمت کی دونوں میں جھگڑا ہوا تو بوڑھا غالب آکر عابد کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور اسے بتایا کہ پہلے تو اسے محض اللہ کے لئے کاٹ رہا تھا۔ اب اس میں دیناروں کے حصول کے ساتھ بیشتر ثواب کمانے کو دخل ہے اس لئے تو زیر ہو گیا۔ ہم سب کو اللہ تعالےٰ نیک نیتی اور فی سبیل اللہ اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کسی کا قول ہے کہ انسان کی بڑی کمزوری (واٹن، ووین اور ویلتھ ہے) یعنی شراب، عورت اور دولت ہے جن کی بدولت اِسے (اس کے عزم عظیم سے ہٹا کر) فتح کیا جا سکتا ہے۔

شراب کی مناہی سورۃ البقرہ میں ۲/۲۱۹ اور المائدہ ۵/۹۰ پر کسی کا مال ناحق کھانے کا سورۃ التوبہ ۹/۳۴ پر اور عورت کے بارے میں البقرہ ۲/۲۲۲ پر اور جس میرے بھائی کو شادی بیاہ کرانے کا مقدور نہ ہو وہ سورۃ النور ۲۴/۳۲ پر

تاریخ کے اوراق الٹنے پلٹنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ دشمن نے خصوصاً مومن مسلمان کے دشمن نے پہلے (جیسے نباض مریض کی نبض سے اس کی مرض کا اندازہ کرتا ہے) مسلمان کا کمزور پہلو جو اس کے زیرِ دست ہونے کا سبب بن سکے تلاش کیا پھر منافق کی مدد سے اس پر غلبہ حاصل کیا۔ دسمبر ۱۹۷۱ء میں ہمیں ان کے علاوہ بھی کئی دشواریوں کا سامنا تھا، جس کی تلافی کے لئے ہم شب و روز سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں ہائے حسرت کسی نے بروقت آوازِ حق بلند نہ کی کہ اس وقت تھوڑی قربانی دے کر موجودہ حالات کا سامنا کرنا پڑتا۔

جیسے غنڈے زبردستی کسی کے مکان میں داخل ہو کر مالک سے کہیں بھائی صلح کُن ہو کر تسلیم کر لو کہ یہ گھر ہمارا ہے اور کیونکہ دیر سے ہم اس کی دیکھ بھال کرتے رہے ہیں لہذا ہمارا خرچ تاوان بھی تم ہی ادا کرو۔ یہی کچھ باطل طاقتوں نے مل کر پاکستان کے ساتھ کیا۔ کس ڈھب سے ہماری بری بحری اور ہوائی ناکہ بندی کی گئی اور کس طرح جھوٹے معاہدوں سے ہمیں جھانسے دے کر اس حالت کو پہنچا دیا گیا کہ ہماری آنے والی نسلیں تک ہمیں معاف نہ کریں اب بھی کفار اپنی باطل طاقت کے نشہ میں چور ہیں اور من مانی پر تلے ہوئے ہیں الحمد للہ ابھی قوم و ملت میں ایسے جوانمرد ہیں جو کسی کے ہاتھ پر کسی طرح بھی نہیں بک سکتے۔ قوم کا دکھ درد ان کا اپنا دکھ ہے عنقریب وہ خدا رسول کی برحق مدد سے کفر کے خیبر کو ایک بار پھر توڑ کر دم لیں گے۔ کیونکہ ہم پر ظلم ہوا ہے اس لئے اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کے ساتھ اللہ کی مدد، ہمارا حق الیقین ہے اور مومنوں کی مدد کرنا (جب کہ وہ اپنے گناہوں پر شرمسار ہوں) اللہ پر عین حق ہے۔

حبیب خدا محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اہل ہوں یا نا اہل

نیکی مستحق اور غیر مستحق دونوں کے ساتھ کر۔ اگر تو نے مستحق کے ساتھ نیکی کی تو وہ اس کا مستحق تھا اور اگر وہ نیکی کئے جانے کا مستحق نہیں تھا تو تو نیکی کرنے کا اہل تھا
(ارشاد پاک کس سے منقول ہے راوی لکھنے سے قاصر رہا ہے)

کتنا پیارا ارشاد پاک ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ گذشتہ ۲۵ برس سے کافر (خصوصی منو سمرتی کے لادینیت کے، آہنسا کے پجاری اور کچھ برفانی پہاڑیوں کے پار سر پھرے دہریئے) جو ہمارے ساتھ سلوک کرتے چلے آئے ہیں وہ بھی نیکی کے مستحق ہیں ایسا نہیں خدا اور اس کے واضح احکامات ان تک پہنچانے کی مدت سے کوشش جاری تھی جو اب بھی اور آئندہ بھی جاری رہے گی یہ سرکوبی کے مستحق ہیں ان کے لائق یہی ہے اور یہ عین اتباع رسولؐ ہے اگر فرض محال ایسا نہیں تو حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشتر غزوات میں کیوں جہاد فرمایا؟

حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے دو خصلتیں ہیں جس شخص میں یہ دونوں ہوں اسے اللہ تعالےٰ شاکروں اور صابروں کی فہرست میں لکھے گا اور جس میں یہ دونوں نہ ہوں اسے اللہ تعالیٰ نہ شاکروں اور نہ صابروں میں لکھے گا۔ جو شخص اپنے دین کا اس سے مقابلہ کرے جو اس سے فائق ہے تو چاہیئے کہ اس کی پیروی کرے۔ جو دنیاوی آسائشوں میں اس شخص سے مقابلہ کرے جو اس سے کم تر ہے تو چاہیئے کہ اس فضیلت کا جو اللہ تعالےٰ نے اسے دی ہے شکریہ ادا کرے۔ (ترمذی)

جہاد سے گردن کشی اور طبع میں تبدیلی کی ضرورت

(۱۴)

محبوب خدا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ خدا تعالیٰ اس شخص پر تعجب کرتا ہے جو اس کی راہ میں لڑائی کرے۔ اس کے ساتھی بھاگ جائیں اور وہ اپنے فرض کو ادا کرنے کے واسطے بھاگنے سے باز رہے یہاں تک اس کا خون بہ جائے۔ پس خدا تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندے کی طرف دیکھو کہ میری محبت کی خاطر قائم رہا یہاں تک کہ اپنا خون بہا دیا۔ گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا۔ (ابو داؤد)

لوگوں نے پوچھا اے نبیؐ اللہ کون سب سے اچھا شخص ہے؟ فرمایا وہ ایمان دار آدمی جو اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ پوچھا پھر کون؟ فرمایا وہ شخص جو پہاڑ کے کسی درے یعنی گوشۂ تنہائی میں رہتا ہو۔ خدا ترس ہو اور خلقت کو اس سے کوئی دکھ نہ پہنچتا ہو۔ (الخمسۃ)

ایک لمبی حدیث سے منقول ہے کہ جناب عمرو بن عبسہؓ نے حضورؐ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے سوالات کئے جن میں ایک یہ تھا جہاد کرنے والوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ شخص جس کا گھوڑا لڑائی میں مارا جائے اور خود مجاہد بھی شہادت پائے (احمد)

آل عمران ۳؍۱۵۴ پھر خدا نے غم و رنج کے بعد تم پر تسلی نازل فرمائی (یعنی تم میں سے ایک جماعت پر نیند طاری ہو گئی اور کچھ لوگ جن کو جان کے لالے پڑ رہے تھے خدا کے بارے میں ناحق (ایام) کفر کے سے گمان کرتے تھے اور کہتے تھے بھلا ہمارے اختیار کی کچھ بات ہے؟ آپؐ فرما دیجئے کہ بے شک سب باتیں خدا

ہی کے اختیار میں ہیں یہ لوگ (بہت سی باتیں) دلوں میں مخفی رکھتے ہیں جو آپ پر ظاہر نہیں کرتے تھے کہتے تھے کہ ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل ہی نہ کئے جاتے۔ فرما دیجئے کہ اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی تقدیر میں مارا جانا لکھا تھا وہ اپنی اپنی قتل گاہوں کی طرف ضرور نکل آتے اس سے غرض یہ تھی کہ خدا تمہارے سینوں کی باتوں کو آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو خالص اور صاف کر دے اور خدا دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔

۱۵۵۔ جو لوگ تم میں سے (احد کے دن) جبکہ (مومنوں اور کافروں کی) دو جماعتیں ایک دوسرے سے گتھ گئیں (جنگ سے) بھاگ گئے تو ان کے بعض افعال کے سبب شیطان نے ان کو پھسلا دیا مگر خدا نے ان کا قصور معاف کر دیا بے شک خدا بخشنے والا (اور بردبار ہے)۔

۱۵۶۔ مومنو! ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کفر کرتے ہیں اور ان کے (مسلمان) بھائی جب (خدا کی راہ میں) سفر کریں (اور مر جائیں) یا جہاد کو نکلیں (اور مارے جائیں) تو ان کی نسبت کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مارے جاتے ان باتوں سے مقصود یہ ہے کہ خدا ان لوگوں کے دلوں میں افسوس پیدا کر دے اور زندگی اور موت تو خدا ہی دیتا ہے اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے

۱۵۷ اور اگر تم خدا کے رستے میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو جو (مال و متاع) لوگ جمع کرتے ہیں اس سے خدا کی بخشش اور رحمت کہیں بہتر ہے۔

۱۶۸ یہ خود تو (جنگ سے بچ کر) بیٹھ ہی رہے ہیں مگر (جنہوں نے راہ خدا میں جانیں قربان کر دیں) اپنے (ان) بھائیوں کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو قتل نہ ہوتے فرما دیجئے کہ اگر سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت

کوٹال دینا۔ (جو یہ ہرگز ٹال نہ سکیں گے)

النساء ۴ / ۷۸ (اے جہاد سے ڈرنے والو) تم کہیں رہو موت تو تمہیں آ کر رہے گی خواہ بڑے بڑے پکے محلوں میں (قلعوں میں) ہی کیوں نہ رہو اور ان لوگوں کو اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے اور اگر کوئی گزند پہنچتا ہے تو آپؐ سے کہتے ہیں یہ (گزند) آپؐ کی وجہ سے ہمیں پہنچا ہے۔ فرما دیجئے (رنج و راحت) سب اللہ ہی کی طرف سے ہے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات بھی سمجھ نہیں سکتے۔

۷۹ (اے آدم زاد) تجھ کو جو فائدہ پہنچے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو نقصان پہنچے وہ تیری ہی (شامتِ اعمال کی وجہ سے ہے اور (اے رسولؐ) ہم نے آپؐ کو لوگوں کی (ہدایت) کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اس بات کا خدا ہی گواہ کافی ہے

الانفعال ۸ / ۴۵ (نمبر ۲ پر ملاحظہ فرما دیں)

۴۶ اور خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا۔ (ایسا کرو گے تو) تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا اقبال جاتا رہے گا۔ اور صبر سے کام لو کہ خدا صبر کرنے والوں کا مددگار ہے۔

۴۷ (نمبر ۴ پر ملاحظہ فرما دیں)

التوبہ ۹ / ۲۴ (یا رسول اللہ مسلمانوں کو) سمجھا دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارے کنبے دار اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہو اور مکانات جن (میں رہنے) کو تمہارا جی چاہتا ہے (اگر یہ چیزیں) اللہ اور اس کے رسولؐ اور اللہ کے رستے میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ عزیز ہوں تو

(ذرا) صبر کرو یہاں تک کہ جو کچھ خدا کو کرنا ہے وہ (تمہارے سامنے) لاموجود کرے اور اللہ ان لوگوں کو جو (اس کے حکم سے) سرتابی کریں ہدایت نہیں دیا کرتا۔

النور ۲۴/۶۲ مومن تو وہ ہیں جو خدا پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور جب کبھی ایسے کام کے لئے جو جمع ہو کر کرنے کا ہو پیغمبرؐ خدا کے پاس جمع ہوں تو ان سے اجازت لئے بغیر نہیں چلے جاتے۔ یا رسولؐ اللہ جو لوگ آپؐ سے اجازت حاصل کرتے ہیں وہی خدا پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں۔ سو جب یہ لوگ آپؐ سے کسی کام کے لئے اجازت مانگا کریں تو ان میں سے جسے آپؐ چاہا کریں اجازت دے دیا کریں اور ان کے لئے خدا سے بخشش مانگا کریں کچھ شک نہیں کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

۶۳۔ مومنو پیغمبرؐ کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو بے شک خدا کو وہ لوگ معلوم ہیں جو (رسولؐ خدا) آپؐ سے آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں تو جو لوگ ان کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیئے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔

الاحزاب ۳۳/۱۰ (اور خدا کی مہربانی کو یاد کرو) جب وہ (کافر) تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل (مارے دہشت کے) گلوں تک پہنچ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔

۱۱۔ وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر ہلائے گئے۔

۱۲۔ اور جب منافق اور جن کے دلوں میں بیماری ہے کہنے لگے کہ خدا اور اس کے رسولؐ نے تو ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا۔

۱۳ اور جب ان میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اے اہل مدینہ (یہاں) تمہارے (ٹھہرنے کا) مقام نہیں تو لوٹ چلو اور ایک گروہ ان میں سے پیغمبرؐ سے اجازت

جا نکلنے اور کہنے لگا کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے۔

۱۴۔ اور اگر فوجیں اطراف مدینہ سے ان پہ آ داخل ہوں پھر ان سے خانہ جنگی کے لئے کہا جائے تو (فوراً) کرنے لگیں اور اس کے لئے بہت کم توقف کریں۔

۱۵۔ حالانکہ پہلے خدا سے اقرار کر چکے تھے کہ پیٹھ نہیں پھیریں گے اور خدا سے جو اقرار (کیا جاتا ہے اس) کی ضرور پرسش ہو گی۔

۱۶۔ فرما دیجئے کہ اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگتے ہو تو بھاگنا تم کو فائدہ نہیں دے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے۔

مندرجہ بالا آیاتِ کریمہ سے ظاہر ہوا کہ موت قتل اور شہادت کے وقت جس کا جیسے جیسے تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے ہر ایک اپنے رحلت کے مقام پہ پہنچ جاتا ہے ان سے یہ بھی اخذ ہوا کہ موت کا کڑوا گھونٹ پینا اور اس کا ذائقہ چکھنا بھی لازم ٹھہرا اور یہ کہ زندگی بھر ہر آن ہر لحظہ، زندگی کے لوازمات ہی سے اللہ کریم کی طرف سے آزمائش ہی آزمائش ہے۔

(یہ قانون قدرت ہے کہ کسی کی وسعت و طاقت سے زیادہ اس پہ بوجھ نہیں ڈالا جاتا لیکن موت سے گلو خلاصی نہیں ہے۔ البتہ اس میں تاخیر ممکن ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مبارک کا ایک واقعہ ہے کہ خلق خدا ایک دھوبی سے تنگ آ کر موسیٰؑ کی خدمت میں شکایت لے کر پہنچی کہ اے کلیم اللہ اپنے رب سے دعا کر، ہمیں اس دھوبی سے نجات دے۔ آپؑ ہم کلامی کے شرف سے طور سے واپس لوٹے اور دھوبی کی موت کا وقت لوگوں کو بتایا کہ کل بوقت عصر مرے گا۔

دوسرے روز حسبِ معمول دھوبی اپنا کھانا پینا لے (موت سے بے خبر)

کپڑے دھونے جو چلا تو راستہ میں ایک سائل ملا۔ بے کسی پہ ترس کھا کر اس نے ایک روٹی فی سبیل اللہ سائل کو دے دی۔ اس نے کھا کر عمر درازی کی دعا دی جو بارگاہ الٰہی میں ۲۰ برس کی زیادتی کے لئے قبول ہوئی۔ سائل نے کہا کہ اگر تو مجھے ایک روٹی اور دے دے تو میرے پیٹ کی آگ بجھ جائے میرے دل سے دعا نکلے گی دھوبی نے دوسری روٹی بھی دیدی۔ اس نے دعا دی کہ اے رب اس کی نیکیوں میں بے حساب زیادتی فرما دے اللہ نے اس کی طبع ہی نیکی کیطرف مائل کر دی شام کو جب دھوبی کپڑے واپس دھو کر لایا تو لوگ حیرانی سے موسیٰؑ کے پاس پہنچے کہ آپ کا فرمان تو جھوٹا ہو نہیں سکتا اور یہ زندہ چلا آرہا ہے۔ اللہ نے وحی سے موسیٰؑ کو اس کے دو روٹی صدقہ کرنے کا ماجرا بتایا اس کی گٹھڑی دیکھنے کی بھی تنبیہہ فرمائی گئی۔ آپؑ نے دیکھا کہ ایک ناگ کے منہ میں لوہے کی سلاخیں اس طرح ثبت ہیں کہ جیسے کسی کو کاٹنے نہ پائے۔ یہ دھوبی کو ڈسنے پر مامور کر دیا گیا تھا لیکن اس کے دو روٹی خیرات کرنے سے دوبارہ روک دیا گیا۔

حضورؐ آقائے نامدار کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ اپنے بندے کے گمان کیساتھ ہے، حضورؐ انور نے فرمایا تحقیق صدقہ خدا تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے۔ (ترمذی)

حضور اقدس کا یہ بھی ارشاد مبارک ہے کہ سوائے دعا کے تقدیر کو کوئی چیز بدل نہیں سکتی اور نہ ہی عمر کو سوائے نیکی کے کوئی چیز زیادہ کر سکتی ہے (ترمذی)

لہٰذا ہم اپنے رب کریم سے احسن گمان رکھتے ہوئے شہادت کی موت کیوں نہ مانگیں۔ اللہ قبول و منظور فرمائے آمین۔

ایک طویل حدیث پاک کا مفہوم ہے جس میں صحابہؓ کرام نے حضورؐ اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کیا بعض لوگ ہم (مسلمانوں) پر اس لئے غلبہ حاصل کر لیں گے کہ ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے ؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا تم (مسلمان) اس وقت بڑی تعداد میں ہو گے لیکن ایسے جیسے کہ دریا نالوں کے کنارے پانی کے جھاگ۔ تمہارا رعب اور تمہاری ہیبت دشمنوں کے دل سے نکل جائے گی اور تمہارے دلوں میں ضعف اور سستی پیدا ہو جائیگی کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ماالوہن (ضعف اور سستی کیا چیز ہے) فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے بیزاری (بیہقی)

جب کبھی جس زماں جس مکان مومن مسلمان نے اللہ رسولؐ کی خوشنودی کے لئے سرفروشی اختیار کی تو اللہ نے اس کے برعکس ایمان والوں کی ہیبت کافروں کے دلوں میں ڈالدی اور وہ اللہ سے بڑھ کر مسلمانوں سے ڈرنے لگے اس کا حوالہ نمبر ۸ پر سورۃ الحشر $\frac{۵۹}{۱۳}$ پر آپ دیکھ چکے۔

(مومن کی مثال کیا پیاری ہے) حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص خدا سے ملنا چاہتا ہے خدا بھی اس سے ملنا چاہتا ہے اور جو خدا سے ملنا پسند نہیں کرتا خدا بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہم موت سے نفرت کرتے ہیں حضورؐ نے فرمایا یہ بات نہیں مومن کے سامنے جب موت آتی ہے تو اسے خدا کی رضامندی اور کرم کی خوشخبری دی جاتی ہے تو کوئی چیز اسے موت سے زیادہ پیاری نہیں لگتی پس وہ خدا سے ملنا چاہتا ہے اور خدا اس سے ملنا چاہتا ہے اور جب منکر کے سامنے موت آتی ہے تو اسے موت کی خبر دی جاتی ہے پس موت سے زیادہ اسے کوئی چیز بری نہیں لگتی اور وہ خدا سے ملنے سے نفرت کرتا ہے (الخمسۃ)

(الحمد للہ)

"منافقت چھوڑ دو، راز افشا نہ کرو نہ کافروں کو دوست بناؤ"

(۱۵)

فخرِ موجودات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ بُرا ظن کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ ظن سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ عیب جوئی مت کرو۔ چھپ کر باتیں نہ سنو۔ فخر نہ کرو۔ حسد اور کینہ نہ رکھو۔ منہ نہ موڑو اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بنے رہو۔ (الستہ)

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ دانا وہ ہے جس نے اپنے نفس کا اندازہ کیا اور اس جزا کے واسطے جو مرنے کے بعد ملنے والی ہے، نیک عمل کئے۔ اور ناداں وہ شخص ہے جس نے نفس کی بری خواہشوں کی پیروی کی اور اللہ تعالےٰ سے بخشش کی آرزو رکھی۔ (ترمذی)

آل عمران: ۳/۲۸ مومنوں کو چاہیئے کہ مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اس سے خدا کا کچھ عہد نہیں۔ ہاں اگر اس طریق سے تم ان (کے شر) سے بچاؤ کی صورت پیدا کرو (تو مضائقہ نہیں)، اور خدا تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف (تم کو) لوٹ کر جانا ہے۔

۱۱۸ مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا رازدار نہ بنانا یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو چکی ہے اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں۔

۱۱۹۔ دیکھو (مومنو) تم ایسے (صاف دل) لوگ ہو کہ ان لوگوں سے

دوستی رکھتے ہو حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصے کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں (ان سے) فرما دیجئے کہ (بدبختو) غصے میں مر جاؤ خدا تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔

۱۲۰۔ اگر تمہیں (مومنو) آسودگی حاصل ہو تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر رنج پہنچے تو خوش ہوتے ہیں اور اگر تم تکلیفوں کی برداشت اور (ان سے) کنارہ کشی کرتے رہو گے تو ان کا فریب تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہ جو کچھ کرتے ہیں خدا اس پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔

۱۳۸ (یا رسول اللہ) منافقوں (یعنی دوزخی لوگوں) کو بشارت سنا دیجئے کہ ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے۔

النساء ۴/۱۳۹ (منافق ایسے ہیں) جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا یہ ان کے ہاں عزت حاصل کرنی چاہتے ہیں تو عزت تو سب خدا ہی کی ہے

النساء ۴/۱۴۴، ۱۴۴ نمبر ۵ پر ملاحظہ فرماویں۔

۱۴۵۔ کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور تم ان کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے۔

۱۴۶۔ ہاں جنہوں نے توبہ کی اور اپنی حالت کو درست کیا اور خدا (کی رسی) کو مضبوط پکڑا اور خاص خدا کے حکم بردار رہے تو ایسے لوگ مومنوں کے زمرے میں ہوں گے اور خدا عنقریب مومنوں کو بڑا ثواب دے گا۔

المائدہ ۵/۱۵۳، ۱۵۳ نمبر ۵ پر ملاحظہ فرماویں۔

التوبۃ ۹/۹۷۔ دیہاتی لوگ سخت کافر اور سخت منافق ہیں اور اس قابل ہیں کہ

جو احکام (شریعت) خدا نے اپنے رسولؐ پر نازل فرمائے ہیں ان سے واقف (ہی) نہ ہوں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

۱۰۱۔ اور آپؐ کے گرد و نواح کے بعض دیہاتی منافق ہیں اور بعض مدینے والے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں آپؐ انہیں نہیں جانتے ہم جانتے ہیں ہم ان کو دوہرا عذاب دیں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

۱۰۷۔ اور (ان میں ایسے بھی ہیں) جنھوں نے اس غرض سے مسجد بنائی کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مومنوں میں تفرقہ ڈالیں اور جو لوگ خدا اور اس کے رسولؐ سے پہلے جنگ کر چکے ہیں ان کے لئے گھات کی جگہ بنائیں اور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصود تو صرف بھلائی تھی مگر خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں

۱۰۸۔ آپؐ اس (مسجد) میں کبھی (جا کر) کھڑے بھی نہ ہونا البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس قابل ہے کہ اس میں جایا (اور نماز پڑھایا) کریں اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

۱۰۹۔ بھلا جس شخص نے اپنی عمارت کی بنیاد خدا کے خوف اور اس کی رضامندی پر رکھی وہ اچھا ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گر جانے والی کھائی کے کنارے پر رکھی کہ وہ اس کو دوزخ کی آگ میں لے گری اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۱۲۴۔ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو بعض منافق (استہزا کرتے اور) پوچھتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کا ایمان زیادہ کیا ہے۔ سو جو ایمان والے ہیں ان کا ایمان زیادہ کیا اور وہ خوش ہوتے ہیں۔

۱۲۵۔ اور جن کے دلوں میں مرض ہے ان کے حق میں خبث پر خبث زیادہ کیا

اور وہ مرے بھی تو کافر کے کافر۔

۱۲۶ کیا یہ دیکھتے نہیں کہ یہ ہر سال ایک یا دو بار بلا میں پھنسا دیئے جاتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں۔

۱۲۷ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں (اور پوچھتے ہیں کہ) بھلا تمہیں کوئی دیکھتا ہے! پھر پھر جاتے ہیں۔ خدا نے ان کے دلوں کو پھیر رکھا ہے کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔

العنکبوت ۲۹/۱۰ اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر ایمان لائے جب ان کو خدا (کے رستے) میں کوئی ایذا پہنچتی ہے تو لوگوں کی ایذا کو (یوں) سمجھتے ہیں جیسے خدا کا عذاب اور (اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے مدد پہنچے تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔ کیا جو اہل عالم کے سینوں میں ہے خدا اس سے واقف نہیں ؟ (۱۱) اور خدا ان کو ضرور معلوم کرے گا جو (سچے) مومن ہیں اور منافقوں کو بھی معلوم کر کے رہے گا۔

۴۱ جن لوگوں نے خدا کے سوا (اوروں کو) کارساز بنا رکھا ہے ان کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک (طرح کا) گھر بناتی ہے اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے کمزور مکڑی کا گھر ہے کاش یہ (اس بات کو) جانتے۔

الاحزاب ۳۳/۱۸ خدا تم میں سے ان لوگوں کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کم۔

۱۹ (یہ اس لئے کہ) تمہارے بارے میں بخل کرتے ہیں۔ پھر جب ڈر کا وقت آئے تو آپؐ انہیں دیکھیں کہ آپؐ کی طرف دیکھ رہے ہیں (اور) ان کی آنکھیں (اس طرح) پھر رہی ہیں جیسے کسی کو موت سے غشی آ رہی ہو پھر جب خوف جاتا

رہے تو تیز زبانوں کے ساتھ آپؐ کے بارے میں زبان درازی کریں اور مال میں
بخل کریں یہ لوگ (حقیقت میں) ایمان لائے ہی نہ تھے تو خدا نے ان کے اعمال
برباد کر دیئے اور یہ خدا کو آسان تھا۔

۲۰، (خوف کے سبب) خیال کرتے ہیں کہ فوجیں نہیں گئیں اور اگر لشکر آجائیں
تو تمنا کریں کہ (کاش) گنواروں میں جا رہیں (اور) آپؐ کی خبر پوچھا کریں اور اگر آپؐ
کے (مسلمانوں کے) درمیان ہوں تو لڑائی نہ کریں مگر کم۔

الحدید ۵۷/۱۴ منافق لوگ مومنوں سے کہیں گے کہ کیا ہم (دنیا میں) تمہارے ساتھ
، تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں تھے لیکن تم نے خود اپنے تئیں بلا میں ڈالا اور
(ہمارے حق میں حوادث کے) منتظر رہے اور (اسلام میں) شک کیا اور
آرزوؤں نے تم کو دھوکا دیا یہاں تک کہ خدا کا حکم آپہنچا اور خدا کے بارے میں
تم کو (شیطان) دغا باز دغا دیتا رہا۔

۱۵ تو آج تم سے معاوضہ نہیں لیا جائے گا اور نہ (وہ) کافروں ہی سے (قبول کیا
جائے گا) تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے (کہ) وہی تمہارے لائق ہے اور وہ
بری جگہ ہے۔

المجادلۃ ۵۸/۱۴ بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ایسوں سے دوستی کرتے ہیں
جن پر خدا کا غضب ہوا۔ وہ نہ تم میں ہیں نہ ان میں اور جان بوجھ کر جھوٹی باتوں پر
قسمیں کھاتے ہیں۔

۱۵۔ خدا نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے یہ جو کچھ کرتے ہیں یقیناً برا ہے
۲۱ جو لوگ خدا پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو خدا اور اس کے رسولؐ
کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے۔ خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے
یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں خدا نے

ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش۔ یہی گروہ خدا کا لشکر ہے (اور) سن رکھو کہ خدا ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔

الحشر $\frac{59}{17-11}$ (نمبر ۸ پر ملاحظہ فرماویں)

الممتحنہ $\frac{60}{1}$ مومنو! اگر تم میری راہ میں لڑنے اور میری خوشنودی طلب کرنے کے لئے (مکے سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم ان کو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ (دین) حق سے جو تمہارے پاس آیا ہے منکر ہیں اور اس بات سے کہ تم اپنے پروردگار خدائے تعالیٰ پر ایمان لائے ہو پیغمبر کو اور تم کو جلاوطن کرتے ہیں تم ان کی طرف پوشیدہ پوشیدہ دوستی کے پیغام بھیجتے ہو۔ اور جو کچھ تم مخفی طور پر اور جو علی الاعلان کرتے ہو وہ مجھے معلوم ہے اور جو کوئی تم میں سے ایسا کرے گا وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔

۲ اگر یہ کافر تم پر قدرت پالیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں اور ایذا کے لئے تم پر ہاتھ (بھی) چلائیں اور زبانیں (بھی)، اور چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ۔

۳ قیامت کے دن نہ تمہارے رشتے ناتے کام آئیں گے۔ اور نہ اولاد۔ اس روز وہی (رب العزت) تم میں فیصلہ کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اسکو دیکھتا ہے۔

۸ جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے خدا تم کو منع نہیں کرتا خدا تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۹۔ خدا انہی لوگوں کے ساتھ تم کو دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے

میں اوروں کی مدد کی تو جو لوگ ایسوں سے دوستی کریں گے وہی ظالم ہیں۔

۱۰ دسمبر، اپہ ملاحظہ فرماویں،

۱۳۔ مومنو! ان لوگوں سے جن پر خدا غصے ہوا ہے دوستی نہ کرو (کیونکہ) جس طرح کافروں کو مردوں (کے جی اٹھنے) کی امید نہیں اسی طرح ان لوگوں کو بھی آخرت (کے آنے) کی امید نہیں۔

آیاتِ ۹/۱ ، ۱۰۸۔ کے بارے میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ ایک شخص ابوعامر نامی عیسائی بے حد بجر و بھا۔ حضورؐ مدینہ تشریف لائے تو اس نے کھلم کھلا دشمنی کی پہلے مکہ میں کافروں سے جا ملا پھر روم کے بادشاہ سے مسلمانوں کے خلاف مدد کا طلب گار ہوا۔ وعدہ لے کر اس نے مدینہ میں قیام پذیر کافروں کو بھی لکھ بھیجا کہ عنقریب روم سے ایک لشکر آئے گا اور مسلمانوں کو تباہ کرے گا اور یہ کہ تم لوگ کوئی مضبوط جگہ بنا رکھو کہ آنے جانے والے پیغام رساں وہاں قیام کیا کریں۔ تو ان لوگوں نے مدینہ میں مسجد قبا کے پاس ہی ایک مسجد بنا لی۔ (جسے مسجد ضرار کہتے تھے) منافقوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ظاہر یہ کیا کہ یہ مسجد بیماروں ناتوانوں کے لئے کہ برسات سے محفوظ رہیں بنائی ہے۔ حضورؐ کو دعوت بھی دی گئی کہ آپؐ بھی وہاں نماز پڑھلیں اور دعائے خیر و برکت فرمائیں آپؐ جنگ تبوک کے لئے روانہ ہو رہے تھے واپسی پر نماز ادا کرنے کا ارشاد فرمایا جب آپؐ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو اللہ تعالےٰ نے کافروں منافقوں کی نیت کہ اس مسجد کی تعمیر سے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا مقصود ہے ظاہر کر دی۔ لہٰذا آپؐ کے ارشاد کے مطابق وہ مسجد ضرار جس کی بنیاد تقویٰ پر نہ رکھی گئی تھی۔ گرا دی گئی اور جلا دی گئی۔

جناب فخر انبیاء و رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ خدا نے

مجھے فرمایا ہے کہ آپس میں تواضع سے پیش آؤ اور یہ نہ ہو کہ ایک دوسرے پر زیادتی کرو اور ایک دوسرے کی حقارت کے واسطے فخر کرو۔ (ابوداؤد)
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک یوں بھی آیا ہے کہ میرے پیچھے منکر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ (نسائی)
عبداللہ بن ابی منافقوں کے سردار کا کچھ حوالہ نمبر ۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

"قوم وملت کیلئے متحد ہو جاؤ، آپس میں پھوٹ مت ڈالو"
(۱۶)

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے، جو شخص جماعت سے ایک بالشت جدا ہو جائے سمجھو کہ (اخوت) اسلام کی رسی اس کے گلے سے نکل گئی (ابوداؤد)

آل عمران ۳ / ۱۰۱ اور تم کیوں کر کفر کرو گے جبکہ تم کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تم میں اس کے پیغمبر موجود ہیں اور جس نے خدا کی ہدایت کی رسی) کو مضبوط پکڑ لیا وہ سیدھے راستے لگ گیا۔
۱۰۲، مومنو! خدا سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا
۱۰۳، اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفق نہ ہونا اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح خدا تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔
۱۰۵ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد

ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہو گا۔

الرعد ۲۱/۱۳ (مومن کو شایاں ہے) اور جن رشتہ ہائے قرابت، کے جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ان کو جوڑے رکھتے اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے اور برُے حساب سے خوف رکھتے ہیں (اس آیت پاک میں دنیائے اسلام کے اتحاد کی طرف بھی اشارہ محسوس ہوتا ہے)۔

(الروم ۳۰/۳۰ تو تم ایک طرف کے ہو کر دین (خدا کے رستے) پر سیدھا منہ کئے چلے جاؤ (اور خدا کی فطرت کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کئے رہو) خدا کی بنائی ہوئی (فطرت) میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

۳۱، (مومنو) اسی (خدا) کی طرف رجوع کئے رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں نہ ہونا۔

۳۲۔ اور نہ ان لوگوں میں ہونا جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور (خود) فرقے فرقے ہو گئے سب فرقے اسی سے خوش ہیں جو ان کے پاس ہے (اور یہ تفرقہ ہی خرابی کا باعث ہے)۔

الشوریٰ ۱۳/۴۲ اس (خدا) نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے) کا نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے نبی ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا، جس چیز کی طرف تم مشرکوں کو بلاتے ہو وہ ان کو دشوار گزرتی ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بارگاہ کا برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے۔

۱۴- اور یہ لوگ جو الگ الگ ہوئے ہیں تو علم (حق) آ چکنے کے بعد آپس کی ضد سے (ہوئے ہیں) اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقررہ تک کے لئے بات نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا اور جو لوگ ان کے بعد (خدا کی) کتاب کے وارث ہوئے وہ اس (کی طرف) سے شبہ کی الجھن میں (پھنسے ہوئے) ہیں۔

صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے دل میں ایک دوسرے کے لئے کس قدر خلوص، اخوت اور جذبہ ایثار تھا اس کی ہلکی سی جھلک ذیل کے واقعہ سے بخوبی ظاہر ہے۔

حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہما جنگ یرموک میں پانی کا ایک مشکیزہ لئے اپنے چچازاد بھائی کو جو جاں بلب حالت میں تھے پانی پلانے گئے ابھی انہوں نے پانی پیا نہ تھا کہ پاس سے کسی اور رحلت کرنے والے کی آہ سنی آپ فرماتے ہیں میرے چچازاد بھائی نے پہلے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا میں ان کے پاس پہنچا ہی تھا کہ ایک تیسرے صاحب جو ان کے قریب دم توڑ رہے تھے آہ بھری انہوں نے پہلے ان کو پانی پلانے کے لئے اشارہ کیا۔ میں ان تک پہنچا تو ان کا وصال ہو چکا تھا۔ دوسرے صاحب کے پاس لوٹ آیا تو وہ جاں بحق ہو چکے تھے۔ اپنے بھائی کی طرف رجوع کیا تو وہ بھی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ پانی ویسے ہی دھرا رہ گیا، سبحان اللہ جان کنی کے وقت بھی صحابہ کرام کا یہ جذبہ ایثار تھا!

یہاں دکھے دل سے مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ آپس کا سلوک سب سے افضل ہے اور آپس کی لڑائی دین کو مونڈنے والی ہے جیسے استرے سے سر کے بال صاف ہو جاتے ہیں۔ جناب رسول مقبول نے مسلمانوں کی آبرو ریزی کو بدترین اور خبیث ترین سود ارشاد فرمایا ہے۔ ہمیں دین کے بارے میں ایک دوسرے کو اور جن تک دین نہیں پہنچا جبین اسی طرح تلقین و تبلیغ کرنی چاہیئے جیسے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ

نے انتہائی مخلص ہو کر خود اذیتیں برداشت فرما کر اپنے اجرِ عظیم کی اللہ کریم سے امید رکھتے ہوئے دین کی دعوت دی۔ (النحل ۱۶/۱۲۵) ہمارے آپس کے خوامخواہ کے جھگڑے، منافقوں کو منافقانہ کردار میں۔ آسان ترین سہولتیں فراہم کرتے ہیں۔ ہائے افسوس منافقوں سے دشمنانِ اسلام فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے تھا کہ آپس کے خلش، اختلافات کو مٹاتے ہوئے ہر میدان میں بیداری ظاہر کرتے۔ کسی نسب العین کے تحت حکام کے اور خصوصی سیاست دانوں کے گتھی سلجھانے کے لئے ان کے معاون رہتے لیکن ان کے ہاتھ بٹانے کی بجائے ہم نے کوئی نہ کوئی دھندا ایسا نکال لیا کہ ملک کے سیاست دان تک نت نئے مسائل کو سلجھاتے رہیں اور بیچاروں کی تمام زندگی اسی میں ہی تمام ہو جائے۔

ان ۲۵ برس میں سب مل کر کیا آپ ایک بھی نقطہ نظر پہ پہنچے؟ جسے ہمارے سابق اور موجودہ سیاست دان حل کرتے میں یہ خوشی محسوس کرتے کہ پوری کی پوری قوم ایک جان ہو چکی ہے لہذا توکل بر خدا بسم اللہ سے وہ کوئی قدم آگے اٹھاتے! لیکن یہ تو تب ہی ہو سکتا ہے جب کہ ذہنوں میں سیاسی بیداری ہو!

آل عمران کی مذکورہ ۳/۱۰۲، ۱۰۳، آیاتِ کریمہ پہ تبصرہ فرماتے ہوئے "محمد رشید صاحب ایم اے" فرماتے ہیں کہ ان آیاتِ کریمہ میں دو چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے پہلی چیز ارتقاء اور دوسری چیز اعتصام ہے۔ ارتقاء کے معنی قوی، مضبوط وغیرہ کے آئے ہیں گویا جو تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ اپنے دعوے کو مضبوط کر لیتا ہے ارتقاء کے معنی خالص کے بھی لئے جاتے ہیں کیونکہ جتنی کوئی چیز صاف ہوگی اتنی ہی وہ مضبوط اور قوی ہوگی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے (الحجرات ۴۹/۱۳) کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت وتکریم تم میں سے متقین کی ہے۔ آیت نمبر ۱۰۳ سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام

پر عمل پیرا ہونے سے اور اسے مضبوطی سے اپنا لینے سے، یعنی امر ونہی کو اپنے اپنے درجہ پر رکھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط نہ کرنے سے ارتقاء حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ امانت میں خیانت نہ کرنا، دوسروں کے حقوق غصب نہ کرنا فحش چیزوں کا اختیار نہ کرنا، وعدہ خلافی نہ کرنا وغیرہ سب ارتقا کے زمرے میں ہیں۔

دوسری چیز آیات مذکورہ میں "اعتصام" یعنی امساک، رکنا اور چمٹنا کے ہیں یعنی برائیوں سے بچو اور حق کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو۔ یہاں بڑی پیاری مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب کوئی کسی گہرائی میں اترتا ہے یا جب کوئی آگ بجھانے والا فرد خطرناک جگہ میں داخل ہوتا ہے تو اپنی کمر کے گرد رسی باندھ لیتا ہے تاکہ گرنے سے بچا رہے اور خطرے کے وقت اس کے ساتھی اسے رسی کے ذریعے کھینچ لیں۔ ظاہر ہے کہ رسی اس کی جان کی حفاظت کے لئے ضروری تھی۔ اس طرح رب العزت نے جب انسان کو یہاں دنیا میں بھیجا اور جب کہ دنیا کو اس نے حبُ الشہوات کا مسکن اپنے بندوں کی آزمائش کی خاطر بنایا تو کمال عنایت و کرم نوازی کی خاطر اپنی رسی یعنی احکامات (امر ونواہی) کیساتھ کر دیا اور میثاق (یعنی وعدہ) لے لیا کہ انسان اس کو ضرور تھامے رہے گا۔ زیر نظر آیت پاک میں اسی عہد وپیماں کی فراموشی کو یاد کرایا گیا ہے اور ایک مرکز پہ یک جا ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔

بحمد اللہ نماز باجماعت میں کبھی آج تک یہ اعتراض نہ اٹھا کہ فلاں مسلمان فلاں ملک یا فلاں قوم سے تعلق رکھتا ہے لہٰذا اس کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا درست نہیں بلکہ ایک صحابیؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز باجماعت کھڑے ہونے کے وقت ہمارے کندھوں پہ ہاتھ پھیرتے اور فرماتے سیدھے ہو جاؤ اور آگے پیچھے مت رہو کہ تمہارے دلوں کا اختلاف

جاتا رہے۔ میرے نزدیک وہ لوگ کھڑے ہوں جو بہت ہی سمجھدار اور عقلمند ہوں پھر وہ جو ان سے قریب ہوں اور پھر وہ جو ان سے قریب (مسلم، نسائی)

اتباع شریعت اور مرکز کی طرف رجوع پھر اس پر مستقل دوامیت اسلام کی تعلیمات کے نہایت اہم باب ہیں اور وہ دنیا سے نفاق و شرک فتنہ و فساد کو ختم کر کے اتحاد پر ابھارتے ہیں، قوم و ملت کو کئی مسائل درپیش ہیں۔ ترقی کے راستوں میں اختلافات حائل ہیں۔ حضور سرور کائنات کے ارشادات سے سبق لے کر ہمیں پھر ایک بار ہمہ تن سرتوڑ کوشش کر کے زمانے کے قدم بقدم چلنا چاہیئے۔ اتحاد سے ہماری قومی ہیئت میں گونا گوں اضافہ ہوگا۔ ہمیں پھر سے ون یونٹ کی فضا پیدا کرنی چاہیئے۔

تحقیق سے کام لینے، آپس میں مشورہ کر لینے، عورتوں کے نان نفقہ کے بارے میں

(۱۷)

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جب تک تمہیں یقین نہ ہو۔ کسی حدیث کو میری طرف منسوب کرنے سے بہت پرہیز کیا کرو اور جو شخص جان بوجھ کر دروغ گوئی کر کے کسی قول کو میرے ذمے لگائے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے گا۔ (ترمذی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ دنیا کی محبت سب گناہوں کی سردار ہے اور ایک ہی چیز کی محبت تمہیں اندھا اور گونگا کر دیتی ہے (ابو داؤد)

اس سے مطلب ہے دنیا کو فوقیت دینا اور آخرت کے توشہ کو نظر انداز کرنا۔

منبع جود و سخا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ قاضی (فیصلہ کرنے والے) تین قسم کے ہوتے ہیں ایک قسم کے جنتی ہیں اور دو قسم کے دوزخی۔ جنتی تو وہ شخص ہے

جس نے حق پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا مگر وہ شخص جس نے حق تو پہچان لیا مگر حکومت کے زعم میں آگیا اور بے انصافی کی وہ دوزخی ہے اور جس نے معاملے کو سمجھے بغیر فیصلہ کیا وہ بھی دوزخی ہے۔ (ابوداؤد)

آل عمران ۳/۱۵۹ (اے میرے حبیبؐ) خدا کی مہربانی سے آپؐ کی افتادِ مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر آپؐ بدخو اور سخت دِل ہوتے تو یہ آپؐ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے تو ان کو معاف کر دیجئے اور ان کے لئے خدا سے مغفرت مانگئے اور اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لے لیا کریں اور جب آپؐ (کسی کام کا) عزم مصمم کر لیں تو خدا پر بھروسہ رکھیں بیشک خدا بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

النسآء ۴/۸۳ اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس کو پیغمبرؐ اور اپنے سرداروں کے پاس پہنچاتے تو تحقیق کرنے والے اس کی تحقیق کر لیتے اور اگر آپؐ پر خدا کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو چند اشخاص کے سوا سب شیطان کے پیرو ہو جاتے۔

۹۴۔ مومنو! جب تم خدا کی راہ میں باہر نکلا کرو تو تحقیق سے کام لیا کرو اور جو شخص تم سے سلام کہے اس سے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو اور اس سے تمہاری غرض یہ ہو کہ دنیا کی زندگی کا فائدہ حاصل کرو۔ سو خدا کے نزدیک بہت سی غنیمتیں ہیں تم بھی تو پہلے ایسے ہی تھے۔ پھر خدا نے تم پر احسان کیا تو آئندہ تحقیق کر لیا کرو اور جو عمل تم کرتے ہو خدا کو سب کی خبر ہے۔

الشوریٰ ۴۲/۳۸ اور (مومنوں کی شان ہے) کہ اپنے پروردگار کا فرمان قبول کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں

الحجرات ۹/۶ مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو۔ پھر تم کو اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔

الممتحنہ ۱۰/۱ مومنو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں تو ان کی آزمائش کر لو (اور) خدا تو ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے سو اگر تم کو معلوم ہو کہ مومن ہیں تو ان کو کفار کے پاس واپس نہ بھیجو کہ نہ یہ ان کو حلال ہیں اور نہ وہ ان کو جائز اور جو کچھ انہوں نے (ان پر) خرچ کیا ہو وہ ان کو دے دو اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کر لو۔ اور کافر عورتوں کے ناموس کو قبضے میں نہ رکھو (یعنی کفار کو واپس دیدو) اور جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا ہو تم ان سے طلب کر لو اور جو کچھ انھوں نے (اپنی عورتوں پر) خرچ کیا ہو وہ تم سے طلب کر لیں یہ خدا کا حکم ہے جو تم میں فیصلہ کئے دیتا ہے اور خدا جاننے والا حکمت والا ہے

۱۱ (اور) اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت تمہارے ہاتھ سے نکل کر کافروں کے پاس چلی جائے (اور اس کا مہر وصول نہ ہوا ہو) پھر تم ان سے جنگ کرو (اور ان سے تم کو غنیمت ہاتھ لگے) تو جن کی عورتیں چلی گئی ہیں ان کو (اس مال میں سے) اتنا دے دو جتنا انھوں نے خرچ کیا تھا اور خدا سے جس پر تم ایمان لائے ہو ڈرو۔

تفسیر لے جب اسلام نیا نیا جاری ہوا تھا اور کافر اور مسلمان کھچڑی تھے مرد مسلمان عورت کافر اور عورت مسلمان مرد کافر۔ تو خدا نے یہ منصفانہ ٹھہراؤ کر دیا کہ کافروں میں سے کوئی عورت مسلمانوں میں چلی آئے تو مسلمان اس کے پہلے شوہر کو وہ مہر ادا کر دیں جو اس نے اس عورت کو دیا تھا اور یہی حکم ان عورتوں کے لئے تھا جن کو مسلمانوں نے بہ سبب کفر کے چھوڑ دیا اور وہ لوٹ کر کافروں میں جا ملیں لیکن ایسا بھی ہوتا تھا کہ کسی مسلمان کی عورت کافروں میں جا ملی اور کافر مسلمان کو

اس کا مہر ادا نہیں کرتے تو مسلمانوں کو اجازت دی گئی کہ تم کو اس طرح کی رقمیں کافروں
کو دینی پڑیں تو اس میں سے اپنا پانا مجری کر لیا کرو یعنی کافروں کی طرف سے
مسلمانوں کو ان کی بیبیوں کے مہر ادا کر دیا کرو اور ایک صورت یہ بھی ہے کہ
کافروں سے لڑائی ہوئی اور مسلمانوں کو ان سے لوٹ ہاتھ لگی تو اس لوٹ میں
سے مسلمانوں کی وہ رقمیں ادا کر دی جائیں جو ان کو اپنی مرتد بیبیوں کے مہر کی بابت
پانی ہیں اور کافروں نے ادا نہیں کیں۔

کافروں منافقوں کا کہا مت مانو،

(۱۸)

آل عمران ۳ ۱۴۹ مومنو! اگر تم کافروں کا کہا مان لو گے تو وہ تم کو اُلٹے پاؤں
پھیر کر (مرتد) کر دیں گے پھر تم بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے۔
۱۵۰، یہ تمہارے مددگار نہیں خدا تمہارا مددگار ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار ہے
۱۵۱۔ ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھا دیں گے کیونکہ یہ خدا
کے ساتھ شریک کرتے ہیں جس کی اس (اللہ) نے کوئی بھی دلیل نازل نہیں
کی اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے وہ ظالموں کا بہت بڑا ٹھکانا ہے۔
التوبتہ ۹ ۶۲ مومنو! یہ لوگ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ
تم کو خوش کر دیں۔ حالانکہ اگر یہ (دل سے) مومن ہوتے تو خدا اور اس کے
پیغمبرؐ خوش کرنے کے زیادہ مستحق ہیں۔
۶۳، کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ جو شخص خدا اور اس کے رسولؐ سے مقابلہ
کرتا ہے تو اس کے لئے جہنم کی آگ (تیار) ہے جس میں وہ ہمیشہ جلتا رہے
گا۔ یہ بڑی رسوائی ہے
۶۴، منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ ان (کے پیغمبرؐ) پر کہیں کوئی ایسی سورت

(۶۴) اُتر آئے کہ ان کے دل کی باتوں کو ان (مسلمانوں) پہ ظاہر کر دے، فرما دیجئے کہ ہنسی کئے جاؤ۔ جس بات سے تم ڈرتے ہو خدا اس کو ضرور ظاہر کر دے گا۔

۶۵، اگر تم ان سے (اس بارے میں) دریافت کرو تو کہیں گے ہم تو یونہی بات چیت اور دل لگی کرتے تھے کہو کیا تم خدا اور اس کی آیتوں اور اس کے رسولؐ سے ہنسی کرتے تھے۔

۶۶۔ بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف کر دیں تو دوسری جماعت کو سزا بھی دیں گے کیونکہ وہ گناہ کرتے رہے ہیں۔

۶۷۔ نمبر ۷ پہ ملاحظہ فرماویں۔

الاحزاب ۳۳ اے پیغمبرؐ خدا سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ ماننا بے شک خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

۴۸ اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ ماننا اور نہ ان کے تکلیف دینے پر نظر کرنا اور خدا پہ بھروسہ رکھنا اور خدا ہی کارساز کافی ہے۔

حضورؐ سرور دو عالم نے اُحد کی جنگ سے پہلے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ شہر میں رہ کر لڑنا چاہیئے یا شہر سے باہر نکل کر۔ صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ باہر نکل کر لڑنا چاہیئے حضورؐ نے بھی یہی پسند فرمایا۔ عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار مشہور ہے اس نے برعکس مشورہ دیا تاہم یہ بھی ساتھ ہو لیا۔ مقام سَوط پہ پہنچ کر یہ منافق لشکر کے ایک حصہ کو لے کر لوٹ چلا اس لئے کہ اس کی شہر میں رہ کر لڑنے کی رائے منظور نہ کی گئی تھی۔ اس کے بہکانے سے قبیلہ خزرج میں سے بنو سلمہ نے اور قبیلہ اَوس میں سے بنو حارث نے ہمت ہار دینی چاہی لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کے دلوں کو مضبوط

کیا اور وہ میدان میں ثابت قدم رہے۔ چونکہ منافقت بھی ایک قدیمی روش چلی آرہی ہے اس کا انجام سوائے قوم کی تباہی کے اور کچھ نہیں۔ لہذا منافقت واضح ہو جانے پر قوم وملت کو کسی منافق کے لئے عفو ودرگزر کا کوئی دروازہ کھلا نہیں رہنے دینا چاہیئے۔ نمبر ۲۲ پر بھی احد کا کچھ حوالہ تبرکاً پیش خدمت ہے۔ حضورؐ کے عہدِ مبارک میں منافقت کی ایک روایت قلم بند ہے عبداللہ بن ابی مسلمانوں کا سخت مخالف تھا اسلام ظاہر کرنے کی وجہ سے اس کے ساتھ منافقوں جیسا برتاؤ نہ کیا جاتا تھا۔ ایک بار ایک مہاجر اور ایک انصاری میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ دونوں نے اپنی اپنی قوم کو مدد کے لئے پکارا طرفین جماعتوں کی صورت اختیار کر گئے (جیسا کہ ارشاد باری ہے کہ دو بھائی اگر آپس میں لڑ پڑیں تو ان کی صلح کرا دو) ان کی صلح کرا دی گئی۔

ابن الوقت منافقوں کا سردار جس کا نام اوپر گذر چکا اپنے دوستوں سے کہنے لگا یہ سب کچھ تمہارے اپنے کئے کی سزا ہے تم نے مسلمانوں کو اپنے شہروں میں پناہ دی۔ ان کی مدد کرنا چھوڑ دو۔ حضورؐ کی شان میں بھی وہ الفاظ کہے جو کسی مسلمان کو زیبا نہیں۔ مزید قسم کھا کر کہنے لگا کہ ہم عزت والے مدینہ پہنچ کر ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال دیں گے لاحول ولا قوۃ الا باللہ

زید بن ارقمؓ ابھی بچے تھے سن کر تاب نہ لا سکے۔ ویسے ہی الفاظ اس منافق کے منہ پر مار دیئے اور حضورؐ کو سب کچھ جا کر بتا دیا۔ حضرت عمرؓ جلال میں آگئے اور اس کی گردن مارنے کی درخواست کی حضورؐ نے منع فرمایا۔ اس منافق کو خبر ہوئی تو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر جھوٹی قسمیں کھا کر گلو خلاصی کرائی۔

حضرت زید بن ارقمؓ کو اطلاع ملی کہ منافق نے جھوٹی قسموں سے مجھے جھٹلا دیا اور خود سچا ہوا۔ شرم سے حضورؐ کی مجلس میں نہ جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ

نے سورۃ منافقون کے نزول سے جناب زیدؓ کی سچائی اور عبداللہ بن ابی کی جھوٹی قسموں کا حال ظاہر فرما دیا۔ اس منافقوں کے سردار کے ایک فرزند ہیں ان کا نام نامی بھی عبداللہؓ ہے ان کے ایمان کا اندازہ فرمایئے۔ باپ مدینہ میں داخل ہونے لگا تو عبداللہؓ تلوار سونت کر باپ سے کہنے لگے اس کا اقرار کرلے کہ تو ذلیل ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربّ کریم سے عزت دیئے گئے ہیں۔ باپ نے تعجب کیا میرا احترام کرنے والا حضورؐ کے بارے میں میرے خلاف تلوار لے کر مقابلہ کو تیار ہو گیا۔ مجبور ہو کر اپنے ذلیل ہونے کا اور حضورؐ کی توقیر کا اقرار کرکے مدینہ میں داخل ہو سکا۔ الحمد للہ۔ اللہ چاہے تو مسلمانوں کو عزت دے اور کفار و منافقین کو ذلیل فرمائے۔ وہ مالکِ کل دونوں جہانوں میں ایمان والوں سے ایسا ہی معاملہ فرماتا ہے۔ الحمد للہ

کافروں کی عہد شکنی پر

(۱۹)

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جب کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے تو خدا اس پر دشمن کو مسلط کر دیتا ہے (مالک)

الانفعال ۵۵ جانداروں میں سب سے بدتر خدا کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں سو وہ ایمان نہیں لاتے۔

۵۶ جن لوگوں سے تم نے (صلح کا) عہد کیا ہے پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں اور (خدا سے) نہیں ڈرتے۔

۵۷۔ اگر تم ان کو لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ ان کے پس پشت ہوں وہ ان کو دیکھ کر بھاگ جائیں عجب نہیں کہ ان کو (اس سے) عبرت ہو۔

۵۸ اور اگر تم کو کسی قوم سے دغابازی کا خوف ہو تو (ان کا عہد) انہی کی طرف

پھینک دو (اور) برابر کا جواب دو) کچھ شک نہیں کہ خدا دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا (۵۹) نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمادیں)

التوبہ ۹/۱۲ اور اگر عہد کرنے کے بعد (کافر) اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعنے کرنے لگیں تو ان کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو (یہ بے ایمان لوگ ہیں اور) ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں۔ عجب نہیں کہ (اپنی حرکات سے) باز آجائیں۔

۱۳۔ بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبرؐ (خدا) کے جلاوطن کرنے کا عزم مصمم کر لیا اور انہوں نے تم سے (عہد شکنی کی) ابتداء کی۔ کیا تم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنے کے لائق خدا ہے بشرطیکہ ایمان رکھتے ہو۔

۱۴۔ ان سے (خوب) لڑو خدا ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب میں ڈالے گا اور ان کو رسوا کرے گا اور تم کو ان پر غلبہ دے گا اور مومن کے سینوں کو شفا بخشے گا

الرّعد ۱۳/۲۵ اور جو لوگ خدا سے عہد واثق کر کے اس کو توڑ ڈالتے اور جن (رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے ان کو قطع کر دیتے اور ملک میں فساد کرتے ہیں ایسوں پر لعنت ہے اور ان کے لئے گھر بھی برا ہے۔

عہد شکنی روز ازل سے کافروں کی گھٹی میں شامل ہے حضورؐ کے عہد مبارک کے ایک دو واقعات کہ کس کس طرح کافر عہد شکنی اور فریب دہی سے کام کرتے تھے حسب ذیل ہیں۔ جو ہمارے لئے سبق آموز اور مشعل راہ ہیں۔

صلح حدیبیہ میں یہ شرط قرار پائی تھی کہ جو لوگ مسلمانوں کی پناہ لیں ان پر نہ مکہ والے خود حملہ کریں گے اور نہ حملہ آوروں کی مدد کریں گے اور جو لوگ مکہ والوں کی پناہ میں ہیں ان پر مسلمان نہ حملے کریں گے نہ حملہ کرنے والوں کی مدد کریں گے۔

یہ عہد دس برس کے لئے تھا۔ مگر قریش نے اپنا عہد توڑ ڈالا۔

بنو بکر نے جو مکہ والوں کی پناہ میں تھے خزاعہ پر جو سرورِ کائنات محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں تھے چڑھائی کر دی اور قریش نے ان کی مدد کی عمرو بن سالم نے جو خزاعہ میں سے تھا حضورؐ کو اس واقعہ کی اطلاع کی اور عرض کیا کہ مکہ کے کافروں نے اپنا عہد توڑ دیا ہے مدد فرمائیے لہٰذا آپؐ نے تحقیق کے بعد ۸ سنہ ہجری میں ان پر چڑھائی کی اور مکہ فتح کر لیا۔ الحمد اللہ۔

عامر بن مالک (نجدی) نامی ایک شخص مدینہ منورہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تبلیغ و عظ کا واسطہ ڈالا اور بیشتر حافظ حضرات جن کی تعداد ستر تھی ساتھ لے جانے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ حضورؐ کو، ان صحابہؓ کی مضرت کا اندیشہ ہوا لیکن اس کے بہت زیادہ اطمینان دلانے پر حضورؐ نے ستر صحابہؓ کو اس کے ساتھ روانہ کر دیا۔ ساتھ ہی بنی عامر کے ساتھ عامر بن طفیل کو تحریری اسلام لانے کی دعوت دی۔

جب صحابہؓ کرام کی یہ جماعت بیر معونہ رکی تو حضرت عمر بن امیہؓ اور منذر بن عمرؓ اس جماعت کے اونٹ چرانے چلے گئے۔ حضرت حرامؓ اور دو مزید اصحابی حضورؐ کا دعوت نامہ لے کر عامر بن طفیل کے پاس جو عامر بن مالک کا بھتیجا تھا روانہ ہوئے قریب جا کر آپؓ نے دونوں ساتھیوں سے فرمایا کہ میرے ساتھ اگر کوئی دھوکا نہ ہوا تو چلے آنا ورنہ یہاں سے واپس لوٹ جانا۔ حضرت حرامؓ نے عامر بن طفیل کو دعوت نامہ پیش کیا جسے مسلمانوں سے بے حد عداوت تھی۔ غصہ کی آگ میں اس نے نامہ تو کیا پڑھنا تھا اس نے حضرت حرامؓ کے بیدردی سے نیزا مارا کہ جسم کے آر پار ہو گیا۔ قاصد کی حرمت کا بھی لحاظ نہ کیا۔ نہ ہی اپنے چچا کی معرفت، دھوکہ دہی سے بلائے جانے کا خیال کیا۔ حضرت حرامؓ کی شہادت کے بعد اپنی قوم کو جمع کر کے کوئی بھی مسلمان باقی نہ چھوڑنے پر اکسایا۔ انہوں نے اس کے چچا عامر بن مالک کی وجہ

سے نزد دکیا اس پیاس نے ارد گرد سے اور لوگ جمع کر لئے ۔ صحابہؓ کا مقابلہ کیا سب شہید کر دئے جن میں کعب بن زیدؓ کو بھی شہید سمجھ کر چھوڑ گئے لیکن ان میں زندگی کے آثار باقی تھے ۔

عمر بن امیہؓ اور منذر بن عمرؓ نے جو اونٹ چرانے لے گئے تھے مردار خور منڈلاتے دیکھے جماعت کی طرف رجوع کیا تو شہدا کے گرد سواروں کو خون آلودہ تلواریں لئے ہوئے ان کے گرد گھومتے دیکھا۔ عمر بن امیہؓ نے واپس چل کر حضورؐ کو اطلاع کرنے کا مشورہ دیا لیکن منذرؓ کے جذبہ جہاد پر یہ دونوں بھی میدان میں ڈٹ گئے حضرت منذرؓ شہید ہو گئے عمر بن امیہؓ گرفتار کر لئے گئے بعد ازیں عامر کی ماں کے ذمہ ایک منت مانی غلام آزاد کرنا تھا۔ اس طرح آپؓ کو رہا کر دیا گیا۔

حضرت ابو بکرؓ صدیق کے غلام حضرت عامر بن فہیرہؓ نے بھی اسی جماعت میں جام شہادت نوش فرمایا۔ جبار بن سلمیٰؓ ان کی شہادت کے منظر کی وجہ سے ہی مسلمان ہوئے آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے برچھا مارا تو آپؓ نے وقت شہادت فرمایا خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ ان کی نعش مبارک آسمان کو اڑی چلی گئی میں نے حیرت سے لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ کامیابی کیا تھی لوگوں نے کہا وہ کامیابی جنت کی تھی لہٰذا میں بھی مسلمان ہو گیا۔

زمانہ جیسے جیسے ترقی کرتا گیا۔ منافقت کے انوکھے رخ ڈھنگ بھی زمانے کے ساتھ بدلتے رہے۔ کافروں منافقوں نے مل ملا کر کبھی ایفائے عہد نہ کیا حتیٰ کہ دسمبر ۱۹۷۱ء کے حالات نے جنم لیا۔ ایک اخبار کا ایڈیٹر ہو مصنف ہو یا مفتی اپنی نظر میں سب یکساں ذمہ دار ہیں جو قوم کو آنے والے حالات سے آگاہ نہ کریں۔ ایک شخص سے ایک گناہ سرزد ہو جائے اس پر فتویٰ دینا آسان ہے مزا تو

تب ہے کہ مرتکب کو گناہ کی پاداش سے بیس برس پہلے آگاہ کیا جائے کہ تیری چال ڈھال تیری روش تیرے تیور یہ کچھ بتا رہے ہیں ایسے ہی لوگ جو قوم و ملت کے "داعی" کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر وقت کلمہ حق کہنے سے قاصر رہے ہیں۔ البتہ ایک شخص نے ضرور اپنی خداداد بصیرت سے صدائے حق کا اظہار کیا۔ جنگی قیدیوں کے ہتھیار ڈلوانے سے مہینوں پہلے اپنے دل کی گہرائیوں سے اس نے مشورہ دیا کہ ہمیں فوراً آسام فتح کر لینا چاہیئے۔ اس رائے کو ایک رائے سے زیادہ اہمیت نہ دی گئی مزید یہ کہ اگر مغربی بنگال، بہار اور آسام کو مشرقی پاکستان سے ملحق کر کے جن کا تعلق مغربی پاکستان سے رہتا جیسا کہ دونوں بازوؤں کا دسمبر اےء سے پہلے رابطہ مختار رائے عامہ کے حصول کے بعد ایسا بنگلہ دیش قابل قبول ہو سکتا تھا۔ اب جو بنگلہ دیش جارحیت سے منافقت کی بنیادوں پہ بنا ہے اس پہ کافر دشمن کو بالادستی حاصل ہے۔ فوجی قیدی ابھی تک قید اور کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔ مشرقی پاکستان کی سب مشینری دشمن لوٹ اکھاڑ لے گیا ہے، ہزاروں بہاری سیاسی مقصد کے لئے دھکے دے دے کر مشرقی پاکستان میں دھکیل دئے گئے ہیں یہ ہے گنگا اشنان بھارتی سورماؤں کا اور خنزیر خصلت ان کے حواریوں کا۔

ہماری سیاسی بیداری بھی انتہائی پستی میں ہے۔ ساری سیاست تو قرآن پاک میں ہے جو ارشادات رسولؐ، اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پہ چلنے سے حاصل ہوتی ہے۔ ٹوک ٹوک سے گریز کرتا ہوا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول رقم کرتا ہوں۔ آپؓ فرماتے ہیں "میں نے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ جو شخص مسلمانوں کی حکومت کا متولی بنے اور وہ لاپرواہی سے کوتاہی کرتے ہوئے کسی دوسرے کو امیر بنائے اس پر لعنت ہے" الیکشن یعنی رائے عامہ معلوم کرنے سے پہلے بدقسمتی سے ملک میں

ایسے ہی ہوتا رہا ہے۔

آپ کے ساتھ ظلم ہوا، اس کا بدلہ لینا آپ پر عین فرض ہے کافر گیدڑ جتنا بھی حوصلہ نہ رکھیں۔ آپ روحانیت سے چاہیں تقدیر کا پانسہ ہی پلٹ دیں کافر کو اپنے ساز و سامان پر ناز آپ کو اللہ و رسولؐ کے وعدوں پر بھروسہ۔ کافر موت سے بھاگیں آپ جام شہادت پینے کے لئے تڑپتے رہیں ان کی دنیا مختلف آپ کی دنیا مختلف کافر مریں جئیں دونوں حالتوں میں جہنم کی آگ دیکھیں آپ شہادت پائیں آپ کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے آپ کو دیدار الٰہی نصیب ہو جائے۔ لہذا آپ پھر کیوں نہ بازی لگانے کیلئے تیار ہو جائیں۔

اس طرح مقدر ہے جسے جام شہادت نوش کرنا ہو وہ اس طرح اپنے مقصدِ عظیم کو پہنچے اور جنہیں نصیب سے اپنا عرصۂ حیات پورا کرنا ہو وہ شہدا کی جگہ لیتے رہیں اور رہتی دنیا تک کافر کو سکھ کا سانس لینا دشوار ہو جائے آپکی بڑھتی ہوئی آبادی اور تشویشناک مسائل کا یہ ایک قدرتی حل ہے اور یہ راز جہاد فی سبیل اللہ میں پنہاں ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہدِ مبارک میں ملک شام کی جانب جہاد کا ارادہ فرمایا تھا لیکن آپ کا وصال ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہؓ کی قیادت میں مجاہدین کا ایک لشکر تیار کیا۔ ہر چند جلیل القدر صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ فتنہ فساد کا بازار گرم ہے حالات معمول پہ آجائیں پھر مجاہدین کو روانہ کریں لیکن یارِ غارؓ فرمانے لگے۔ خدا کی قسم چاہے مدینہ میں سب بھیڑیئے آداخل ہوں جس کام کو پیغمبرِ خدا کرنے کا ارادہ فرمالیں تو مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کی تکمیل میں مصلحت اندیشی کو مقدم رکھوں۔

حضرت ابو بکرؓ اسامہؓ کو روانہ کرتے وقت خلیفۂ وقت ہوتے ہوئے جناب

اسامہؓ کے گھوڑے کی رکاب پکڑے دور تک ساتھ گئے حضرت اسامہؓ نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل کو پیدل چلتے دیکھ کر کہا اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپؓ بھی گھوڑے پر سوار ہوں یا مجھے گھوڑے سے اترنے کی اجازت دیں اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس کی ضرورت نہیں، نہ میں سوار ہوں گا اور نہ تم کو اترنے دوں گا۔ خدا کی راہ میں ایک گھڑی بھر کے لئے میرے پاؤں اگر گرد آلود ہو جائیں گے تو کیا بگڑ جائے گا۔

غازی کے لئے ہر قدم کے عوض سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں سات سو درجے بلند کئے جاتے ہیں اور اس کے سات سو گناہ معاف ہوتے ہیں۔

آپ کے بلا تاخیر ان اقدام کا اتنا اثر ہوا کہ اردگرد کے یہودی دیکھ کر دہل گئے کہ مسلمانوں نے تھوڑے عرصہ میں کتنی سرعت سے اتنی ترقی کر لی۔ بیشک خلفاءؓ اور صحابہؓ کا طرزِ عمل ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ یقین کامل اور تھوڑی سی جدوجہد سے ہم انشاء اللہ پھر اپنا کھویا ہوا اساسہ حاصل کر سکتے ہیں۔

علی زرمگاہ میں سفر میں کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر بھی ذکر خدا (۲۰)

تاجدارِ مدینہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے یاد کرتا ہوں جب وہ مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں جو اس کی مجلس سے بہتر ہوتی ہے اگر وہ بالشت بھر میرے نزدیک آتا ہے تو میں ہاتھ بھر اس کی طرف بڑھتا ہوں۔ اگر وہ ہاتھ بھر میرے قریب آتا ہے تو میں فلانچ بھر آگے ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر

آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں (الشیخان)

(یہ تمثیل کے لئے فرمایا ورنہ اللہ بے نیاز ہے سب جگہ موجود ہے اسے بڑھنے یا دوڑنے کی حاجت نہیں)

حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہادی برحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کی مشقت جھیلنے سے ڈرتا ہو (کہ راتوں کو جاگنے اور عبادت میں مشغول رہنے سے قاصر ہو) یا بخل کی وجہ سے مال خرچ کرنا دشوار ہو یا بزدلی کی وجہ سے جہاد کی ہمت نہ پڑتی ہو اس کو چاہیئے کہ "سُبحَانَ اللّٰہِ وبِحَمْدِہٖ" کثرت سے پڑھا کرے اور اللہ کے نزدیک یہ کلام پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے (طبرانی)

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے تین شخص ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے اور تین شخص ہیں جن کو برا جانتا ہے۔ جن تین سے محبت کرتا ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) کوئی آدمی کسی مجمع کے پاس آیا اور اپنی قرابت کا واسطہ نہیں بلکہ اللہ کا واسطہ دے کر اس نے ان سے خیرات کا سوال کیا مگر انھوں نے کچھ نہ دیا ایک شخص اٹھ کر پیچھے کی طرف گیا اور پردے میں سائل کو کچھ دیا جس کا علم سوائے اللہ کے یا سائل کے کسی کو نہیں پہلا یہ ہوا۔ (۲) کچھ لوگ رات کو چلتے رہے حتیٰ کہ ان پر نیند غالب آگئی تب انہوں نے ایک جگہ ڈیرہ ڈال دیا اور سو گئے۔ مگر ایک شخص کھڑا ہوا اور وہ اللہ کی ثنا اور کلام پڑھنے لگا۔ یہ دوسرا ہوا (۳) ایک شخص لڑائی پر گئے ہوئے سپاہیوں میں سے ہے ان کا دشمن سے سامنا ہو گیا اور وہ سب بھاگ گئے مگر وہ اکیلا چھاتی نکال کر مقابل ہوا کہ فتح حاصل کرے یا جان دے دے یہ تیسرا ہوا۔ (ان تینوں سے اللہ محبت کرتا ہے)

وہ تین جنہیں اللہ رب العزت برا جانتا ہے وہ ہیں (۱) بوڑھا آدمی جو زانی ہو۔

(۲) فقیر محتاج جو اترانے والا ہو اور (۳) دولت مند جو ظالم ہو (ترمذی و نسائی)

النساء ۱۰۱/۴ اور جب تم سفر کو جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو بشرطیکہ تم کو خوف ہو کہ کافر لوگ تم کو ایذا دیں گے بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

۱۰۲ اور (اے پیغمبر) جب تم ان (مجاہدین کے لشکر) میں ہو اور ان کو نماز پڑھانے لگو تو چاہیئے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ مسلح ہو کر کھڑی رہے جب وہ سجدہ کر چکیں تو پرے ہو جائیں۔ پھر دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی (ان کی جگہ) آئے اور ہوشیار اور مسلح ہو کر تمہارے ساتھ نماز ادا کرے کافر اس گھات میں ہیں کہ تم ذرا اپنے ہتھیاروں اور سامان سے غافل ہو جاؤ کہ تم پر یکبارگی حملہ کر دیں۔ اگر تم بارش کے سبب تکلیف میں ہو یا بیمار ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اتار رکھو مگر ہوشیار ضرور رہنا خدا نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۱۰۳ پھر جب تم نماز تمام کر چکو تو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے (ہر حالت میں) خدا کو یاد کرو۔ پھر جب خوف جاتا رہے تو (اس طرح سے) نماز پڑھو (جس طرح امن کی حالت میں پڑھتے ہو)، بیشک نماز کا مومنوں پر اوقات (مقررہ) میں ادا کرنا فرض ہے۔

الانفال ۴۵/۸ مومنو! جب (کفار کی) کسی جماعت سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور خدا کو بہت یاد کرو تاکہ مراد حاصل کرو۔

الاحزاب ۲۱/۳۳ تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا سے ملنے (اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔

المزمل ۲۰/۷۳ تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھ کے لوگ (کبھی) دو تہائی رات کے قریب اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) تہائی رات قیام کیا

کرتے ہیں اور خدا تو رات اور دن کا اندازہ رکھتا ہے۔ اس نے معلوم کیا کہ تم اس کو نباہ نہ سکو گے تو اس نے تم پر مہربانی کی پس جتنا آسانی سے ہو سکے (اتنا) قرآن پڑھ لیا کرو۔ اس نے جانا کہ تم میں بعض بیمار بھی ہوتے ہیں اور بعض خدا کے فضل (یعنی معاش) کی تلاش میں ملک میں سفر کرتے ہیں اور بعض خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا پڑھ لیا کرو اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور خدا کو نیک (اور خلوص نیت سے) قرض دیتے رہو۔ اور جو عمل نیک تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اس کو خدا کے ہاں بہتر اور صلے میں بزرگ تر پاؤ گے اور خدا سے بخشش مانگتے رہو بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اہل جنت کو کسی چیز کا بھی قلق اور افسوس نہ ہوگا۔ مگر اس گھڑی کا جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی گذری ہو گی۔" ابوہریرہؓ سے حضورؐ کا ارشاد گرامی منقول ہے کہ دن قیامت ایک منادی آواز دے گا کہ عقلمند لوگ کہاں ہیں۔ لوگ پوچھیں گے۔ عقلمندوں سے کون مراد ہیں جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کھڑے۔ بیٹھے اور لیٹے ہوئے (یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر) کرتے رہتے تھے اور آسمانوں اور زمین کے پیدا کئے جانے میں غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اے ہمارے رب تو نے یہ سب بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ تیری ذات پاک ہے ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ ان کو حکم ہوگا جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پیران عظام بھی عموماً ذکر الٰہی کی (ایسا ذکر جو اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ، صحابہؓ کبار اور اس کے اولیاء کرام سے بغض و کینہ نہ رکھتا ہو) تلقین فرماتے ہیں۔

جس پر ذاکر حاوی ہو کر تجارت، لین دین، کھیتی باڑی، اور ملازمت میں بھی ذکر اللہ سے غافل نہیں ہوتا۔ ذکر خدا میں دونوں جہانوں کی کامیابی کا راز ہے جس کا انکشاف اللہ تعالیٰ بندۂ ذاکر پر خود ہی کسی وقت فرما دیتے ہیں۔ کچھ مجاہد سننے میں آئے کہ

میدان کارزار کی گھما گھمی کی حالت میں بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوئے الحمد اللہ ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے: "ہتھ کار ول تے دِل یار وَل"

حضور پُر انور کا ارشادِ گرامی ایسے بھی آیا ہے کہ "ہر چیز کے لئے کوئی صاف کرنے والی اور میل کچیل دور کرنے والی چیز ہوتی ہے (مثال کے طور پر کپڑے اور بدن کے لئے صابن، لوہے کے لئے آگ اور بھٹی) دلوں کی صفائی کرنے والی چیز اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے۔

ذکر اللہ عشقِ الٰہی سے منسوب ہے جس سے ذاکر ہاتھوں ہاتھ ذکر کی بدولت منہ میں لذت اور شیرینی جیسی چاشنی محسوس کرتا ہے پہلے پہل ذاکر ذکر لسانی کے سبب بھول چوک نسیاں سے بھی دوچار رہتا ہے لیکن بتدریج اور رفتہ رفتہ زبانی ذکر کی بدولت ہی ذکر قلبی پر فائز ہو جاتا ہے اور اس کا دل ہر وقت اس کے ہر عمل کے ساتھ اللہ کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے اور غنودگی اور نیند میں بھی ذاکر کے اذکار چلتے رہتے ہیں۔ ذاکر سیف الزباں بن جاتا ہے ابھی کسی کام کی تکمیل کا سوچتا ہے۔ عقل ابھی حیرت زدہ ہی ہوتی ہے تو قدرت اپنے لطف و کرم سے اس کے انہوں نے کاموں کی تکمیل فرما دیتی ہے۔

حضرت سہل رضؓ حضور سرور کائنات سے روایت کرتے ہیں "کہ اللہ کا ذِکر اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے سات لاکھ حصہ زیادہ ہو جاتا ہے۔"

اِسی طرح تھوڑی دیر کا اللہ کے راستے میں کھڑا ہونا (یعنی کفار کے انبوہ کثیر کے سامنے اللہ و رسولؐ کی خوشنودی کے لئے سینہ سپر ہو جانا) اپنے گھر پر ستر سال کی نماز سے افضل ہے۔ نماز افضل ترین عبادت ہے لیکن کفار کے ہجوم کے وقت جہاد اس سے بہت زیادہ افضل ہو جاتا ہے۔

پیران عظام ر اللہ ان کے درباروں، درسگاہوں کو رہتی دنیا تک منبع تحصیل

فیوض و برکات بنائے رکھے) اہلِ سلوک کو ذکرِ خفی کا بھی حکم فرماتے ہیں۔ ذکرِ خفی کی یہ تعریف ہے کہ آواز سے ذکر نہ ہو بلکہ منہ بند ہو، دل و دماغ یعنی رغبت کے ساتھ زبان حلق کے ساتھ دانتوں سے پیوستہ حصہ سے مل کر اللہ اللہ کہتی رہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے حضورؐ پاک کا ارشاد نقل ہے کہ "جس ذکر کو فرشتے بھی نہ سن سکیں وہ اس ذکر پر جس کو وہ سنیں ستر درجے بڑھا ہوا ہے" یعنی ذکرِ خفی۔

ایک حدیث پاک میں ارشادِ باری آتا ہے کہ جس شخص کو اللہ کے ذکر نے دعا سے روک دیا (یعنی اتنا محوِ ذکر ہوا کہ دعا مانگنا بھی یاد نہ رہا یا وقت کی قلت کی وجہ سے دعا پر ذکر کو ہی ترجیح دی) اس کو (اللہ) دعائیں مانگنے والوں سے افضل عطا کرے گا۔

حضرت عائشہ رضؓ صدیقہ سے یہ فرمان بھی نقل ہے کہ دن قیامت جب مخلوق حساب کے لئے جمع ہو گی کِراماً کاتبین اعمالنامے لے کر آئیں گے ان سے پوچھا جائے گا کہ فلاں بندہ کے اعمال دیکھو کچھ (اجر) اور باقی ہے ملائکہ عرض کریں گے ہم نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جو لکھی نہ ہو اور محفوظ نہ ہو تو ارشادِ باری ہو گا کہ ہمارے پاس اس کی ایسی نیکی باقی ہے جو تمہارے علم میں نہیں اور وہ میرا ذکرِ خفی ہے

جیسا کہ پہلے نمبر ۱۱ پر عرض کیا جا چکا ہے اسی طرح پھر قوم و ملت کے ہر بہن بھائی سے التماس ہے کہ جہاد کے حکم صادر ہوتے تک ہر طرح سے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں اور اس وقت تک اپنے اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے میں اپنی کرتوتوں پر بھی توبہ استغفار اور ذکرِ الٰہی کی خوب مشق کر لیں کہ آپ بھی ذاکرین میں شامل ہو جائیں آمین۔ جس بستی پر عذابِ الٰہی مقدر ہو جائے، اس بستی میں سے ایک بچہ مسجد میں جا کر سورہ فاتحہ پڑھ دے تو اللہ تعالیٰ اپنی شانِ کریمی سے اس عذاب کو چالیس برس تک ٹال دیتا ہے

(تفسیر کبیر)

:ا بندالو اس کا ذکر ہے ہی، قرآن پاک کی تلاوت اس میں غور وفکر، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا صدقہ خیرات اس کے محبوبؐ پہ درود بھیجنا دینیات کا مطالعہ اور اس کا شغف رکھنا کہ دین سیکھا جائے اور سیکھایا جائے۔ اپنے نزدیک یہ سارے انواع ذکر اللہ ہی ہیں ۔

عبداللہ بن بُسر سے روایت ہے کہ ایک شخص حضورؐ سرورِ دو عالمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احکام تو شریعت کے بہت سے ہیں مجھے کوئی چیز ایسی بتا دیجئے جس کو میں اپنا دستور اور مشغلہ بنالوں حضورؐ اکرم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ذکر سے تو ہر وقت رطب اللسان رہے (یعنی اللہ کے ذکر سے زبان تر رہے)

ذکر کے چند فضائل تبرکاً پیشِ خدمت ہیں۔ "ذکر" اللہ جل جلالہ کی خوشنودی کا سبب ہے غم دوراں سے نجات دلاتا ہے۔ ذکر اللہ و رسولؐ کی محبت کا دروازہ ہے اس سے اسرار معرفت کھلتے ہیں۔ ذکر دل کے لئے اتنا ضروری ہے جتنا کہ مچھلی کے لئے پانی۔ ذکر خواہشات اور غفلت سے زنگ آلود دل کو صاف کرتا ہے جو ذکر اذکار بندہ کرتا ہے۔ پاکیزہ کلمات بارگاہِ الٰہی میں پہنچ کر عرش کے چاروں طرف بندہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ ذکرِ اللہ عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے۔ رحمت کے اترنے کا سبب ہے۔ ذکر کی برکت سے زبان غیبت، چغلخوری جھوٹ، بدگوئی اور لغویات سے محفوظ کر دی جاتی ہے اور ذاکر کو سعید یعنی نیک بخت بنا دیا جاتا ہے۔ ذکر سے ذاکر کا دِل منور ہو جاتا ہے اس کا نور دنیا میں بھی، قبر میں بھی اس کے ساتھ ہے اور آخرت میں پل صراط پر بھی ذاکر کے آگے ہے جنت میں گل و گلزار صرف اللہ کے ذکر سے ہی ہیں وگرنہ جنت چٹیل میدان ہے، ارشاد باری تعالٰے ہے کہ جب تک میرا بندہ میرا ذکر کرتا رہتا ہے میں

اس کے ساتھ رہتا ہوں ذکر۔ غلاموں کے آزاد کرنے، مال کے خرچ کرنے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے مترادف ہے۔ ایک حدیث میں روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں التجا کی کہ اے اللہ تیری شان کے مناسب شکر کس طرح ادا ہونا چاہیئے۔ رب العزت سے جواب ملا کہ موسیٰ ع تیری زبان ہر وقت ذکر کے ساتھ تر و تازہ رہے۔ ذکر دل کی سختی کو نرمی میں تبدیل کر دیتا ہے اور دل کی بیماریوں کا علاج ہے ذکر کی کثرت سے افضل کوئی عمل نہیں اور اس کی کثرت سے ہر عبادت محبوب ترین بن جاتی ہے۔ قبولیت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ ذکر کی بدولت ہر مشقت آسان اور ہر دشواری سہل ہو جاتی ہے۔ ہر بار گراں میں تخفیف کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں اور مصائب زائل ہو جاتے ہیں اور مولائے کریم انعام و اکرام ظاہر کرنا شروع کر دیتے ہیں خوف و ہراس کے زائل کرنے میں اللہ کے ذکر کو خصوصی دخل حاصل ہے۔ اور یہ کہ ذکر جہنم کے لئے آڑ ہے۔ مزید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ، کا پاک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تو صبح اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کر لیا کر میں درمیانی حصہ میں تیری کفایت کروں گا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر کیا کرو وہ تیری مطلب براری میں معین ہو گا۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بے حد پیارا ارشاد باری بیان فرماتے ہیں" اے انسان سب دھندوں سے فارغ ہو کر میری عبادت کر، میں تیرا سینہ بے پروائی سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو تجھ سے دور کر دوں گا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیرے دونوں ہاتھ کام کاج میں مصروف کر دوں گا اور تیری محتاجی کو کبھی نہیں ہٹاؤں گا۔" (ترمذی)

سب ذکر و اذکار میں کلمہ طیبہ اور لآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کو عظمت و قبولیت حاصل ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص کے ننانوے ۹۹ دفتر اعمال

(جبکہ ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا جتنا کہ حدِ نگاہ) ایک کاغذ کا پرزہ تولا جائے گا جس پر لکھا ہوگا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو ننانوے دفتر دل کے بالمقابل، توحید اور رسالت کے اقرار کا پروانہ تول میں زیادہ وزنی ہوگا۔ ماشاء اللہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن جن لوگوں کی میں شفاعت کروں گا ان میں زیادہ خوش نصیب وہ شخص ہوگا جس نے خالص دل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا ہوگا (بخاری) الحمد للہ

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جب لوگ بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں تو فرشتے ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور ان کے دلوں میں تسلی اور اطمینان ہو جاتا ہے اور اللہ اپنے پاس والوں سے ان کا ذکر کرتا ہے (مسلم)

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ کے عذاب سے بچانے والا خدا کے ذکر سے بڑھ کر اور کوئی عمل نہیں ہے۔ (مالک)

حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بستر پر پاک وصاف ہو کر لیٹے اور پھر لیٹے ہوئے ہی (خدا کی یاد شروع کرے اور یاد کرتا کرتا سو جائے یعنی اللہ اللہ، سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وغیرہ) تو رات کو جب کروٹ بدلے گا اس وقت جو بہتری دنیا و آخرت کی اپنے لئے مانگے گا خدا اسے عطا فرمائے گا۔ (ترمذی)

ذکر اللہ، قرآن پاک کی تلاوت، نماز، روزہ، صدقہ خیرات مال کی زکوٰۃ اپنی اپنی جگہ اپنے مخصوص اوقات پر سب ذکر اللہ کی لڑی میں ہی شامل ہیں

مثلاً صدقہ خیرات، خدا کی یاد ہے تو اس کی توفیق سے آپ کوئی نیکی کر لیتے ہیں ورنہ اللہ کی طرف رجوع نہ کرنے سے کفار کو توفیق کیوں نہیں ہوتی!

اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے جن میں سے ایک نماز قائم کرنا ہے حضورؐ پاک نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بتلائی ہے۔

حضرت جابرؓ سے رسول معظم و مکرم کا ارشاد نقل ہے کہ پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے کہ کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو جس کا پانی جاری ہو اور بہت گہرا ہو اور وہ (یعنی نمازی) اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے (مسلم)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ کو جب کوئی سخت کام پیش آتا تو آپ جلدی نماز کی طرف متوجہ ہوتے (دُرِّ منثور)

جنگ خیبر میں فتح کے بعد ایک صحابیؓ فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ یا رسولؐ اللہ مال غنیمت لوگ خریدتے رہے فروخت کرتے رہے۔ آج کی خرید و فروخت میں مجھے اس قدر نفع ہوا ہے کہ شاید ساری جماعت میں سے کسی کو بھی نہ ہوا ہو۔ ابرِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں بہترین نفع کی چیز بتاتا ہوں۔ وہ فرض نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لینا ہے (ابوداؤد)

حضورؐ اکرم کا نجد کی طرف جہاد کے لئے بھیجا ہوا لشکر تھوڑی مدت میں بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوا تو لوگوں کو تعجب ہوا۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ صبح کی نماز میں جماعت کے ساتھ شریک ہوں۔ آفتاب نکلنے تک وہیں بیٹھے رہیں (تلاوت یا ذکر اذکار، یا وظائف میں مشغول رہیں) جب تکروہ وقت گزر جائے جو تقریباً بیس منٹ رہتا ہے، جس میں نماز یا سجدہ درست نہیں۔ سورج نکل آنے پر دو رکعت نماز اشراق پڑھیں۔ یہ لوگ بہت تھوڑے وقت میں زیادہ دولت کمانے والے ہیں۔ ماشاء اللہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہوگئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال دولت چھین لیا گیا ہو (احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد رقم کرتے ہیں کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد میں نماز کے لئے جائے وہاں پہنچ کر اسے معلوم ہو کہ جماعت ہو چکی تو پھر اس شخص کو جماعت کی نماز کا ثواب ہوگا اور اس ثواب کی وجہ سے ان لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی جنہوں نے با جماعت نماز پڑھی ہے (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر لوگ جان لیں جو کچھ اذان اور صف اول میں اجر و ثواب ہے اور پھر بجز قرعہ اندازی کے کوئی اور چارہ کار نہ ہو تو بلاشبہ قرعہ اندازی کرنے لگیں (بخاری و مسلم)

حضرت شفیق بن عبداللہ تابعی فرماتے ہیں کہ رسول برحق صلی علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اعمال میں سے کسی عمل کے ترک کر دینے کو کفر خیال نہیں کرتے تھے مگر نماز کو دکہ اس کا ترک ان کے نزدیک کفر تھا، احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ترک صلوٰۃ بہت بڑا گناہ ہے اور تارکِ صلوٰۃ کفر کی حد کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک تارکِ صلوٰۃ کا قتل کرنا واجب ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایسے شخص کو قید کرنا اور مارنا واجب و ضروری ہے حتیٰ کہ توبہ کرلے اور نماز پڑھنا شروع کر دے۔

جس طرح اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ (الکہف ۱۸/۱۰۹) اے میرے حبیبؐ فرما دیجئے اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کے لکھنے کے لئے سیاہی ہو جائیں تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں سمندر ختم ہو جائیں اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لائیں، اسی طرح مجھ جیسے طالب علم کے لئے نماز کے

بارے میں فضیلت، فیوض و برکات کا احاطہ کرنا محال ہے (سورۃ لقمان ۱۳۱ پر بھی ایسا ہی ذکر خیر ہے) اسی پہ ہی اکتفا کرتا ہوں۔

حدیثِ قدسی کا مفہوم ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا اتنا مقرب بن جاتا ہے کہ باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کی آنکھیں، کان، ہاتھ، پاؤں اور زبان بن جاتا ہوں کہ جن سے دیکھتا، سنتا، پکڑتا، چلتا اور بولتا ہے۔ (اس کا مطلب یہ نہیں کہ بندہ خدا بن جاتا ہے۔ بلکہ ذاتِ الٰہی کا مظہر اتم بن جاتا ہے)

اس بارے میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک فرماتے کہ اے ابوذرؓ اگر تو صبح جا کر ایک آیت کلام اللہ کی سیکھ لے تو نوافل کی سو رکعات سے افضل ہے۔ اور اگر ایک باب علم کا سیکھ لے خواہ اس وقت وہ معمول بہ ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعات نفل پڑھنے سے بہتر ہے (ابن ماجہ) (اب آپ اندازہ کیجئے کہ تبرکاً جو ذکر اللہ کا حوالہ دیا گیا اُس سے افضل اس کا کوئی قائم مقام نہیں لیکن مذکورہ بالا حدیث سے کلام اللہ کا سیکھنا اپنی جگہ نوافل سے کہیں افضل ہے۔) ماشاء اللہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رب العزت کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں کسی جگہ عذاب بھیجنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر وہاں ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو مسجدوں کو آباد کرتے ہیں اللہ تعالےٰ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں آخیر راتوں میں استغفار کرتے ہیں تو عذاب کو موقوف کر دیتا ہوں الحمد اللہ۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ نبیؐ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کوئی منظر قبر سے زیادہ گھبراہٹ وحشت والا نہیں دیکھا اور یہ کہ قبر جنت کا ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا۔ یہ بات یہاں قابل ذکر ہے کہ عذاب قبر نہایت سخت چیز ہے لیکن اپنے رب کریم کا ذکر اذکار بندۂ بے بس کا قبر میں بھی مونس و ہمدم ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ مردہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے جو لوگ ساتھ گئے تھے ابھی واپس بھی نہیں ہوتے کہ منکر نکیر امتحان کے لئے آتے ہیں۔ نماز مومن کے سر کے قریب، زکوٰۃ دائیں جانب، روزہ بائیں طرف (جہنم کی کھڑکی کے آگے ڈھال بن کر حائل ہو جاتا ہے) اور جتنے بھلائی کے کام کئے تھے وہ پاؤں کی جانب ہو جاتے ہیں اور ہر طرف سے اس کا احاطہ کر لیتے ہیں اور فرشتے دور ہی سے کھڑے ہو کر سوال کرتے ہیں۔

متعدد روایات میں بیشتر سورتوں کے فضائل آئے ہیں۔ تبرکاً عرضِ خدمت ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ سورۃ یٰسین میرے ہر امتی کے دل میں ہو۔ سورۃ الم سجدہ اور سورۃ تبارک الذی کے بارے میں حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑتی ہیں میت پر اپنے پر پھیلا دیتی ہیں اور میت کی شفاعت کرتی ہیں۔

(درود پاک کی صورت میں) حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ایک طرح اللہ کی یاد بھی ہے۔ کہ آپ درود اور صلوٰۃ وسلام کے نذرانے بارگاہِ الٰہی میں پیش کرتے ہیں جو اللہ اپنے حبیبؐ کے در دولت پر خوشی سے پہنچاتا ہے۔ مشاہدہ کے طور پر بھی دنیا نے آزما کر دیکھ لیا کہ رب العزت کو سجدہ کرنے کے بعد اگر کوئی افضل ترین عبادت ہے تو درود شریف ہے اللہ اور اس کے ملائکہ اس پاکیزہ عمل پر (یعنی درود پاک پڑھنے پر) انتہائے دنیا تک مداومت رکھیں گے یعنی قائم دائم رہیں گے، ہر زماں، ہر مکاں ایسی کوئی ساعت نہیں جبکہ حضورِ انورؐ کی فرش و عرش پر یاد تازہ نہ ہو! اس دنیا کے فنا ہونے کے بعد بھی اللہ اپنے محبوب نبیؐ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتا رہے گا۔ دو فرشتے بندہ مومن کے ہونٹوں پر صرف اس عمل کے ہی منتظر رہتے ہیں کہ کب بندہ حضورؐ اقدس کی ذاتِ گرامی پر درود بھیجے اور ملائکہ حضورؐ کے

در دولت پر پیش کریں۔ جو شخص درود پڑھنا بھول گیا وہ ایسا ہے گویا کہ جنت کے رستہ سے بھٹک گیا۔ جس طرح انبیاء علیہ السلام اپنی قبور مطہرات میں زندہ ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ بات حرام کر دی ہے کہ ان کے پاک و منزہ جسموں کو کوئی نقصان پہنچائے۔ اسی طرح سرورِ دو عالم اپنے روضۂ جنت میں زندہ جاوید ہیں اسی لئے آپؐ فرماتے ہیں کہ جس نے میرے دولت کدہ کی زیارت کی میرے اوپر اس کی شفاعت کرنا لازم ہو گیا۔ جس نے حج کیا اور میرے درِ دولت پر حاضر نہ ہوا اس نے میرے ساتھ جفا کی۔ جو شخص آپؐ کی ذات بابرکات پہ ایک بار درود پڑھتا ہے۔ اللہ اس پہ دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کی دس خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اور اس کے دس درجات بلند کر دئے جاتے ہیں (نسائی)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت مجھ پہ دس مرتبہ اور شام کے وقت دس مرتبہ درود شریف پڑھا اس کو قیامت کے روز میری شفاعت نصیب ہو گی (طبرانی فی الکبیر)

شافع محشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مجھ پہ ایک بار درود پڑھا اس پہ اللہ دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پہ دس بار درود پڑھتا ہے اس پہ اللہ سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "نفاق سے آزادی" (جہنم کی) آگ سے آزادی لکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ دن قیامت اس کو شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔ (طبرانی)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص مجھ پہ (یعنی رسولِ مقبولؐ پر) ایک بار درود بھیجتا ہے میں اس پہ (یعنی حضور اکرمؐ) اس پہ دس بار درود بھیجتے ہیں ماشاء اللہ تیس اور دس یعنی چالیس تو اتفاقیہ ہوئے کثرت سے خلوص کے ساتھ درود پڑھنے کی سعادت اور شرف حضورؐ کی زیارت اور مزید دنیاوی اور روحانی عطاؤں

سے کب خالی ہے۔ امام مستغفریؒ سے حضورؐ کا ارشاد نقل ہے کہ جو کوئی ہر روز مجھ پر (یعنی رسولؐ اکرم پر) سو بار درود بھیجے اس کی سو حاجتیں پوری کی جائیں گی تیس دنیا کی اور ستر آخرت کی۔ اللہ اللہ۔

وجہ تسکین دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جو کوئی نزدیک سے (یعنی حضور کے دولت کدہ کے پاس سے) درود پاک پڑھتا ہے حضورؐ اکرم اسے اپنے گوش مبارک سے سنتے ہیں اور جو کوئی دور سے، (خواہ جہان بھر کے کسی حصہ سے کیوں نہ ہو) درود پڑھے وہ مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے اور (کمال بات یہ ہے) آپؐ فرماتے ہیں درود پڑھنے والا خواہ قریب سے پڑھے یا دور سے۔ درود پڑھنے والے کا ہر دو صورتوں میں (حضورؐ اقدس) میں جواب ضرور دیتا ہوں اللہ اکبر

آپؐ اصحابہؓ کبار کو بھی کثرت سے درود پاک پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ علامہ سخاویؒ نے امام احمد کی روایت سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حبیبؐ کبریا کی خدمت میں عرض کیا یا رسولؐ اللہ اگر میں اپنے سارے وقت کو، آپ پر درود کے لئے وقف کر دوں تو کیسا ہوگا حضورؐ اکرم نے فرمایا ایسی صورت میں حق تعالیٰ تیرے دنیا و آخرت کے سارے فکروں کی کفایت فرمائے گا الحمد اللہ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہؓ سے خوش ہو کر ایک بار فرمایا مانگو کیا مانگتے ہو حضرت ربیعہؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ جنت میں آپؐ کی رفاقت۔ حضور انور نے ایک اور صحابیؓ سے بھی فرمایا کہ قیامت میں تم اس کے ساتھ ہوگے جس سے محبت رکھتے ہوگے یعنی آدمی کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہے۔ تو اللہ کے حبیبؐ سے محبت رکھنے والے انشاء اللہ ایسے ہی نوازے جائیں گے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص مجھؐ پر کثرت سے درود پڑھنے والا ہوگا وہ مجھؐ سے (قیامت کے دن)

سب سے زیادہ قریب ہوگا۔

جمعہ کے دن (جیساکہ اس دن کو سید الایام کہا جاتا ہے) حضورؐ پرنور نے کثرت سے درودِ پاک پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے کہ وہ ہدیہ فوراً آپؐ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ ابوہریرہؓ سے حضورؐ پاک کا ارشاد منقول ہے کہ مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر گزرنے کے وقت نور ہے اور جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر ۸۰ بار درود بھیجے اس کے ۸۰ برس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ اور جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے دن قیامت اس کے ساتھ ایک ایسی روشنی آئیگی کہ اس روشنی کو اگر ساری مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو سب کو کافی ہو جائے۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان نے جمعہ کے دن مجھ پر دو سو مرتبہ درود شریف پڑھا اس کے دو سو برس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں (دیلمی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان نے مجھ پر ایک دن میں ایک ہزار مرتبہ درود شرف پڑھا وہ اسوقت تک نہیں مرے گا جب تک دنیا کی زندگی میں اپنی آنکھوں سے اپنا جنت کا ٹھکانا نہ دیکھ لے (ابو حفص)

شیخ ابوسلیمانؒ دارانی سے منقول ہے کہ سب عبادتوں میں مقبول اور نامقبول ہونے کا احتمال ہوسکتا ہے لیکن حضور صلی علیہ وسلم پر درود شریف ماشاءاللہ قبول ہی ہوتا ہے نہ ہی اس کی قبولیت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہے ماشاءاللہ روایت ہے کہ قیامت میں ایک مومن کی نیکیاں کم پڑجائیں گی۔ جناب رحمۃ اللعالمین ایک پرچہ برابر انگشت کی برابر نکال کر اپنے دستِ شفقت سے میزان میں رکھ دیں گے۔ جس سے اس کی نیکیوں کا پلڑہ بھاری ہو جائے گا

مومن پوچھے گا (استفسار کرے گا) حضورؐ فرمائیں گے یہ تیرا درود پاک پڑھا ہوا میرے پاس موجود تھا تیری حاجت کے وقت میں نے تجھے ادا کر دیا۔ باری تعالٰی ہم سب کو بھی یہ شرف عنایت فرمائے۔

بعض صحابہ کرامؓ سے روایت ہے کہ جس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر ہو اور درود وسلام پڑھا جاتا ہو اس وقت اس جگہ سے ایسی تیز خوشبو اٹھتی ہے کہ ساتوں آسمانوں کو چیر کر عرشِ الٰہی تک پہنچ جاتی ہے اور اسی طرح (جنات اور انسانوں کے سوا) سب مخلوق کو معطر کر دیتی ہے سب کے سب اس مجلس والوں کے لئے مغفرت مانگتے ہیں اہل مجلس کے لئے بے شمار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور درجات بلند کئے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رات کو ایک عجیب منظر دیکھا کہ ایک شخص پل صراط کے اوپر کبھی تو گھسٹ کر چلتا ہے کبھی گھٹنوں کے بل چلتا ہے کبھی کسی چیز میں اٹک جاتا ہے۔ اتنے میں اس شخص کا مجھ پر درود پڑھنا پہنچا (اور اس درودِ پاک نے) اس کو کھڑا کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ پل صراط سے گزر گیا۔ (الحمد اللہ)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو قوم کسی مجلس میں بیٹھتی ہے پھر وہ اللہ کے ذکر اور حبیبؐ کبریا پر درود سے پہلے مجلس برخاست کر دیں تو ان پر قیامت تک حسرت رہے گی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ایسی مجلس جس میں حضورؐ پر درود نہ پڑھا گیا ہو تو مجلس ان پر وبال ہوتی ہے۔

حضرت جابرؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی منقول ہے کہ جب لوگ کسی مجلس سے بغیر اللہ کے ذکر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے اٹھ بیٹھیں تو یہ عمل ایسا ہے جیسا کسی سڑے ہوئے مردار جانور پر سے اٹھے ہوں۔

نیک دعائیں، آرزوئیں، امنگیں اور حاجتیں، اول و آخر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود پاک پڑھنے کے طفیل جلد قبولیت کے شرف کو پہنچ جاتی ہیں۔ الحمد اللہ ذکر اللہ، تلاوت قرآن پاک، نماز، ورود، درود پاک اور نافع وظائف بندہ مومن میدان کارزار میں بھی جاری ساری رکھ سکتا ہے۔ ان کے علاوہ روزمرہ کی زندگی میں نیک کاموں پہ مداومت کے بیشتر لمحہ بہ لمحہ مواقع بھی ہیں جن کا یہاں اندراج کرنا مشکل ہے

اے مولائے کریم تیرا کس زبان سے کیونکر اور کن الفاظ سے شکریہ ادا کریں کہ امت مسلمہ کے لئے تیرے انعام و اکرام کے حصول کی راہیں ہر آن ہر سمت کھلی ہیں تجھے تیری شان کریمی اور تیرے حبیبؐ کا واسطہ امت مسلمہ کو بصیرت بھی عنایت فرما کہ دونوں جہانوں کی دولت سے مالا مال ہو جائیں۔ دن قیامت تیرے دربار میں ایسے حاضر ہو سکیں کہ تیرا پیارا محبوبؐ اپنے امتیوں پر فخر کرے آمین (اسی پر اکتفا کرتا ہوں)

مجاہد کے لئے

(۲۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رقم فرماتے ہیں کہ کوئی زخمی نہیں جو خدا کے راستے میں زخمی کیا گیا ہوگا مگر قیامت کے دن ایسے حال میں آئے گا کہ اس کے بدن سے خون بہتا ہوگا جس کا رنگ تو خون کا ہوگا مگر خوشبو مشک کی ہوگی - (بخاری و مسلم)

حضرت معاذؓ بن جبل سے نقل ہے کہ اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو مسلمان تھوڑی دیر بھی، خدا کے راستہ میں جہاد کرتا ہے اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو خدا کے راستہ میں کچھ زخمی کر دیا گیا یا کوئی خراش

وغیرہ لگ گئی تو قیامت کے دن اسے تر و تازہ جیسا کہ وہ تھا ایسا ہی لے کر حاضر ہوگا جس کا رنگ زعفران کا رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی (ترمذی، ابوداود)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص ہتھیاروں سے سجا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ پہلے جہاد کروں یا اسلام قبول کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ پہلے اسلام قبول کرو، پھر جہاد کرو چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا اور پھر جہاد کیا حتیٰ کہ شہید کر دیا گیا اس پر (رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کام کم کیا اور ثواب زیادہ دیا گیا (مسلم، بخاری)

آل عمران ۱۴۶ اور بہت سے نبی ہوئے ہیں جن کے ساتھ ہو کر اکثر اہل اللہ (خدا کے دشمنوں سے) لڑے ہیں۔ تو جو مصیبتیں ان پر راہ خدا میں واقع ہوئیں ان کے سبب انھوں نے نہ تو ہمت ہاری اور نہ بزدلی کی نہ (کافروں سے) دبے اور خدا استقلال رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۱۴۷ اور اس حالت میں ان کے منہ سے کوئی بات نکلتی تو یہی کہ اے پروردگار ہمارے گناہ اور زیادتیاں جو ہم اپنے میں کرتے رہے ہیں معاف فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرما (آمین)

۱۴۸ تو خدا نے انہیں دنیا میں بھی بدلہ دیا اور آخرت میں بھی بہت اچھا بدلہ (دیگا) اور خدا نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے۔

النساء ۴/۷۵، ۷۶، (نمبر ۱ ملاحظہ فرمادیں) ۴/۹۵، ۹۶ (نمبر ۱ ملاحظہ فرمادیں)

الانفعال ۸/۱۵ اے اہل ایمان جب میدان جنگ میں کفار سے تمہارا مقابلہ ہو تو ان سے پیٹھ نہ پھیرنا۔

۱۶ اور جو شخص ایسے موقع پر کافروں سے پیٹھ پھیرے گا تو (سمجھنا) کہ وہ اللہ کا غضب لے کر پھرا اور آخر کار اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے مگر ہاں،

لڑائی کے لئے کنی کاٹتا ہو یعنی لڑائی کا ہنر کرتا ہو یا اپنی فوج کے لوگوں میں جا شامل ہونے کے لئے (کافروں کے سامنے سے) ٹل جائے تو مضائقہ نہیں۔ رسول مقبولؐ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو دس باتوں کی وصیت فرمائی جن میں سے ایک یہ ہے کہ کافروں کے مقابلہ میں لڑائی سے نہ بھاگنا خواہ سب ساتھی شہید ہو جائیں دوسرے یہ کہ اگر کسی جگہ وبا پھیل جائے جیسے طاعون وغیرہ وہاں سے بھی نہ بھاگنا۔

۴۵ (نمبر ۲۰ ملاحظہ فرماویں)

۶۵، ۱ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دیجئے اگر تم میں بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو ہزار پر غالب رہیں گے۔ اس لئے کہ کافر ایسے لوگ ہیں کہ کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے۔

۶۶۔ اب خدا نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا اور معلوم کر لیا کہ (ابھی) تم میں کسی قدر کمزوری ہے۔ پس اگر تم میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے اور خدا ثابت قدم رہنے والوں کا مددگار ہے۔ ماشاءاللہ

غزوہ تبوک کا کچھ ذکر (۳) پر کیا گیا۔

التوبۃ $\frac{9}{117}$ بے شک خدا نے پیغمبرؐ پر مہربانی کی اور مہاجرین اور انصار پر باوجود اس کے کہ ان میں سے بعضوں کے دل جلد پھر جانے کو تھے۔ مشکل کی گھڑی میں پیغمبرؐ کے ساتھ رہے پھر خدا نے ان انصار پر مہربانی فرمائی بے شک وہ ان پر نہایت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہے۔

۱۲۰، (نمبر ۱۱ پہ ملاحظہ فرماویں)

النور $\frac{24}{62}$ (نمبر ۱۴ ملاحظہ فرماویں)

العنکبوت $\frac{29}{69}$ اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی (جہاد کیا) ہم ان

کو ضرور اپنے رستے دکھائیں گے اور خدا تو نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

محمد ۴۷ ۳۵ پس تم ہمت نہ ہارو اور (دشمنوں کو) صلح کی طرف نہ بلاؤ اور تم تو غالب ہو اور خدا تمہارے ساتھ ہے وہ ہرگز تمہارے اعمال کو کم (اور گم) نہیں کرے گا۔

(الفتح ۴۸) ۱ (اے نبیؐ) ہم نے آپؐ کو فتح دی، فتح بھی صریح و صاف۔

۲۔ تاکہ خدا آپؐ کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور آپؐ پر اپنی نعمتیں پوری کر دے اور آپؐ کو سیدھے رستے چلائے

۳۔ اور خدا آپؐ کی زبردست مدد کرے۔

۴۔ وہی اللہ تو ہے جس نے مومنوں کے دلوں پر تسلی نازل فرمائی تاکہ ان کے ایمان کے ساتھ اور ایمان بڑھے اور آسمانوں اور زمین کے لشکر (سب) خدا ہی کے ہیں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے،

۱۴۔ اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کی ہے وہ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۹۔ محمدؐ خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے [illegible] ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (خدا کے آگے) جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور خدا کا فضل اور خوشنودی طلب کر رہے ہیں (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جلائے۔ جو ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہے۔ الحمد اللہ

المجادلۃ ۵۸/۲۱ خدا کا حکم ناطق ہے کہ میں (یعنی اللہ) اور میرے (یعنی اللہ کے) پیغمبر ضرور غالب رہیں گے بے شک خدا زور آور (اور) زبردست ہے۔

الصف ۶۱/۴ جو لوگ خدا کی راہ میں (ایسے طور پر) پرے جما کر لڑتے ہیں کہ گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں وہ بے شک محبوب کردگار ہیں۔

حضور اکرم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مجاہد یعنی جہاد کرنے والا وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے (ترمذی)

حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت کی شناخت خدا کے راستے میں جہاد ہے (ابو داؤد)

حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ تین شخصوں کی مدد کرنا اللہ پر حق ہے (۱) جو اللہ کے واسطے جہاد کرے (۲) اس دستاویز کے لکھانے والے کی جو اپنے عہد کے پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اور (۳) اس کی جو حرام سے بچنے کی غرض سے نکاح کرے (نسائی)

حضرت عمیرؓ بن الحمام نے جنگ بدر میں جب کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے صحابہؓ کو ارشاد فرماتے سنا کہ اٹھو اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان و زمین سے کہیں زیادہ ہے اور جو کہ متقیوں کے لئے بنائی گئی ہے اس کی طرف بڑھو، آپؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میری بھی یہی تمنا ہے کہ میں بھی ان میں سے ہوتا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا تم بھی ان میں سے ہو۔ خوشی میں کھجوریں کھانے لگے۔ ابھی کھجوریں ختم نہ کر پائے تھے کہ فرمانے لگے، ان کے ختم ہونے تک کی زندگی بھی طویل عرصہ ہے اتنا انتظار کون کرے۔ یہ جملہ پورا کرتے کرتے کھجوریں ہاتھ سے پھینک دیں تلوار سونت کر شیر صفت کفار کے جمگھٹے میں گھس گئے اور جام شہادت پینے تک مقابلہ میں ڈٹ کر انتہائی ثابت قدمی کا ثبوت دیا۔

عمیرؓ ابی اللحم کے غلام ہیں۔ جہاد کے شوق سے اپنے سرداروں کی معرفت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر جنگ خیبر میں شریک ہوئے۔ حضورؐ نے ان کو ایک تلوار بھی عطا فرمائی جو گلے میں ڈال کر بھی، قد چھوٹا ہونے کی وجہ سے زمین پر گھسٹتی تھی، سبحان اللہ چھوٹی عمر میں یہ جذبہ جہاد!۔

عمیرؓ بن ابی وقاص حضرت سعدؓ بن وقاص کے چھوٹے بھائی ہیں۔ جب لشکرِ اسلام کی مقام بدر کی طرف روانگی ہونے لگی تو سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عمیرؓ کو چھپتے ہوئے دیکھ کر تعجب سے پوچھا کیوں چھپ رہے ہو جواب دیا اس لئے کہ حضور اکرم دیکھ لیں گے اور بچہ سمجھ کر شمولیت کے شرف سے محروم فرمادیں گے مجھے تمنا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی شہادت نصیب فرمائے۔ ان کا یہ کھٹکا درست تھا۔ جب حضورؐ نے لشکر کا معائنہ فرمایا تو ان کو کم سنی کی وجہ سے قبول نہ فرمایا۔ ان سے تحمل نہ ہو سکا رونے لگے۔ حضورؐ نے ذوق و شوق اور رونے کی اطلاع پاکر اجازت عطا فرمائی بدر میں ہی جام شہادت نوش فرمایا سعدؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت ان کا قد تلوار سے بھی چھوٹا تھا۔ اللہ اللہ یہ عالم ان کے شوق شہادت کا!

کون سی چیز کم سِن بچوں کو جہاد کے لئے مدعو کرتی تھی وہ یہی ہے کہ اطاعتِ فرمان نبیؐ کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث سمجھتے تھے لہذا جان قربان کردینے سے دریغ نہیں فرماتے تھے۔

خلافتِ عثمانیہ کے دور میں عبداللہؓ بن ابی سرح مصر کے دوسرے حاکم مقرر ہوئے۔ ان کے عہد میں رومیوں نے مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے دو لاکھ کا لشکر جمع کیا۔ عبداللہؓ بن ابی سرح بیس ہزار کی نفری کے ساتھ میدان کارزار میں آنکلے۔ رومیوں کے سربراہ جرجیر نامی نے اعلان کیا کہ وہ عبداللہؓ بن ابی سرح کے قاتل کو ایک لاکھ دینار انعام دے گا اور اپنی لڑکی کی شادی بھی اس بہادر قاتل سے

کر دے گا۔ سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اس اعلان سے بعض مسلمانوں کو فکر بھی ہوا
یہ بات جب عبداللہ بن زبیرؓ تک پہنچی تو انھوں نے کہا فکر کی کوئی بات نہیں۔
ہماری طرف سے بھی اعلان ہونا چاہیئے کہ جو رومی جرجیر کو قتل کرے اس کی بیٹی کا
نکاح اس مجاہد سے کیا جائے گا اسے ایک لاکھ دینار انعام کے عطیہ کے ساتھ
اسے ان شہروں کا امیر بھی مقرر کیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے دیر تک مقابلہ کا جائزہ لیا۔ جرجیر کو رومی لشکر کے
پیچھے چند خادماؤں کے ساتھ مور کے پروں کے سایہ میں دیکھا۔ آپؓ لشکر
سے کنی کاٹتے ہوئے ایسی سمت سے جرجیر کی طرف بڑھتے گئے جس سے اس
نے کسی صلح نامہ کی پیش کش کا گمان کیا مگر آپؓ نے اس کے پاس جا کر اس کا
سر قلم کرنے میں کمال پھرتی کی اور اسے نیزے پر ٹانگ کر اٹھا لائے عمر اس
وقت چوبیس برس تھی۔ یہ ہے مرد مجاہد کی فراست جو خلوص نیت سے پیدا ہوتی ہے
حضورؐ سرورِ دو عالم جب لشکر لے کر دشمن کے مقابلہ میں جاتے تو پہلے معائنہ
فرماتے اور ضروریات دیکھتے اور اصلاح فرما دیتے اُحد کے موقعہ پر آپؐ نے بہت
سے بچوں کو جو تقریباً تیرہ چودہ برس کی عمر کے تھے واپس کر دیا۔ حضرت رافعؓ بن خدیجؓ
کو بھی واپسی کا حکم ہوا ان کے والدؓ نے عرض کی کہ یا نبیؐ اللہ رافعؓ تیر چلانا خوب جانتا
ہے یہ خود بھی ایڑیاں اٹھا اٹھا کر کھڑے ہوتے تھے کہ قد لمبا معلوم ہونے کی وجہ سے
اجازت مل جائے حضورؐ نے اجازت فرما دی۔ جناب سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہما
نے اپنے والد مرۃ بن سنانؓ سے کہا کہ مجھے بھی اجازت لے دیں۔ میں رافعؓ سے
قوی ہوں اگر مقابلہ کی اجازت ہو تو میں اسے پچھاڑ دوں حضورؐ نے دونوں کا مقابلہ
کروایا تو سمرۃؓ بن جندبؓ نے رافعؓ کو سچ مچ پچھاڑ دیا انہیں بھی اجازت مل گئی ان
کے ساتھ چند اور کمسن صحابہؓ کو بھی اجازت مل گئی (۲) جنگ احد کی پہلی رات لشکر

کی حفاظت کے لئے حضورؐ کو کوئی دستہ متعین فرمانا تھا لہذا آپؐ نے ارشاد فرمایا ہماری حفاظت کون کرے گا ایک صحابیؓ اٹھے تو آپؐ نے نام نامی دریافت فرمایا ان کے نام بتلانے پر انہیں بیٹھنے کے لئے حکم دیا گیا۔ حضورؐ نے پھر سوال کیا کہ ہماری حفاظت کون کرے گا؟ جو صحابیؓ پہلے اٹھے تھے وہی پھر اٹھے۔ حضورؐ نے ان کا نام پوچھا تو انہوں نے کوئی اور نام بتا دیا جس پر انہیں بیٹھ جانے کا ارشاد ہوا۔ ایک بار پھر حضورؐ نے دریافت فرمایا ہماری حفاظت کون کرے گا؟ یہ صحابیؓ پھر اٹھے ان کا نام پوچھا گیا تو اس بار انہوں نے پہلے دونوں ناموں سے مختلف نام بتایا۔ حضورؐ نے انہیں بیٹھ جانے کی تلقین فرمائی۔ تھوڑی دیر بعد ارشاد ہوا کہ تینوں شخص آجائیں یہ حاضر ہوئے حضورؐ نے پوچھا دوسرے دو ساتھی کہاں ہیں تو یہ کہنے لگے یارسول اللہ تینوں بار میں ہی اٹھا تھا کہ شرفِ قبولیت حاصل کر سکوں حضورؐ نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور یہ رات بھر حضورؐ کے خیمہ کی نگرانی فرماتے رہے۔

تقریباً آدھی عمر ملازمت کے شرف سے مجھے دو باتوں کی اس واقعہ سے اب بھی تمنا رہ گئی جو پوری سروس میں کبھی ذہن تک ہی نہ آئی۔ افسرانِ بالا ہمارے فوجی دستوں کا صبح و شام معائنہ فرماتے۔ واللہ اعلم کبھی کسی نے خیال کیا ہو کہ آج میں اپنے نبی کریمؐ کی سنت ادا کر رہا ہوں؟ چھوٹا درجہ ہونے کی وجہ سے وائے حسرت راتوں جاگ کر پہرے دیئے حفاظتی دستوں میں شامل رہا لیکن کبھی ذہن میں یہ نہ آیا کہ یہ بھی حضورؐ کے صحابہؓ کی اتباع ہے۔ تاہم جو حضرات اب اپنے عہدوں پر فائز ہیں وہ اگر حضورؐ کی سنت سمجھ کر یہ فرائض انجام دیں تو قربِ خداوندی سے نوازے جائیں۔ اتنا ہی ذہن نشین کر لینا ان کے لئے موجبِ خیر و برکت ہو۔ یہاں جنابؐ سرورِ دو عالمؐ کا ارشاد رقم کرتا ہوں۔ آپؐ فرماتے ہیں (۱) وہ آنکھ جو مسلمانوں کی کفار سے حفاظت کرنے میں جاگی ہو (۲) اور وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے

کبھی روئی ہو، اور (۳) وہ آنکھ جو کسی ناجائز چیز (یعنی نامحرم) پر پڑنے سے رک گئی ہو (۴) اور وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں ضائع ہوگئی ہو ان سب آنکھوں پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ الحمد اللہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اس کو محبت ہے۔ ہر صدی، ہر زماں ہر مکاں فنافی الرسولؐ۔ اور فنافی اللہ کیوں سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے نظر آتے ہیں اس کا جواب یہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا اس شخص پر تعجب کرتا ہے جو اس کی راہ میں لڑائی کرے۔ اس کے ساتھی بھاگ جائیں اور وہ اپنے فرض کو ادا کرنے کے واسطے بھاگنے سے باز رہے یہاں تک کہ اس کا خون بہ جائے۔ پس خدا تعالیٰ اپنے فرشتوں کو کہتا ہے کہ میرے بندے کی طرف دیکھو کہ میری محبت کی خاطر قائم رہا۔ یہاں تک کہ اپنا خون بہا دیا۔ گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا (ابوداؤد)

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایک شخص خدا کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا ہے مگر اس کے ذریعے سے دنیاوی مفاد کا بھی خواہشمند ہے فرمایا اسے کچھ ثواب نہیں ہو گا۔ مکرر بلکہ تین بار سوال دہرایا گیا اور یہی جواب ملا کہ کوئی ثواب نہیں ہو گا۔ (ابوداؤد)

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جو خدا کی رضامندی کے لئے کیا جائے اور اس میں امام یعنی حاکم کی متابعت کی جائے اور فساد سے پرہیز کیا جائے اس میں سونے جاگنے اور ہر فعل کا اجر ہے اور جو جہاد فخر، ریا، اور شرارت کی خاطر کیا جائے اور اس میں امام کی نافرمانی کی جائے اور ملک میں فساد کیا جائے۔ اس میں بجائے ثواب کے گناہ حاصل کرنا ہے۔ (ترمذی)

جناب سرورِ دوعالم صلی علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ خدا کی راہ میں ایک دن پہرہ دینا اور جگہوں کے ہزار دن کے پہرے سے بہتر ہے (ترمذی، نسائی)

رسول اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص خدا کے خوف سے رویا ہو۔ اسے دوزخ میں نہیں دھکیلا جائے گا۔ یہ ایسی یقینی بات ہے جیسے دوہا ہوا دودھ تھنوں میں واپس نہیں جا سکتا۔ اور کسی بندے پر اس راہ کا غبار جمع نہیں ہوگا۔ جو اس نے خدا کے واسطے طے کی ہو اور نہ ہی اسے دوزخ کا دھواں لگے گا۔ (ترمذی، نسائی)

اور مجاہدوں کی مدد کرنے کے سلسلہ میں جناب فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے خدا کی راہ میں کسی غازی کو سامان بہم پہنچایا یا اس کے پیچھے اس کے متعلقین کی اچھی طرح خبرگیری کی اس نے بھی گویا جہاد کیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کی امت کے اوصاف (الخمسہ) اللہ کی کتاب میں پاتا ہوں، امتی، اللہ تعالےٰ کی ہر حالت میں خواہ خیر ہو یا شر، ہر بلندی پر اللہ کی تکبیر بیان کرتے ہیں، ہر منزل میں اللہ کی تسبیح پڑھتے ہیں۔ ان کی اذان فضائے آسمانی میں گونجتی ہے۔ نمازوں میں ان کی مناجات کی ہلکی آواز پتھر پر شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ جیسی ہوتی ہے۔ نمازوں میں ان کی صف بندی ملائکہ کی صفوں کی طرح ہوتی ہے اور لڑائیوں کے مواقع میں نماز کی طرح ان کی صفت ہوتی ہے۔ جب یہ اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے جاتے ہیں تو فرشتے ان کے آگے اور ان کے پیچھے سخت نیزہ لئے ہوئے ہوتے ہیں اور جب جاؤنی سبیل اللہ کی صف میں کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ ان پر سایہ کئے ہوئے ہوتا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کر کے تشبیہ دی کہ جس طرح گدھ اپنے گھونسلے پر سایہ کرتا ہے۔ یہ لوگ کبھی لڑائی کے میدان سے بھاگ کر پیچھے نہیں گئے

سورج پر غور رکھیں گے تاکہ اپنے وقت پر پانچوں نمازیں ادا کریں، ماشاء اللہ ان اوصاف میں فی زمانہ کچھ تساہل نظر آتا ہے ہمیں ی کر پھر سے ان اوصاف کو اپنانا ہے اور ان کا خوگر اور عادی بننا ہے کہ کھویا ہوا مقام پھر حاصل کر لیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنہیں شیر خدا کا لقب زیبا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت اور بہادری کا ذکرِ خیر فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں ہم نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ دشمنوں سے ہماری نسبت زیادہ قریب ہیں اور اس روز سب لوگوں سے زیادہ سخت لڑنے والے آپؐ تھے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جب ہنگامہ کارزار گرم ہوتا تھا اور دونوں صفیں مل جاتی تھیں تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں ہو جاتے تھے۔ پس آپؐ کی نسبت دشمن سے زیادہ قریب کوئی نہ ہوتا تھا الحمد اللہ کیوں نہیں آپؐ دونوں جہانوں میں سب کے سردار معلم جو ٹھہرے تو مجاہدوں میں کیونکر صفِ اوّل سے آگے نہ ہوتے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک لڑائی میں جس میں ہم شریک تھے۔ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اکثر جوتا پہنے رہا کرو کیونکہ جب آدمی جوتا پہنے رہتا ہے تو سوار گویا تیار رہتا ہے (مسلم)

رشک یوسفؑ فخر انبیاء رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مضبوط ایمان والا شخص کمزور ایمان والے سے خدا کے نزدیک بہتر اور زیادہ پیارا ہوتا ہے سب نیک کاموں سے اس کام کی حرص اور سعی کر جو تجھے نفع دے اور اس کے سرانجام دینے کے لئے اللہ سے مدد مانگ اگر وقت حائل ہو تو استقلال رکھ اور تھک نہ جا اور اگر کوئی مصیبت آجائے تو یہ نہ کہو اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا بلکہ یہ کہو کہ خدا کی مرضی یہی تھی کیونکہ اگر مگر شیطانی عمل کا دروازہ کھولتا ہے (مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ جو شخص میرے راستے میں جہاد کرنے اور صرف مجھ پر ایمان رکھنے اور میرے
رسولوںؐ کی تصدیق کرنے کی وجہ سے اپنے گھر سے نکلا ہو تو خدا تعالیٰ اس کا ضامن
ہے یا اس کو جنت میں داخل کر دے گا اگر وہ شہید ہو گیا یا اس کو مکان کی طرف
جس سے وہ جہاد کی طرف نکلا ہے کامیاب واپس پہنچا دوں گا ثواب کے ساتھ
یا غنیمت کے ساتھ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی جان ہے کہ وہ کوئی زخم خدا کے راستہ میں نہیں کھائے گا مگر قیامت کے دن اس
حالت میں لے کر حاضر ہو گا جیسا زخم کھانے کے وقت تھا۔ اس کا رنگ خون کا
رنگ ہو گا اور بو مشک کی ہو گی اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان
ہے اگر میںؐ مسلمانوں پر گرانی محسوس نہ کرتا۔ تو میں کسی لشکر سے جو جہاد کر رہا ہے کبھی پیچھے
نہ رہتا لیکن نہ میںؐ خود اتنی وسعت پاتا ہوں کہ سب کو سواری دوں اور نہ مسلمانوں
ہی میں اتنی وسعت ہے اور یہ ان پر گراں ہے کہ میںؐ جہاد پر چلا جاؤں اور وہ مجھؐ
سے پیچھے رہ جائیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔
بے شک میںؐ تمنا رکھتا ہوں کہ خدا کے راستہ میں جہاد کروں اور شہید ہو جاؤں (زندہ
کیا جاؤں) اور پھر جہاد کروں اور شہید ہو جاؤں (اللہ اکبر اشرف الانبیاءؐ کی تمنائے شہادت)
(مسلم)

مومن کے لئے اللہ کی مدد (فتح و نصرت) کا وعدہ

(۳۲)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں (۱) خلوت ہو یا جلوت ہر حال میں اللہ کی
نافرمانی سے بچتے رہنا (۲) غصہ اور رضامندی دونوں حالتوں میں حق بات کہنا (۳)
تنگ دستی اور دولت مندی میں اعتدال اختیار کرنا۔ اور ہلاکت کے اسباب یہ ہیں

(۱) اپنی خواہشات کی تابعداری (۲) تنگ دلی اور بخیلی (۳) آدمی کا خود پسندی یا خود پرستی میں مبتلا رہنا اور یہ تیسرا سب سے ہلاکت کا سبب ہے (بیہقی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابہ کرام میں دیکھا کہ صفوں میں پیچھے رہنے لگے ہیں تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ آگے بڑھو اور میرا اقتدا کرو اور تمہارا اقتدا ان لوگوں کو کرنا چاہیئے جو تمہارے پیچھے ہیں بعضی قوم پیچھے رہ جاتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو پیچھے ڈال دے گا (مسلم)

حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ ایسے بھی ہوگا جو دین پر قائم رہے گا اس گروہ کا ساتھ چھوڑنے والے اور مخالفت کرنے والے اسے (یعنی اس گروہ کو) کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ (قیامت) آپہنچے اور وہ دین پر اسی طرح قائم رہیں گے ماشاء اللہ (مشکوٰۃ)

البقرۃ ۲/۲۱۴ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یونہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ ان کو بڑی بڑی سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا ہلا دئے گئے۔ یہانتک کہ پیغمبرؐ اور مومن لوگ جو ان کے ساتھ تھے سب پکار اٹھے کہ کب خدا کی مدد آئے گی؟ دیکھو خدا کی مدد عنقریب آیا چاہتی ہے۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھجور کی خالی گٹھلیاں منہ میں رکھ کر اور درختوں کے سوکھے پتے کھا کر بھی شریک جہاد ہوئے ہیں اگر حضورؐ چاہتے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں منہ مانگی نعمتوں سے مستفیض ہو جاتے لیکن آخرت کے صلہ کو مقدم رکھتے ہوئے اسباب دنیا کے لئے بھی دعا نہ فرمائی۔

آل عمران ۳/۱۲۱ اور (اس وقت کو یاد کرو) جب تم صبح کو اپنے گھر سے روانہ ہو کر

ایمان والوں کو لڑائی کے لئے موروچوں پر متعین کرنے لگے اور خدا سب کچھ سنتا اور جانتا ہے

۱۲۲۔ اس وقت تم میں سے دو جماعتوں نے جی چھوڑ دینا چاہا مگر خدا ان کا مددگار تھا اور مومنوں کو خدا پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے

۱۲۳ اور خدا نے جنگ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی اور اس وقت بھی تم بے سروسامان تھے پس خدا سے ڈرو اور ان احسانوں کو یاد کرو تاکہ تم شکر کرو۔

۱۲۴ جب تم مومنوں سے یہ کہہ کر ان کے دل بڑھا رہے تھے کہ کیا یہ کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتے نازل کر کے تمہیں مدد دے۔

۱۲۵ ہاں اگر تم دل کو مضبوط رکھو اور خدا سے ڈرتے رہو اور کافر تم پر جوش کے ساتھ دفعتاً حملہ کر دیں تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتے جن پر نشان ہوں گے تمہاری مدد کو بھیجے گا۔

۱۲۶ اور اس مدد کو تو خدا نے تمہارے لئے ذریعہ بشارت بنایا یعنی اس لئے کہ تمہارے دلوں کو اس سے تسلی ہو ورنہ مدد تو خدا ہی کی ہے جو غالب حکمت والا ہے۔

۱۲۷ یہ خدا نے اس لئے کیا کہ کافروں کی ایک جماعت کو ہلاک یا انہیں ذلیل و مغلوب کر دے کہ (جیسے آئے تھے ویسے ہی) ناکام واپس جائیں (قیام پاکستان سے قبل اور بعد میں بھی غیر مسلموں سے متعدد بار سن چکے ہیں کہ سبز لباس والے گھوڑ سوار ہاتھوں میں نیزے بھالے لئے، نہ جانے کون ہیں کہ ہوا میں ہی گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہیں ہ غیر مسلموں نے بار ہا مسلم آبادیوں پر حملہ کی ٹھانی لیکن یہ گھوڑ سوار سخت ہیبت والے ہیں کہ ان کے ہوا میں ہی گھومنے پھرنے سے کسی کافر کو آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ کمال بات یہ ہے کہ ایسے وقت اس قسم کا منظر کفار کو ہی نظر آتا ہے مومن مسلمان ظاہری طور پر نہیں دیکھ پاتے۔ بیشک اللہ چاہے جس گھڑی جیسے اس کی رضا ہو مومن کی مدد فرمائے آمین)

۱۵۲ ۔ اور خدا نے اپنا وعدہ سچا کر دیا (یعنی) اس وقت جبکہ تم کافروں کو اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہانتک کہ جو تم چاہتے تھے خدا نے تم کو دکھایا۔ اس کے بعد تم نے ہمت ہار دی اور حکمِ (پیغمبر) میں جھگڑا کرنے لگے اور اس کی نافرمانی کی۔ بعض تو تم میں سے دنیا کے خواستگار تھے اور بعض آخرت کے طالب تھے۔ اس وقت خدا نے تم کو ان (کے مقابلے) سے پھیر (کر بھگا) دیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے اور اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور خدا مومنوں پر بڑا فضل کرنیوالا ہے

۱۵۳ ۔ جب تم لوگ دور بھاگے جاتے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کر نہیں دیکھتے تھے اور رسول اللہ تم کو پیچھے کھڑے بلا رہے تھے تو خدا نے تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہی یا جو مصیبت تم پر واقع ہوئی ہے اس سے تم اندوہناک نہ ہو اور خدا تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔

یہ آیاتِ مبارکہ جنگ احد کے سلسلہ میں ہیں حضورؐ نے تیر اندازوں کی ایک جماعت کو ایک خاص جگہ متعین فرمایا کہ یہاں سے ہرگز نہ ہٹنا۔ جنگ شروع ہوئی تو اللہ نے مسلمانوں کو مدد دی کافر بھاگتے نظر آنے لگے۔ تیر انداز فتح میں شمولیت کے لئے اور مال غنیمت کے لئے مورچہ چھوڑ کر چل دیئے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جبیر رضؓ جو ان پر امیر اور حاکم کی حیثیت رکھتے تھے ان کے روکنے پر بھی نہ رکے اور یوں سمجھے کہ حضورؐ کا اشارہ صرف لڑائی کے وقت کے واسطے تھا۔ خالدؓ بن ولید نے (ابھی مشرف با اسلام نہ ہوئے تھے) پیچھے سے حملہ کر دیا۔ لڑائی کا نقشہ بدل گیا شکست خوردہ کفار پھر مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرتے نظر آنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کافروں میں گھر گئے۔ اور یہ بھی مشہور ہو گیا کہ آپؐ شہید ہو گئے ہیں۔ مسلمان پریشانی کی حالت میں اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ حضرت انس رضؓ بن نضر نے دیکھا کہ ایک اور صحابی سعدؓ بن معاذ بھی پریشان ان کی طرف آرہے

ان سے یہ کہہ کر سعدؓ ہمیں تو جنت کی خوشبو آ رہی ہے، کفار میں گھس گئے اور آخری دم تک لڑتے رہے۔ شہادت کے بعد ان کے جسم پاک پر اسّی سے زیادہ زخم تیر تلوار کے تھے۔ پہچانے نہ جاتے تھے آپؓ کی بہن نے آپ کو انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ حضرت صفیہؓ حضورؐ کی پھوپھی اور حضرت حمزہؓ کی بہن ہیں جو مسلمان بھاگنے لگتا اس کے منہ پر برچھا مار کر اسے واپس کر دیتیں کہ فتح حاصل کرو یا شہید ہو جاؤ۔

حضرت علیؓ شیر خدا فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ کافروں کے نرغے میں آ گئے اور میری نظروں سے اوجھل ہو گئے بہت سے صحابہؓ پریشان متفرق ہو کر بھاگے تو میںؓ نے حضورؐ کو پہلے زندوں میں اس کے بعد شہداء میں تلاش کیا۔ دل میں کئی خیال گزرے میںؓ اسے اللہ کی ناراضگی سمجھا۔ کفار کے جتھے میں تلوار لے کر گھس گیا بہت سے قتل کر دیئے اور ان کا منہ پھیر دیا میری نگاہ نبیؐ اکرم پر پڑی تو مسرت ہوئی۔ پاس جا کر کھڑا ہو اکفار کی جو جماعت حضورؐ کی طرف بڑھتی تنہا اس جماعت کا مقابلہ کرتا۔

حضورؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ کی راہ میں۔ سب نبیوںؑ اور پیغمبروںؑ سے زیادہ مجھےؐ ہی ستایا گیا۔ اس جنگ میں حضورؐ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا عتبہ کی تلوار سے سامنے کے چار دانت شہید ہو گئے۔ سر مبارک میں خود کے دو حلقے جا گھسے

حضرت ابو بکرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ آپؐ کی طرف دوڑے آئے۔ ابو عبیدہؓ نے دانتوں سے ایک حلقہ نکالا جس کی وجہ سے ان کا ایک دانت شہید ہو گیا اس کی پروا نہ کی دوسرا حلقہ کھینچا جس کے کھینچنے سے ان کا ایک اور بھی دانت شہید ہوا۔ اللہ ہزاروں لاکھوں رحمتیں ہر آن اپنے پیارے محبوبؐ پر اور آپؐ کے صحابہ پر بھیجے ۱۳۹۲ برس گذر جانے پر بھی جب نظر تاریخ کے

اوراق پہ پڑتی ہے تو حضورؐ، صحابہ کرامؓ کی قربانیوں کے پیش نظر بدن پر لرزہ کپکپی سی طاری ہو جاتی ہے۔ ادھر تو عاشقان رسولؐ کا یہ عالم ہے ادھر ایک عاشق رسولؐ حضرت اویسؓ قرنی جو ضعیف والدہ کی خدمت کی وجہ سے کبھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے حضورؐ کے دندان مبارک شہید ہونے کا سن کر یکے بعد دیگرے اپنے سارے دانت خود ہی توڑ دیئے۔ یہ ہیں عشق کی منزلیں اور کہنے کو ہم بھی سارے عاشق رسولؐ ہیں۔ ہم ذرا اپنا جائزہ تو لیں کیا آپؐ کے ایک بھی ارشاد مبارک پر ہم کاربند ہیں؟ اور پھر ہم خدا سے ایسی ہی مدد کے امیدوار ہیں جیسے اس نے اپنے حبیبؐ کی اور صحابہؓ کی مدد کی۔!

آل عمران ۱۶۰/۳ اگر خدا تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو چاہیئے کہ خدا ہی پر بھروسہ رکھیں۔

المائدہ ۱۱/۵ اے ایمان والو! خدا نے جو تم پر احسان کیا ہے اس کو یاد کرو جب ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کریں تو اس نے ان کے ہاتھ روک دیئے اور خدا سے ڈرتے رہو اور مومنوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے

الاعراف ۸۶/۷ اور ہر رستے پر مت بیٹھا کرو۔ جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے اسے تم ڈراتے اور راہِ خدا سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہو اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے تو خدا نے تم کو جماعت کثیر کر دیا اور دیکھ لو کہ خرابی کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

الانفعال ۹/۸ جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کر لی (اور فرمایا) کہ (تسلی رکھو) ہم ہزار فرشتوں سے جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے جائیں گے تمہاری مدد کریں گے۔

۱۰ - اور اس مدد کو خدا نے محض بشارت بنایا ہے کہ تمہارے دل اس سے اطمینان حاصل کریں اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے بے شک خدا غالب حکمت والا ہے۔

۱۱ جب اس نے (تمہاری) تسکین کے لئے اپنی طرف سے تمہیں نیند کی چادر اڑھادی اور تم پر آسمان سے پانی برسادیا تاکہ تم کو اس سے (نہلا کر) پاک کر دے اور شیطانی نجاست کو تم سے دور کر دے اور اس لئے بھی کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس سے تمہارے پاؤں جمائے رکھے۔

۱۲ - جب تمہارا پروردگار فرشتوں کو ارشاد فرماتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مومنوں کو تسلی دو کہ ثابت قدم رہیں میں ابھی ابھی کافروں کے دلوں میں رعب وہیبت ڈالے دیتا ہوں۔ ان کے سر مار کر اڑا دو اور ان کا پور پور مار کر توڑ دو۔

۱۳ - یہ (سزا) اس لئے دی گئی کہ انھوں نے خدا اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کی اور جو شخص خدا اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے تو خدا بھی سخت عذاب دینے والا ہے۔

۱۴ - یہ (مزہ) تو یہاں) چکھو اور یہ (جانے رہو) کہ کافروں کے لئے (آخرت میں) دوزخ کا عذاب (بھی تیار) ہے۔

۱۵، ۱۶ (نمبر ۲۱ پر ملاحظہ فرمادیں)

۱۷ تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انہیں قتل کیا اور (اے محمدؐ) جس وقت تمؐ نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تمؐ نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں اس سے یہ غرض تھی کہ مومنوں کو اپنے (احسانوں) سے اچھی طرح آزمالے بے شک خدا سنتا جانتا ہے۔ اس کی تشریح

آپ نمبر ۴ پہ "اللہ کے لئے ہجرت میں دیکھ چکے"

۱۸، ۱۹ دنمبر ۸ پر ملاحظہ فرمادیں)

۲۶- اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اڑا (نہ) لے جائیں (یعنی بے خانماں نہ کردیں) تو اس نے تم کو جگہ دی اور اپنی مدد سے تم کو تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ (اس کا) شکر کرو

۳۰- اور (اے نبی اس وقت کو یاد کرو) جب کافر لوگ تمہارے بارے میں چال چل رہے تھے کہ تم کو قید کردیں یا جان سے ماردیں یا (وطن سے) نکال دیں گے تو (ادھر تو) وہ چال چل رہے تھے اور (ادھر) خدا چال چل رہا تھا اور خدا سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

۴۲- جس وقت (تم مدینہ سے) قریب کے ناکے پر تھے اور کافر بعید کے ناکے پر اور قافلہ تم سے نیچے (اتر گیا) تھا اور اگر تم (جنگ کے لئے) آپس میں قرارداد کر لیتے تو وقت معین (پر جمع ہونے) میں تقدیم و تاخیر ہوجاتی لیکن خدا کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا اسے کر ہی ڈالے تاکہ جو مرے بصیرت پر (یعنی یقین جان کر) مرے اور جو جیتا رہے وہ بھی بصیرت پر (یعنی حق پہچان کر) جیتا رہے اور کچھ شک نہیں کہ خدا سنتا جانتا ہے۔

۴۳ (اس وقت خدا نے تمہیں خواب میں کافروں کو تھوڑی تعداد میں دکھایا اور اگر بہت کر کے دکھاتا تو تم لوگ جی چھوڑ دیتے اور (جو) کام (در پیش تھا اس) میں جھگڑنے لگتے لیکن خدا نے (تمہیں اس سے) بچا لیا۔ بے شک وہ سینوں کی باتوں تک سے واقف ہے۔

۴۴- اور اس وقت جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو کافروں کو

تمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا اور تم کو ان کی نگاہوں میں (تھوڑا) کر کے دکھاتا تھا تاکہ خدا کو جو کام کرنا منظور تھا اسے کر ڈالے اور سب کاموں کا رجوع خدا ہی کی طرف ہے۔

التوبہ ۹/۲۵ خدا نے بہت سے موقعوں پر تم کو مدد دی ہے اور (جنگ حنین کے دن جب کہ تم کو اپنی (جماعت کی کثرت پر غرّہ تھا تو وہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی اور زمین (اتنی بڑی)، فراخی کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر پھر گئے

۲۶، پھر خدا نے اپنے پیغمبر پر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور (تمہاری مدد کو فرشتوں کے) لشکر جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے (آسمان) سے اتارے اور کافروں کو عذاب دیا اور کفر کرنے والوں کی یہی سزا ہے۔

۲۷، پھر خدا اس کے بعد جس پر چاہے مہربانی سے توجہ فرمائے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

حنین ایک جگہ کا نام ہے جو مکّہ اور طائف کے درمیان ہے۔ فتح مکّہ کے بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ کفار حنین میں لڑائی کیلئے بکثرت جمع ہو رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار مسلمان (مہاجرین وانصار) (بعض روایات میں سولہ ہزار کی جمعیت لکھا ہے) لے کر ان پر حملہ آور ہوئے۔ لشکر کو ایک پہاڑ کی گھاٹی میں سے گزرنا تھا اور تنگی راہ کی وجہ سے تھوڑے تھوڑے آدمی گھاٹی میں سے گذر سکتے تھے۔ ادھر قوم ہوازن کے لوگ گھاٹی کے قریب مسلمانوں کی گھات میں لگے ہوئے تھے موقعہ پاکر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ مکے سے چلتے وقت بعض مسلمانوں کو بڑا غرّہ تھا کہ ہم اتنی کثیر جماعت ہیں تھوڑے سے کافروں پر ضرور فتح پالیں گے اس کے برعکس مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ چونکہ یہ غرّہ توکل برخدا کے خلاف تھا لہذا شکست سے مسلمانوں کی تادیب کر دی گئی۔ مسلمان حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کو اکیلا چھوڑ کر منتشر ہو گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کے چچا آپؐ کے خچر کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ رسول اکرمؐ اپنا نام مبارک لے کر مسلمانوں کو پکارتے تھے کہ خدا کے بندو کہاں جاتے ہو میری طرف آؤ میں خدا کا رسول ہوں آپؐ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ سے بھی فرمایا کہ خوب زور سے پکاریں۔ وہ بلند آواز سے پکارنے لگے تو لوگوں نے آپؐ کی طرف رجوع کیا جب اس طرح پر لوگ فراہم ہو گئے تو حضور اکرمؐ نے ان کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتوں کا لشکر بھیج دیا جو مسلمانوں کے لئے تسلی و تقویت کا باعث بنا۔ غرض خدا نے مسلمانوں کو ان کے اترانے اور مغرور ہونے پہ متنبہ کر کے پھر فتح یاب کیا۔ اگر ہم توکل بہ خدا، محض اللہ کی خوشنودی کے لئے، جیسا کہ حالاتِ حاضرہ نے ہم پہ جہاد فرض عین کر رکھا ہے، قدم اٹھائیں اور دشمنانِ دین کی کثرت کو خاطر میں نہ لائیں تو کوئی وجہ ہی نہیں کہ آج گنے چنے ثابت قدم ۱۳۹۲ برس کے بعد آج بھی بدر و حنین کا نقشہ نہ باندھ کر رکھ دیں۔ دشمن دین کا جھوٹ افترا جس تیزی سے حدِ کمال کو پہنچ چکا ہے ان کے ہوائی قلعے مجھے اسی سرعت سے خاک میں ملتے نظر آ رہے ہیں بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اس نے کب مومنوں مسلمانوں کی مدد نہیں کی؟ اس کی خوشی یہ ہے کہ مسلمانوں کی، خواہ حالات کتنے ہی سنگین کیوں نہ ہوں، ثابت قدمی کو آزمائے تاکہ جسے زندگی دے فتح و نصرت کے ساتھ دے۔ جسے موت دے اسے انعام و اکرام سے شہادت نصیب فرمائے اور شہادت کیا کوئی کم اعزاز ہے؟

۴۰ اگر تم پیغمبرؐ کی مدد نہ کرو گے تو خدا ان کا مددگار ہے (وہ وقت تم کو یاد ہو گا) جب ان کو کافروں نے گھر سے نکال دیا (اس وقت) دو (ہی شخص تھے جن) میں ایک ابوبکرؓ تھے اور دوسرے خود رسول اللہؐ جب وہ دونوں غارِ (ثور)

میں تھے اس وقت پیغمبرؐ اپنے رفیقؓ کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے تو خدا نے ان پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا اور بات تو خدا ہی کی بلند ہے اور خدا زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

السّوٰرهٰ ۳۰/۹ (نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمادیں)

الاحزاب ۳۳/۹ مومنو! خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جو (اس نے) تم پر (اسوقت) کی جب فوجیں تم پر (حملہ کرنے کو) آئیں تو ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور ایسے لشکر (نازل کئے) جن کو تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور جو کام تم کرتے ہو خدا ان کو دیکھ رہا ہے ۱۰، ۱۱ نمبر ۱۴ پہ ملاحظہ فرمادیں)

۲۶، اور اہل کتاب میں سے جنہوں نے ان کی مدد کی تھی ان کو ان کے قلعوں سے اتار دیا اور ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی تو کتنوں کو تم نے قتل کر دیا اور کتنے قید کر لئے۔

۲۷ اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مال کا اور اس زمین کا جس میں تم نے پاؤں بھی نہیں رکھا تھا تم کو وارث بنا دیا اور خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

الصّٰفّٰت ۳۷/۱۷۱ اور اپنے پیغام پہنچانے والے بندوں سے ہمارا وعدہ ہو چکا ہے۔

۱۷۲، کہ وہی (مظفرو) منصور ہیں (۱۷۳) اور ہمارا لشکر غالب رہے گا۔

۱۷۴، تو ایک وقت تک ان سے اعراض کئے رہو۔

۱۷۵، اور انہیں دیکھتے رہو یہ بھی عنقریب (کفر کا انجام) دیکھ لیں گے۔

المومن ۴۰/۵۱ ہم اپنے پیغمبروںؑ کی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کی دنیا کی زندگی میں مدد کرتے ہیں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے

حٰمٓ السجدة ۳۱/۴۱ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے موجود ہو گی۔

الشوریٰ ۳۱/۴۲ اور تم زمین میں (خدا کو) عاجز نہیں کر سکتے اور خدا کے سوا نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔

الفتح ۸/۴۸ (نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمادیں)

۷ اور آسمانوں اور زمین کے لشکر خدا ہی کے ہیں اور خدا غالب (اور) حکمت والا ہے۔ (۲۲) اور اگر تم سے کافر لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے پھر کسی کو دوست نہ پاتے اور نہ مددگار۔

۲۷ بے شک خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو سچا (اور) صحیح خواب دکھایا کہ خدا نے چاہا تو تم مسجد حرام میں اپنے سر منڈوا کر اور اپنے بال کترواکر امن وامان سے داخل ہو گے اور کسی طرح کا خوف نہ کرو گے، جو بات تم نہیں جانتے تھے اس کو معلوم تھی سو اس نے اس سے پہلے ہی جلد فتح کرادی (بے شک اللہ نے اپنا وعدہ جو مومنوں سے اپنے نبیؐ کے ذریعہ کیا پورا فرمایا الحمدللہ زمانہ خلافت کے دو واقعات پیش خدمت ہیں۔

منذر بن ساویٰ کی سرکردگی میں بنو بکر نے بحرین اور قبیلہ عبدالقیس کو تاخت وتاراج کرنے کے لئے فوجی یورش شروع کردی سید حضرت صدیق اکبرؓ کو خبر پہنچی آپؓ نے فوراً علا حضرمیؓ کی قیادت میں مجاہدین کا ایک لشکر روانہ کیا ایک مقام پر لشکر نے پڑاؤ کیا۔ جہاں پانی بالکل نہیں تھا۔ لشکر کے ساتھ جو پانی تھا وہ بالکل ختم ہو چکا تھا ساری فوج تشنگی کے باعث انتہائی پریشانی میں مبتلا تھی حضرت علا حضرمیؓ نے اسی میدان سے روحانی طور پر سیدنا ابوبکرؓ صدیق کی طرف توجہ فرمائی تو آپؓ نے

نے ان کو تسکین دی اور اسی تصور میں ارشاد فرمایا پریشان کیوں ہوتے ہو عنقریب پانی دستیاب ہوگا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ حضرت علا حضرمی نے دستِ دعا بلند کئے تو فوراً ہی ایک گھوڑے نے زمین پر زور زور سے ٹاپیں مارنی شروع کر دیں اور دیکھتے ہی دیکھتے پانی کا ایک، فوارہ زمین سے بلند ہوا دیکھا تو وہ پانی کا ایک صاف و شفاف چشمہ تھا اس چشمے سے سب لوگ سیراب ہوئے اور پھر ہمیشہ کے لئے اس نواح کے مسافروں کے لئے وہ چشمہ ایک نعمت بن کر رہ گیا۔

اسی معرکہ میں سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کے تصرف کا ایک اور واقعہ بھی پیش آیا جو تاریخ میں ابد قرار یادگار ہے، بحرین پر حضرت علا حضرمیؓ کو فتح حاصل ہوئی تو آپؓ دشمنانِ اسلام کے مرکزی مقام دارین کی طرف متوجہ ہوئے دارین اسلامی لشکر کے درمیان سمندر حائل تھا جسے جہازوں اور کشتیوں کے بغیر عبور کرنا ناممکن تھا اور یہاں یہ سامان کہاں تھا۔ اسلامی مجاہدین تو خدا کے بھروسے پر شہید یا غازی بننے کے عادی تھے۔ حضرت علا حضرمیؓ نے مراقبہ فرمایا اور سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس صورت حال کی اطلاع دی سیدنا صدیق اکبرؓ نے ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالےٰ کی نصرت پر بھروسہ رکھو اور صلوٰۃ حاجات پڑھ کر سمندر عبور کرو حضرت علا حضرمیؓ نے نماز ادا کی اور سجدے میں سر رکھ کر دربارِ الٰہی میں مناجات کی طمانیت قلب حاصل ہوئی دعا سے فارغ ہوئے تو وسطِ لشکر میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور حکم دیا کہ سارا لشکر سواریوں پر تمام سامان رکھ دے اور میری اتباع کرے اس کے بعد بسم اللہ مجریھا ومرسٰھا کہہ کر اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا تمام فوج جس میں سوار پیادے سب ہی شامل تھے دم زدن میں مع سواریوں

کے سمندر کے اندر تھے اور سمندر کا تمام پانی زمین کے اندر تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام اونٹ، گھوڑے خچر دیگر مویشی اور فوج کے سوار اور پیادے پانی کے سمندر سے نہیں ہوا کی موجوں سے گزرتے چلے جارہے ہیں مویشیوں کے سموں پر برائے نام پانی کا اثر تھا یہ بحری راستہ بادبانی جہاز اور کشتیاں پورے ایک دن اور ایک رات میں طے کرتی تھیں۔ مگر لشکر اسلام چند لمحات میں اس سمندر کو عبور کر گیا دشمنان اسلام نے جب اس کرشمہ قدرت کو دیکھا تو آمادہ اطاعت ہونے لگے سب سے پہلے ایک عیسائی راہب یہ کرشمہ قدرت دیکھ کر مسلمان ہوا اور اس کے ایمان لاتے ہی بہ کثرت مرتد و کافر مسلمان ہو گئے۔

شام اور عراق میں مسلمانوں کی فتوحات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت ہی سے شروع ہو گئی تھیں اور اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِن کا انتظام اور بھی عمدہ طریقے پر کیا انھوں نے تمام ملک میں جہاد فی سبیل اللہ کے جوش کو پیدا کر دیا اور ہر جگہ سے عاشقانِ رسول جہاد کے شوق میں آنے شروع ہو گئے۔ اس موقعہ پر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص فوج کے سپہ سالار مقرر ہوئے اور آپؓ نے ایک بھاری لشکر جس کی تعداد تین ہزار کے لگ بھگ تھی ساتھ لے کر عراق کی جانب کوچ کیا۔

قادسیہ کے مقام پر پہنچ کر ایرانیوں کو دعوت اسلام دی اور ان سے آخر وقت تک مصالحت کی کوشش کی لیکن ایرانی مسلمانوں کی بے پناہ طاقت سے ناآشنا تھے اس لئے صلح کی کوشش کی کوئی پرواہ نہ کی اور جنگ کرنے پر تل گئے۔

آخر قادسیہ ہی کو مورچہ بنایا گیا اور دونوں طرف کی فوجوں میں گھمسان کا رن پڑا اور تین دن کے خون خرابے کے بعد مسلمانوں ہی کو فتح نصیب ہوئی۔

حضرت سعدؓ یہاں سے فرصت پا کر بابل کی سمت روانہ ہوئے راستے

میں بڑے بڑے سرداروں نے خود بخود امن وسلامتی کی درخواست کی اور مسلمانوں کو ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائیں اس طرح بابل آسانی سے فتح ہوگیا۔

اس کے بعد دارالحکومت مدائن کی باری تھی درمیان میں دریائے دجلہ حائل تھا دشمنوں نے تمام پل بے کار کر دیئے تھے مگر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے اسلامی جوش وخروش کے آگے ان رکاوٹوں کی کیا حقیقت تھی انہوں نے اپنا گھوڑا دریائے دجلہ میں ڈال دیا اپنے بہادر سپہ سالار کو دیکھ کر اسلامی لشکر بھی اطمینان و سکون سے کنارے پر آپہنچا۔ ؎

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

مسلمانوں کے لشکر اور ان کی بہادرانہ یلغار کو دیکھ کر دشمنانِ اسلام پر دہشت چھا گئی اور وہ بے اختیار دیواں آمد ند پکارتے ہوئے وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے تھوڑے سے دشمن باقی رہ گئے ان کو مسلمانوں نے آسانی سے شکست دے کر مدائن پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد حضرت سعدؓ نے جلولا اور تکریت پر چڑھائی کی اور دونوں مقامات پہ کامیابی نصیب ہوئی اس طریقے سے حضرت سعدؓ کی اسلامی فتوحات کا سلسلہ ختم ہوا۔

آیئے سب مل کر ہم بھی پھر ایک بار سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔ سابقہ ہزیمت کے بدنما داغ کو اپنے لہو سے دھو ڈالیں۔ اگر خدانخواستہ اللہ کو ہماری دنیا کی فتح منظور نہیں تب بھی آخرت کی کھیتی تو کہیں گئی نہیں۔ صرف دیکھنا یہی ہے کہ ہمارا ایمان کس قدر کامل ہے اور اللہ کے راستے میں ہم کس قدر جدوجہد کرتے ہیں۔ فتح ونصرت صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

حضرتؐ سرورِ کائنات کا ارشاد مبارک ہے کہ (۱) بھوکے کو کھانا کھلایا کرو

(۲) بیمار کی خبر لیا کرو اور قیدی کو چھڑایا کرو۔ (ابوداؤد)

پہلی صدی کے جانبازوں کا کارنامہ ہے یہ جنگ قنسرین کہلاتی ہے ایہ دستن کا مضبوط قلعہ سر کیا حضرت خالدؓ بن ولید کے ساتھ صرف ساٹھ مجاہد تھے اور ان کے مدمقابل جبلہ نامی سردار کا ساٹھ ہزار کا لشکر تھا طرفین سے دونوں سرداروں کی مختصر گفتگو ہوئی۔ حضرت خالدؓ نے جبلہ کو بتایا کہ ہم اللہ کے راستہ میں قتال کو ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ پسند کرتے ہیں۔

جبلہ نے جل بھن کر ساٹھ ہزار کے لشکر کو یک لخت ہی مومنوں پر حملہ کر دینے کا حکم دیا۔ ادھر صحابہؓ نے بھی اللہ اکبر کے نعروں سے شمشیر زنی کی۔ غروب آفتاب پر کفار شکست فاش کھا کر بھاگے اس معرکہ آرائی میں کفار کے پانچ ہزار لشکری دو بڑے سرداروں کے ساتھ جہنم روانہ ہوئے۔ ادھر دس مسلمان شہید ہوئے اور پانچ زخمیوں کو کفار نے قید کر لیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کو اطلاع ملی تو آپؓ نے فرمایا میں نے پوری کوشش کی کہ کسی طرح راہ حق میں شہادت حاصل کر سکوں مگر افسوس اس سعادت عظمیٰ سے اب تک محروم رہا نیز یہ بھی فرمایا کہ جو صحابیؓ قید ہو گئے ہیں ان کو چھڑانا میرے ذمہ ہے انشاء اللہ۔

جبلہ پانچوں زخمی مسلمانوں کو باہان بادشاہ کے پاس لے گیا جس نے خالدؓ بن ولید کے شہرہ کا سن کر جرجہ نامی قاصد کے ذریعہ ان کو اپنے پاس بلایا کہ کسی طرح انہیں قتل کر دیا جائے۔ جب جرجہ آیا تو حضرت خالدؓ اکیلے ہی تیار ہو کر چل پڑے حضرت ابوعبیدہؓ نے ایک سو سوار ساتھ بھیج دیئے۔

طرفین میں سے باہان اور خالدؓ کے درمیان تکرار ہوا باہان نے مشتعل ہو کر پہلے پانچوں مسلمان قیدیوں کو قتل کر دینے کی دھمکی دی۔ حضرت خالدؓ تلوار نکال کر

جھپٹ پڑے۔ حضرت رافعؓ بن مازنؒ فرماتے ہیں کہ شدید مقابلہ ہوا اور ہمیں یقین ہو گیا کہ ہمارا حشر اس جگہ ہو گا۔

اب باہان نے چاپلوسی اختیار کی الغرض حضرت خالدؓ اپنے پانچوں قیدی چھڑا کر لائے الحمد اللہ اور کیونکہ نہ چھڑا لاتے یہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تکمیل میں سعی تھی۔ عین اتباع محبوبِ خدا میں ہمیں بھی پھر بوسیدہ تاریخ کے اوراق کو تبدیل کرنا ہے۔ جو سنہری سطریں مدہم پڑ گئی ہیں اور جو حروف پڑھنے میں محو ہوئے نظر آتے ہیں ایک بار پھر انشاء اللہ انہیں اپنے خون سے سینچ کر اسی آب و تاب سے لکھنا ہے اور اسی آن بان کا مقام دینا ہے۔ لہٰذا سر فروش عاشقان رسولؐ اپنی کمریں کس لیں اور جیسے ہی حکام سے اشارہ پائیں کفار کے ہوائی قلعے تہس نہس کر دیں۔ جارحیت کا یہی علاج ہے کہ ان کا سر کدو کش کیا جائے۔

جیسا کہ سرکارِ دو عالم کی ہر خوشی ہماری موروثی خوشی بن چکی ہے آپؐ کا ہر غم ہمارے لئے باعثِ غم و غصہ ہے اسی طرح آپؐ کا ہر امتی کلمہ گو ہمارے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جنگی قیدیوں کے بارے میں کفار کا خیال تھا کہ شاید پاکستان عجلت سے کام لے اور اگر ایسا کیا جاتا تو اغلب ہے جلد بازی نقصان دہ ثابت ہوتی کیونکہ ہماری عشق کی منزل ابھی کافی مضبوط نہیں حضور سرورِ کائنات کے عہدِ مبارک میں نبوت سے ہجرت تک دینی کاموں میں بتدریج احکامات نافذ کئے گئے۔ پہلے پہل چھپ چھپا کر اذان دی جاتی تھی حضرت عمرؓ مشرف با اسلام ہوئے تو کھلم کھلا اذان پڑھی جانے لگی۔

از روئے مصلحت چند منکرات کی نہی میں بھی (جیسے شراب کے حرام قرار دیئے جانے میں تعجیل سے کام نہ لیا گیا) ایک عرصہ گذر جانے پر اس کے حرام

کئے جانے کا حکم دیا گیا۔ اسی طرح ہجرت اور معرکہ آرائی میں بھی مصلحت اندیشی اور رضائے خداوندی کے پہلو نظر انداز نہ کئے گئے۔

ہمارے محسن سربراہ نے داگرچہ فوجی قیدیوں کی واپسی میں تاخیر ضرور ہوئی ہے) مکروہ دشمن کی سیاست ناکام کر دی۔ کافران کی حراست سے خود پشیمان ہوا انہیں نظر بند رکھے تو کوڑھی چھوڑے تو کلنکی۔ دنیا نے جو لعنت ڈالی وہ تو بجا ابھی خدا کی بے آواز لاٹھی مردود کے سر پر کھڑی ہے اور جنم کم بختی کا فر کو کچھ علاج نہیں۔ حضور سرور دو عالم کا ارشاد گرامی مرقوم ہے کہ ہر ایک چیز کے واسطے ایک جوش کا زمانہ ہے اور ہر ایک جوش کے ساتھ اس کا فرو ہونا ہے پس جو شخص میانہ روی اختیار کرے اس کی کامیابی کی امید رکھو اور اگر جوشیلے کی طرف لوگ انگلیوں سے اشارہ کرنے لگیں تو اس کا کچھ خیال مت کرو کہ یہ شہرت اس کی عارضی ہے (ترمذی)

مجھے اندازہ ہے کہ قوم کسی پہلو چین محسوس نہیں کر رہی ہے۔ لہذا دونوں پہلوؤں کے مدِ نظر اپنے ہر دل عزیز سربراہ سے پوری پوری امید ہے کہ قوم کے جذبات کو مجروح ہونے سے بچا لیں گے ہر فرد فریضہ جہاد کے لئے سر پر کفن باندھے منتظر نظر آ رہا ہے۔ جہاد کی مصلحتیں۔ جیسے ہمارے لئے ہر گام پر سود مند ثابت ہوتی ہیں۔ اب بھی انشاء اللہ مفید ثابت ہوں گی۔ ہمیں اللہ پہ توکل، یقین محکم رکھنے اور ہر طرح سے بھرپور جدوجہد جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ ہمیں اپنے رستہ میں کما حقہٗ جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

شہدائے اکرام کے درجات
(۲۳)

حضور اکرم شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ کوئی شخص جنت میں داخل ہو کر دنیا میں واپس ہونا پسند نہیں کرے گا۔ خواہ اسے روئے زمین کی تمام چیزیں دی جائیں۔ سوائے شہید کے کہ شہادت کا مرتبہ دیکھ کر وہ دنیا میں واپس جانے کی خواہش کرے گا کہ دس دفعہ پھر شہید ہو۔ (الخمسہ)

ایک شخص نے سوال کیا یارسول اللہ اگر میں خدا کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ حضور جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں بشرطیکہ تم صبر کی حالت میں مارے جاؤ اور اس کا ثواب خیال کرتے رہو۔ دشمن کے مقابل رہو۔ اور اس سے پیٹھ نہ موڑو۔ پھر حضور رحمتِ دو عالم نے سائل سے فرمایا پھر کہو جو کچھ تم نے پوچھا تھا؟ اس نے اپنا سوال دہرایا۔ فرمایا۔ ہاں گناہ معاف ہو جائیں گے سوائے قرض کے جو اس (شہید) کے ذمے کسی کا ہو وہ معاف نہیں ہوگا اور یہ جبرئیل امین نے مجھے بتلایا ہے (مسلم، مالک)

البقرۃ $\frac{۲}{۱۵۴}$ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مرا ہوا نہ کہنا (وہ مرے نہیں) بلکہ زندہ ہیں مگر (ان کی زندگی کی حقیقت) تم نہیں سمجھتے۔

آل عمران $\frac{۳}{۱۵۷}$ اور (اللہ کے رستے میں اگر تم مارے جاؤ یا (اس کے رستے میں اپنی موت سے) مر جاؤ تو خدا کی بخشش اور رحمت (جو آخرت میں تم پر ہو گی) اس (مال و دولت) سے جو لوگ (چند روز جی کر) جمع کر لیتے ہیں کہیں بہتر ہے۔

۱۵۸۔ اور تم (اپنی موت سے) مر و یا مارے جاؤ (آخر کار) اللہ ہی کی طرف یکجا لائے جاؤ گے

۱۶۹۔ اور جو لوگ اللہ کے رستے میں مارے گئے ہیں ان کو مرا ہوا خیال نہ کرنا وہ مرے

نہیں ہیں) بلکہ اپنے پروردگار کے پاس جیتے (جاگتے موجود) ہیں (اس کے خوان کرم سے) ان کو روزی ملتی ہے۔

ان آیات مبارکہ میں بتلایا گیا ہے کہ خدا کی راہ میں شہید ہونے والے کو مردہ نہ سمجھو جیسے کہ عام مسلمان ہوتے ہیں۔ عام مسلمان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ انہیں نیند کی سی حالت دے دی جاتی ہے اور وقت گذرنے کا جیسے نیند میں پتہ نہیں چلتا ویسے ہی انہیں قیامت تک کے وقت کا پتہ نہ چلے گا۔ شہدا کی حالت انبیاؑ اور صدیقین کی طرح ہوتی ہے انہیں وقت وغیرہ کا اندازہ رہتا ہے۔

رزق کے بارے میں حضرت کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ شہداؑ کی ارواح (طیور خضر) ایک سبز پرندہ میں ہوتی ہے۔ جنت کے پھل کھاتی ہے۔ کیونکہ انسان کا اصلی جسم قیامت سے پہلے جنت میں نہیں جائے گا۔ اس لئے قیامت تک کے لئے ایک عارضی جسم عنایت کر دیا جاتا ہے جس سے جنت میں داخل ہو جائے اور سب سے زیادہ آسانی کیونکہ اڑنے والے جسم میں رہتی ہے اس لئے وہی عنایت فرما دیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں شہداؑ رب کریم کے انعامات پر خوش ہوتے ہوئے، جو لوگ ان شہداؑ کے زمرہ میں ابھی داخل ہو کر ان سے نہیں ملے ان تک یہ شہید خوشخبری پہنچانا چاہتے ہیں کہ ان (شہداؑ) کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ حزن و ملال ہے۔

سورۃ یٰسین ۲۶/۲۶، ۲۷ پر بھی غالباً اسی چیز کی طرف اشارہ ہے۔

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جمیلہ سے ہمیں جو بھی زندگی موت اور موت کے بعد مراحل طے کرنے کی خبریں پہنچی ہیں وہ مومن مسلمان کے لئے دلیری، شجاعت اور کافر کے لئے بزدلی اور ہمت ہار دینے کا موجب بنتی ہیں۔ بلکہ آخرت کے صلہ نے ہی مومن مسلمان کی موت کو محبوب بنا دیا ہے۔

۱۷۰۔ (اور) جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دے رکھا ہے۔ اس میں مگن ہیں اور جو لوگ ان کے بعد زندہ رہے اور ابھی ان میں آکر شامل نہیں ہوئے ان کی نسبت (یہ خیال کر کے) خوشیاں مناتے ہیں کہ (یہ بھی شہید ہوں تو ہماری طرح) ان پر بھی نہ (کسی قسم کا) خوف (طاری) ہو اور نہ یہ (کسی طرح) آزردہ خاطر رہیں۔

۱۷۱۔ (اللہ کی نعمتوں کی اور اس کے) فضل کی خوشیاں منا رہے ہیں اور (نیز) اس کی کہ اللہ ایمان والوں کے ثواب کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔

۱۷۲۔ جو لوگ (لڑائی میں) زخم کھائے پیچھے خدا اور رسول کے بلانے پر چل کھڑے ہوئے ایسے نیکو کار اور متقیوں کے لئے بڑے اجر ہیں۔

۱۹۵۔ تو ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کی (اور فرمایا) کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا۔ تم ایک دوسرے کی جنس ہو۔ تو جو لوگ میرے لئے وطن چھوڑ گئے اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے لڑے اور قتل کئے گئے۔ میں (اللہ) ان کے گناہ دور کر دوں گا اور ان کو بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی (یہ) خدا کے ہاں سے بدلہ ہے اور خدا کے ہاں اچھا بدلہ ہے۔

الحج ۲۲/۵۸ اور جن لوگوں نے خدا کی راہ میں ہجرت کی پھر مارے گئے یا مر گئے ان کو خدا اچھی روزی دے گا اور بے شک خدا سب سے بہتر رزق دینے والا ہے

۵۹۔ وہ (اللہ) ان کو ایسے مقام میں داخل کرے گا جسے وہ (شہید) پسند کریں گے اور خدا تو جاننے والا اور بردبار ہے۔

اللہ کی راہ میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کس قدر ستائے گئے اس کا احاطہ کرنا تو دشوار ہے تاہم تبرکاً ایک روایت پیش خدمت ہے۔

"صلح حدیبیہ" بھی احسن القصص کی طرح انتہائی دلچسپ واقعہ ہے عمرہ کی غرض سے سرکارِ دوعالم مکہ تشریف لے جارہے تھے۔ کفار نے اسے اپنی ذلت سمجھا۔ آپؐ کے حدیبیہ پہنچنے پر کفار نے مزاحمت کی۔ جانثار صحابہؓ اگرچہ لڑائی پر آمادہ تھے لیکن اللہ کے حبیبؐ نے صلح کی، ہو کر کفار سے اس وقت اتنی رعایت فرمائی کہ ان کی ہر شرط قبول فرمائی۔ ان شرائط میں سے جو طے ہوئیں ایک شرط کفار نے یہ بھی پیش کی کہ کافروں میں سے جو شخص مسلمان ہو کر ہجرت کرے مسلمانوں کو اسے مکہ والوں کے پاس واپس کرنا ہوگا اس کے برعکس (خدانہ کرے) اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر کافروں کے پاس چلا آیا تو وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔ اس سے حضورؐ کے بے حساب نہ کریمانہ اور بے حد حلیم ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ صلح نامہ ابھی لکھا جارہا تھا اور مکمل بھی نہ ہوا تھا کہ حضرت ابو جندلؓ زنجیروں سمیت گرتے پڑتے مسلمانوں کے لشکر میں اپنی رہائی کی امید پہ پہنچے (کفار نے انہیں اسلام قبول فرمانے پر طرح طرح کی تکلیفیں اذیتیں پہنچائیں) حضرت سہیلؓ (ابو جندلؓ کے والد) کفار کی طرف سے وکالت کرتے ہوئے بڑھے (یہ فتح مکہ پر مسلمان ہوئے) بیٹے کے طمانچے مارے اور واپس لے جانے پر اصرار کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ صلح نامہ تو ابھی مرتب نہیں ہوا، ایک آدمی مجھے منہ مانگا ہی دے دو لیکن وہ نہ مانے حضرت ابو جندلؓ نے اپنی درد بھری تکالیف اور مصائب مسلمانوں کو فریاد کے لب و لہجہ میں سنائے اور عرض کی اب بھی میں واپس کیا جارہا ہوں؟ حضورؐ نے صبر کرنے کا حکم فرمایا اور امید دلائی کہ رب العزت تمہارے لئے کوئی سبیل پیدا کر دیں گے۔

صلح نامہ مکمل ہوا تو جناب ابو بصیرؓ اسلام قبول کر کے مدینہ آپہنچے۔ ابو بصیرؓ کی فریاد رسی کے برعکس حضورؐ نے حسبِ وعدہ کفار کے اصرار پر انہیں بھی صبر کی تلقین کے ساتھ واپس کر دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے جلد کوئی راستہ کھول دے گا۔ دونوں

کافران کو دے کر واپس ہوئے تو یہ راستے میں ایک کو بڑھا کر کہنے لگے تمہاری تلوار عمدہ معلوم ہوتی ہے۔ احمق اس پر پھول گیا کہنے لگا ہاں میں نے بہت لوگوں پر اس کا تجربہ بھی کیا ہے اور ساتھ ہی تلوار ابوبصیرؓ کے حوالہ کر دی۔ وہ کافر جس تحسین و آفرین کے لائق تھا۔ آپؓ نے ویسا ہی کیا اس کو وہیں نمٹا کر اس کا حق ادا کر دیا دوسرا کافر اس خیال سے کہ اب اس کا نمبر آئے گا۔ بھاگتا ہوا حضورؐ کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوا۔ ابوبصیرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپؐ نے اپنا ایفائے عہد فرمایا جو مجھے ان کے حوالہ کر دیا۔ میرے ساتھ ان لوگوں کا کوئی معاملہ نہیں یہ مجھے میرے دین سے ورغلاتے تھے اس لئے مجھے یہ کرنا پڑا۔ ان کے بارے میں حضورؐ نے آگ بھڑکانے والا فرمایا اور انہیں خیال گذرا کہ کفار کی ہٹ دھرمی پر واپس کر دیا جاؤں گا۔ لہٰذا آپؓ وہاں سے سمندر کے کنارے منتقل ہو گئے۔ کفار مکہ کو ان کی خبر ملی ان میں ابوجندلؓ (جو صلح نامہ مرتب ہونے سے پہلے کفار کو واپس کر دیے گئے تھے) چھپ کر ابوبصیرؓ کے پاس پہنچ گئے۔ جو شخص اسلام لاتا ان کے پاس آجاتا یہ لوگ جماعت کی صورت اختیار کر گئے۔ اس بے سروسامانی کی حالت میں بھی کفار کا جو قافلہ دیکھتے ان سے مقابلہ کرتے۔ اس طرح اللہ کی راہ میں جو ستائے گئے تھے انہوں نے کافروں کو پریشان کر دیا۔ کفار نے عاجز آکر بڑی منت سماجت سے حضورؐ کے پاس پیغام بھیجا کہ اس جماعت کو آپؐ اپنے پاس بلالیں تاکہ ہمارے آنے جانے میں یہ نئی دشواری حائل نہ ہو حضورؐ نے قبول فرمایا اور ان صحابہؓ کو ایک اجازت نامہ بھیجا۔ حضورؐ کا فرمان ابوبصیرؓ نے ہاتھ میں لیا لیکن ان کا یہ آخری وقت تھا اسی حالت میں آپؓ اللہ کو پیارے ہو گئے اور دوسرے نومسلم یعنی اسلام لانے والوں کے لئے راستہ ہموار کر گئے۔ اللہ ہمیں بھی توفیق عنایت فرمائے۔ قوم و ملت کے کام آجائیں آمین۔ اس سبق آموز قصہ میں ہمارے لئے رشد و ہدایت کے بیشتر اشارے ہیں۔

شہدائے کرام کے ضمن میں چند ایک ارشاداتِ رسولؐ مزید پیشِ خدمت ہیں۔ راوی نے ان ارشادات کو صحابہؓ کرام سے منسوب کرنے میں کوتاہی کی ہے تاہم یہ ویسے ہی قلم بند کیے جاتے ہیں۔

۱ :۔ شہید کو بوقتِ شہادت چیونٹی کے کاٹنے سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی۔

۲ :۔ شہید کے خون کا پہلا قطرہ بہنے سے پہلے اس کے سب گناہ (بجز قرض کے) معاف کر دئے جاتے ہیں۔

۳ :۔ شہید کے خون کا دوسرا قطرہ بہتا ہے تو اسے ایمان کے جوڑے پہنا دیئے جاتے ہیں

۴ :۔ شہید کے خون کا تیسرا قطرہ بہتا ہے تو بہشتی حوروں سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے (سبحان اللہ)

ایک روایت میں آتا ہے کہ حور کی نگاہ کی تاثیر یہ ہے کہ اگر وہ چٹیل بنجر زمین پر نگاہ کر دے تو ایک ساعت میں گل و گلزار لہلہانے لگیں۔ جو ادنےٰ مومن مسلمان صبح و شام "استغفر اللہ العظیم" پڑھ لیتے ہیں ان کے لئے رب کریم نے سو حوریں بیاہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں ہر حور کی سو خادمہ ہر خادمہ کی سو باندیاں اور ہر باندی پر سو انتظام کرنے والیاں واللہ اکبر یہ شانِ عطا (شہید کا تو پوچھیئے ہی نہیں!) اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ اگر میں ہر فرد کو دو دو جہاں عطا کرتا جاؤں تو میرے بحرِ لطف و کرم میں اتنی کمی بھی نہیں آتی جتنا کہ سمندر میں سے سوئی کا ناکہ تر ہو جائے (سبحان اللہ) ایک اور راوی آنقر بیاً ۳۸ شروح و کنوز کے دلائل سے انتہائی پسندیدہ اور کمال بات لکھتے ہیں کہ شہید کے جسم پر کسی قسم کا بھی زخم آئے تو اسے قطعاً کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اس کا خون زمین پر گرتا ہے تو اسے دیدارِ الٰہی نصیب ہو جاتا ہے۔

یہاں آپ کو اشکال گزرے گا کہ قرآن پاک میں (سورۃ انعام ۶/۱۴) مرقوم ہے

کہ آنکھیں اس مالک و خالق کو نہیں دیکھ سکتیں ادراک نہیں کر سکتیں وہ مالک خالق آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے اور ادراک کر سکتا ہے اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ جب اس کا بندہ مخلص ہو کر اپنے خالق کے لئے تن من کی بازی لگا کر شہادت کو لبیک کہتا ہے تو اس کے پسندیدہ عمل کے طفیل اللہ کریم اسے اتنی بصیرت عطا فرما کر اپنے دیدار سے نواز دیتے ہیں۔ الحمد اللہ۔

شہید" جنت" میں جا کر بھی شہادت کی لذت کا ملتجی ہوگا بارگاہ ایزدی میں عرض کرے گا اے اللہ مجھے وہ لذت جو میدان جہاد میں دشمن کی تلواروں کے دھار کے نیچے اور توپوں کے دہانوں میں نصیب ہوئی تھی تیری جنت میں میسر نہیں۔ میری خواہش ہے مجھے دنیا میں (جبکہ کوئی دوسرا جنتی دنیا میں دوبارہ بھیجے جانے کا خواہش مند نہ ہوگا) پھر واپس بھیج دے۔ وہی میدان کارزار ہو۔ دشمن کی تلوار ہو۔ یلغار ہو۔ میرا جسم ہو تیری راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں یہ عمل مجھے تیری جنت سے زیادہ محبوب ہے۔ سبحان اللہ زہے عزّ و شرف مزید یہ کہ شہید کے خون کے ہر قطرے کے بدلے جناب رسالت مآبؐ کی امت کے ستر، ستر ہزار گنہگار بخش دیئے جائیں گے۔ باری تعالےٰ تیرا بے حسابانہ شکر ہے اور تو اسی لائق ہے۔

آخر میں ایک اعرابی کے مختصر واقعہ کے ساتھ ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

ایک اعرابی رحمتہ اللعالمین صلی علیہ وسلم کی خدمت میں آکر مشرف با اسلام ہوئے ساتھ ہی رہنا شروع کر دیا۔ رسول اکرمؐ کے ساتھ ہجرت کرنے کا اظہار بھی کیا۔ آپؐ نے صحابہؓ میں سے کسی کو ہدایت فرمائی کہ ان کا دھیان رکھیں۔ انھوں نے ایک جنگ میں حضورؐ کے ساتھ شرکت بھی کی۔ مال غنیمت تقسیم کرنے کے وقت ان کی غیر حاضری میں ان کا حصہ ان کے ساتھیوں کے سپرد کر دیا گیا۔ جب یہ کچھ دیر بعد حاضر ہوئے

تو ان کا حصہ ان کو دیا گیا یہ سامان لے کر حضور اکرمؐ کی خدمت میں پہنچے اور دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ جناب رحمتِ دو عالمؐ نے فرمایا یہ مال غنیمت میں سے تمہارا حصہ ہے یہ صحابیؓ عرض کرنے لگے میں آپؐ کے ساتھ اس لئے نہیں رہتا بلکہ اس لئے رہتا ہوں کہ میرے اس جگہ (حلق پر اشارہ کرتے ہوئے) تیر لگے اور میں شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں، جناب آقائے نامدارؐ نے فرمایا اگر تم اللہ سے یہ بات سچے دل سے کہہ رہے ہو تو اللہ تعالیٰ اسے سچا کر دکھائے۔ چند دن کے بعد وہؓ پھر شریک جہاد ہوئے۔ صحابہؓ کرام انہیں اٹھائے ہوئے لائے اس حالت میں کہ انؓ کے عین اسی جگہ تیر لگا تھا جہاں انھوںؓ نے اشارہ کیا تھا۔ حضور اقدسؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس نے اللہ سے سچی بات کہی تھی۔ جسے اللہ نے سچا کر دکھایا۔ پھر حبیبؐ خدا نے انہیں اپنے جبہ مبارک میں کفن دیا۔ نماز جنازہ پڑھائی اور صحابہؓ کرام نے آپؐ کے دہن مبارک سے یہ دعا سنی۔ اے اللہ تیرا یہ بندہ تیری راہ میں جہاد کرنے کے لئے نکلا اور شہید ہوا۔ میں اس کا گواہ ہوں (نسائی) یہ ہیں آخرت کی کھیتی کے بیوپاری اللہ تعالےٰ ہمیں بھی اپنے راستہ میں ایسی ہی استقامت عنایت فرمائے ؛-

"نیک اعمال ضائع نہیں کئے جاتے"

(۲۴)

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ مزدور کی اجرت اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔ (ابن ماجہ)

اس سے واضح ہوا کہ اہل و عیال اپنی جان، اور کسب حلال کے لئے سعی کرنا بھی عبادت ہی ہے۔

آقائے نامدار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان اور ہے کہ اے لوگو وہی کام کرو جن کی تمہیں طاقت ہو کیونکہ اللہ تو نیک اجر دینے سے تنگ نہیں ہوتا البتہ تم خود ہی نیک عمل کرتے کرتے تنگ آجاؤ اور خدا کو وہی کام زیادہ پسند ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے خواہ کتنا ہی قلیل ہو (یعنی دائمی یہ نہیں کہ کبھی نیک کام جن میں شب و روز کے وظائف بھی شامل حال سمجھے جا سکتے ہیں کبھی پورے کئے کبھی چھوڑ دیئے (السنۃ)

حضور رسول مقبول صلی علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو لوگ دنیا کا کاروبار چھوڑ کر زہد و عبادت میں اپنا تمام یا بہت سا وقت صرف کرنا بہتر سمجھتے ہیں ان کی ہدایت کے لئے فرمایا کہ میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور کھاتا بھی ہوں اور عورتوں سے خانہ داری کے تعلقات بھی رکھتا ہوں۔ پس اے عثمانؓ اللہ سے ڈرو تمہارے اہل و عیال کا تم پر حق ہے۔ تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے اور تمہارے اپنے نفس کا بھی تم پر حق ہے پس روزہ بھی رکھو، کھانا بھی کھاؤ، نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی۔ (ابو داؤد)

آل عمران ۱۹۵/۴ (نمبر ۲۳ پر ملاحظہ فرماویں)

النساء ۱۱۴/۴ ان (خائن اور مرتکب جرائم) لوگوں کی بہت سی مشورتیں اچھی نہیں ہاں (اس شخص کی مشورت اچھی ہو سکتی ہے) جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے اور جو ایسے کام خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرے گا تو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے۔

الاعراف ۱۷۰/۷ اور جو لوگ کتاب کو مضبوط پکڑے ہوئے ہیں اور نماز کا التزام رکھتے ہیں (ان کو ہم اجر دیں گے کہ) ہم نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

التوبہ ۱۲۰/۹ (نمبر ۱۱ پہ ملاحظہ فرمائیں)

یوسفؑ ۵۶/۱۲ اس طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو ملک (مصر) میں جگہ

دی اور وہ اس ملک میں جہاں چاہتے تھے رہتے تھے۔ ہم اپنی رحمت جس پر چاہتے ہیں کرتے ہیں اور نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔

النحل ۱۶/۹۷ جو شخص نیک اعمال کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو گا تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے اور (آخرت میں) ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔

الکھف ۱۸/۳۰ (اور) جو ایمان لائے اور کام بھی نیک کرتے رہے تو ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

الانبیاء ۲۱/۹۴ جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہو گا تو اس کی کوشش رائیگاں نہ جائے گی اور ہم اس کے لئے (ثواب اعمال) لکھ رہے ہیں۔

الشوریٰ ۴۲/۲۳ یہی وہ (انعام ہے) جس کی خدا اپنے ان بندوں کو جو ایمان لاتے اور عمل نیک کرتے ہیں بشارت دیتا ہے (یا رسول اللہ) فرما دیجئے کہ میں اس کا تم سے صلہ نہیں مانگتا مگر (تم کو) قرابت کی محبت (تو چاہیئے) اور جو کوئی نیکی کرے گا ہم اس کے لئے اس میں ثواب بڑھائیں گے۔ بیشک خدا بخشنے والا قدردان ہے۔

آقائے نامدار رسول مقبولؐ کا ارشادِ گرامی ہے۔ جو شخص تم میں سے کوئی بری بات دیکھے پس اسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ سے اسے روکے اصلاح کرے۔ اگر ایسا نہیں کر سکتا تو اسے زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو بری بات کو اپنے دل میں برا جانے اور یہ (آخری مرحلہ) کمزور درجہ کا ایمان ہے (مسلم شریف)

جناب آفتاب رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد مبارک ہے تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو قرآن پاک کو خود سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے (بخاری)

(قرآن حکیم ہی ہر علوم و فنون کا منبع و مخزن ہے اور بنی نوع انسان کے جملہ مسائل کا مکمل حل پیش کرتا ہے)

ایک صحابیؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یارسولؐ اللہ کن شخصوں پر سب سے زیادہ مصیبت آتی ہے فرمایا نبیوں پر پھر ان سے کم پرہیز گاروں پر پھر ان سے اتر کر کم پرہیزگاروں پر ہر ایک شخص کو اپنے دین کے مطابق مصیبت کا حصہ ملتا ہے اگر وہ دین میں مضبوط ہو تو اس کی تکلیف بھی سخت ہو گی اگر دین میں کمزور ہو تو خدا اسے اس کے دین کے موافق تکلیف میں رکھے گا۔ دکھ انسان کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اسی وقت چھوڑتا ہے کہ وہ زمین پر اس طرح چلے پھرے کہ اس کے ذمہ کوئی خطا نہ ہو (ترمذی)

مزدوری کے ادا کرنے اور دیگر امور کے اجر کے بارے میں آپ نے ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن حکیم کی آیاتِ مبارکہ ملاحظہ فرمادیں۔ حقوق العباد کی رو سے، جیسا کہ مقولہ ہے سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ، قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے، کسی نہ کسی رنگ میں ہم سب ہی ایک دوسرے کے خادم یا مزدور کی حیثیت رکھتے ہیں لہٰذا وقت کی ہر انمول گھڑی، بے حس گزرتے ہوئے، فرزندانِ دنیائے اسلام سے، ان گنت سوالات کی بوچھاڑ کے ساتھ تقاضہ کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ مادی اور روحانی دنیا کی ترقی کے لئے فرداً فرداً اور اجتماعی طور پر آپ نے اپنے اور دوسرے بھائیوں کے لئے کیا کچھ کیا؟۔

مندرجہ ذیل گنے چنے سوالات سرفہرست قابلِ غور و فکر ہیں۔

(۱) امتِ مسلمہ میں سے عربی بھائیوں نے اپنے کھوئے ہوئے علاقے اسرائیل سے واپس لینے کی کوشش کی۔ حالیہ جنگ میں کیا آپ ان کے شانہ بشانہ میدانِ عمل میں ان کے شریک کار ہوئے؟ مجاہدین کے لئے روپیہ پیسہ، کپڑا، خوراک، اسلحہ

دوائیں اور رضاکارانہ خدمات پیش کیں؟

۲: اپنے جنگی قیدی طویل حراست کے بعد واپس آئے ان کے دکھ درد میں آپ کہاں تک شریک ہوئے۔ مدبّرہ تدابیر سے حکومت کو مشورہ دینے کے لئے آئندہ ایسی صورت حال پھر نہ پیدا ہو کیا سوچ بچار کی؟!

۳: اپنے سیلاب زدگان کی آباد کاری میں حکومت کا، عوام کی، عوام سے اور عوام کے لئے، اور اجڑے ہوئے بہن بھائیوں کا کہاں تک ہاتھ بٹایا؟

۴: گذشتہ ۲۵ برس سے مکّار دشمن کے ہاں جان بوجھ کر فرقہ وارانہ فساد کروا دیئے جاتے ہیں کسمپرسی کی حالت میں گھرے ہوئے مسلمان صرف اس قصور کی بنا پر کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہیں اہنسا کے شیدائیوں کے ہاتھوں بیدردی سے اس طرح شہید کر دیئے جاتے ہیں کہ آئندہ پروگرام (فسادات) تک کوئی حق گو لب کشائی نہ کرنے پائے۔ اقلیت سے ایسے ناروا سلوک کو ان کے ہاں تشدّد سے منسوب کیا جاتا ہے یہ قرآن پاک کی رو سے صبح و شام بارگاہ الٰہی میں ملتجی (النساء ۷۵) ہوتے ہوں گے کہ اے رب کریم ان ظالم لوگوں سے ہماری خلاصی کروا اور غیب سے اپنی قدرت کاملہ سے ہماری مدد فرما۔ آپ کب ان کی فریاد رسی کو پہنچے؟

۵: مقبوضہ کشمیر کے معصوم مسلمانوں کا عرصۂ حیات تنگ سے تنگ کر دیا گیا ان کے دینوی دنیاوی وسائل مفلوج کر دئے گئے۔ ان کا حقِ خود ارادیت لاٹوٹ انگ کی کسی تاریک چٹان کی کھوہ میں دفن کر دیا گیا۔ اپنے مظلوم بہن بھائیوں کی چیخ و پکار سن کر ان کی بے بسی پر کبھی آپ کے خون نے جوش مارا!

۶: اقلیتوں کے ناگفتہ بہ سلوک کے ساتھ ساتھ، دشمن ہاتھ پاؤں مارتا مارتا حیدر آباد ہڑپ، جوناگڈھ صفایا دیگر چھوٹی ریاستیں، گو اسمیت ہضم کر گیا اور ساتھ ہی مشرقی پاکستان

بھی لے ڈوبا۔ حیدر آباد، جوناگڈھ جیسی ریاستیں پاکستان سے الحاق رکھنے کی خواہش مند تھیں آپ ۲۵ برس یہی سمجھتے رہے کہ جنگ وجدال اچھا نہیں اور اسی میں ہی مصلحت سمجھی۔ یہ سب کچھ ہو گزرنے پر بھی دشمن کے کذب وافتراء کا یہ عالم ہے کہتے ہیں کہ "ہم کسی کے معاملہ میں دخل دینا نہیں چاہتے"۔ توبہ استغفر اللہ جھوٹوں کو کبھی بار بار کہتے ہوئے شرم تک نہ آئی!

اس کے برعکس آپ نے اپنی اقلیتوں کو کچھ ایسی کھلی چھٹی دی کہ سندھ اور بلوچستان میں صوبائی اور لسانی تعصب کو ہوا دے کر آپ کے بھائی آپ کے ہاتھوں شہید کروا دیئے۔ ایک طرف کھتری دوسری طرف دھکے کھاں ان سانحوں کا ذمہ دار تھا ان کی فہرست مکمل کرنے کی آپ نے آج تک کوئی ضرورت ہی محسوس نہیں کی!

مزید جبکہ دشمن پڑوسی ملک کے حواری (کاش ان کا کوئی تو دین مذہب ہوتا جو انہیں راستی کی منزل بتاتا) جو اسے ہر طرح کے اسلحہ سے لیس کرتے آئے اور کرتے رہیں گے۔ پاکستان کی سلامتی کے ازل سے ہی منافی رہے ہیں (جہاز میں سفر کرتے خیر سگالی کا جھوٹا پیغام ضرور بھیج دیتے ہیں) ان کی تخریبی کارروائیوں پر کبھی ٹھنڈے دل سے سوچا کہ آئندہ آپ کو اپنی بقا کے لئے کیا قدم اٹھانا ہوگا؟ ایک طرف امریکہ ہمیں اسلحہ کی فراہمی سے دیا رہے قیمتاً امداد کے طور پر نہیں) گریز کرتا نظر آ رہا ہے دوسری طرف روس (افغانستان اور ہندوستان) جیسے دشمنوں کو دھڑا دھڑ اسلحہ فراہم کر رہا ہے، ہندوستان خصوصاً اپنے ملک میں بھی بے حد اسلحہ تیار کر رہا ہے۔ آپ اسلحہ سازی میں خود کفیل نہیں ہیں آپ کے مشرق مغرب میں سنگین صورت حال پیدا کر دی گئی ہے۔ سلطنت مغلیہ کے زوال کے اسباب میں سے ایک کسل مندی بھی تھی جس کا خمیازہ غلامی نکلا اسے آپ کبھی پسند نہ کریں گے لہذا اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لاکر قربانی کے لئے تیار رہیئے۔

بعد الحمد اللہ عربی بھائیوں کی حالیہ جنگ سے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے مل کر پکڑ لو" ہلکے پھلکے آپس کے اختلافات کے باوجود، اتحاد اور یک جہتی کو لازوال قوت ملی۔ ۱۳۹۳ برس بعد بھی قرآن کی صداقت پر جی عش عش کر اٹھتا ہے (سورہ الانفعال ۶۳ میں)

اللہ رحیم و کریم اپنے پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے اے میرے حبیب میں نے مومنوں کے دلوں میں محبت ڈال دی (اکٹھے اور یکجان کر دیئے) اگر روئے زمین کی دولت (اس مقصد کے لئے) خرچ کر ڈالتے تو بھی ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے۔ مولائے کریم تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

اسلحہ کے تاجروں کا (اگرچہ یہ فرضی طور پر زبانی زبانی عربی بھائیوں کے مقبوضہ علاقے خالی کرنے کی تائید کرتے رہے) رب العزت نے ان کی قلعی کھول دی۔ یہ جس لائق تھے اپنی بدنیتی کی بنا پر خود ذلیل ہوئے یہ رہا دنیا کا حصہ ابھی آخرت کا حصہ ان کا دھرا رکھا ہے۔ بہر کیف دنیائے اسلام، ایک بار پھر دلوں کی گہرائیوں سے مبارکباد کی مستحق ہے۔ اللہ تعالےٰ رہتی دنیا تک تنظیم اتحاد قائم دائم رکھے اور دین، دنیا اور آخرت کی سربلندی عنایت فرمائے۔ آمین۔

دوسرا فائدہ اس اتحاد کا (الحمد اللہ) یہ ہوا کہ ہم نے اسلحہ میں خود کفیل ہونے کا عزم کر لیا۔ آئندہ چند برسوں میں ہم اپنے پاک مقصد میں انشاء اللہ کامیاب ہو جائیں گے لیکن نیلی آنکھوں والے ۱۹۱۶ء سے لیکر آج تک کوئی نہ کوئی غدار منافق کہیں نہ کہیں ڈھونڈتے چلے آئے، جس تحسین و آفرین کے وہ مستحق تھے ان کی اولاد بھی اپنے آباؤ اجداد کا نام روشن کرنے میں کسی طرح اُن سے کم نہیں ہے "کرم شاہ" اور "لارنس آف عربیا" جیسے اب مسلمانوں کی امامت کرانے سے رہے ہاں اپنی قوم کی شاید اب بھی کرا سکتے ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں (منافق کو منافقت

اب کافی مہنگی پڑے گی۔ اگر کسی کو ایسا کرنا ہی ہے تو اپنے والدین کو جیتے جاگتے خوب روپیٹ کر۔ بیوی، بچوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے الوداع کہہ کر آئے۔ ہاں تو ان سب پہ ذلت و رسوائی کے سبب زمین اتنی تنگ ہو چکی ہے کہ مصیبت کے ماروں کو ڈوب مرنے کے لئے جگہ نہیں ملتی ان کی کرتوت سن سن کر ایک سیدھا سادھا انسان بھی تف کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔

ان تربوز سر والوں کو چاہیئے تھا کہ زمین کے جھگڑوں جھمیلوں سے پاک ہو کر چاند پر جا بستے اپنی اپنی امتوں کو بھی ساتھ لے جاتے۔ خلا میں فصلیں اگاتے وہیں کھاتے پیتے مزے کرتے وہیں مرتے زمین ہمارے لئے چھوڑ جاتے لیکن بات وہیں آجاتی ہے ہائے حرص چمڑی جائے دمڑی نہ جائے۔ دھوکہ بازوں نے یو این او میں عربی بھائیوں کے علاقے خالی کرنے کی قرار دادیں پاس کیں ۱۹۶۷ء سے اسرائیل عربی بھائیوں کے علاقے خالی کرنے کی بجائے ٹال مٹول کر رہا ہے چار دن چھتر پڑے تو فوراً علاقے خالی کرنے پر رضا مندی ظاہر کی۔ امریکہ نے اسلحہ کی ترسیل میں رات دن ایک کر دیا ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو جنگ بندی اس شرط پر قبول کر لی گئی کہ عربی بھائیوں کے علاقے اسرائیل خالی کر دے گا۔ جنگ بندی کی خلاف ورزی اسرائیل نے پھر ایک بار یہ کی کہ نہر سویز کے مغربی کنارے پر اپنی چھاتہ بردار فوج اتار دی ۱۹۶۷ء کی جگہ تو در کنار ۲۲ اکتوبر کی جگہ پر واپس جانا بھی اسرائیل نے مناسب نہ سمجھا مسٹر کوسیگن جنگ کے دوران صدر سادات کو پانچ بار تو ملے۔ معاملہ خوب الجھا کر اسلحہ بیچنے کے لئے پھر ٹھاٹھ سے بیٹھ گئے۔

بڑی طاقتیں لیڈروں کی طرح اپنے بحری بیڑے، بحر عرب اور بحر ہند میں لئے پھرتی ہیں ان کا ظاہری اختلاف محض دکھلاوا ہے باطنی طور پہ یہ ایک ہی نسب العین کے حامل ہیں۔ کبھی کوریا۔ کبھی ویت نام، کبھی عرب اسرائیل، کبھی پاک بھارت اور

کبھی کہیں کبھی کہیں جنگ کروادی، اور تماشہ دیکھتے رہے پژمردہ ناتواں قوموں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یو این او کا ڈھونگ ہے ہی۔

اسلحہ میں خودکفیل ہونے کے لئے ہمیں کچھ وقت بھی چاہیئے۔ شر پسند حکومتیں شاید ہمیں اتنی مہلت نہ دیں۔ عربی بھائیوں کی مدد کرنے سے دنیائے اسلام کی، توجہ ہٹا کر اغلب ہے ہمارے ملک کی طرف پھیر دی جائے تاکہ عرب اسرائیل تنازعہ بھی جوں کا توں دھرا رہے اسرائیل کو عربی بھائیوں کے علاقے خالی کرنے نہ پڑیں اور نہ ہی ہم اپنے نیک مقاصد میں کامیاب ہو سکیں۔ یہ محض خیال آرائی ہے وگرنہ دستِ قدرت پر ہمیں کامل بھروسہ ہے۔ اللہ کریم نے ظالم کی گرفت کے لئے ایک وقت معین رکھا ہے اور ہر سرکش فرعون کے لئے موسیٰ علیہ السلام ضرور پیدا فرمایا ہے۔

اسلحہ کے ایسے تاجروں سے اور ان کے ہتھکنڈوں سے اللہ محفوظ رکھے بہر صورت ہمیں اپنے عربی بھائیوں کے علاقوں کے تحفظ کے لئے اپنے اور ان کے مفاد کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے سے بھی گریز نہیں کرنا چاہیئے۔ فتح صرف یہی نہیں کہ دشمن پہ غلبہ حاصل کیا جائے نیک مقصد میں اللہ رسولؐ کی خاطر دشمن کے بالمقابل سینہ سپر ہو کر جامِ شہادت پی لینا بھی فتح مبین سے کیا کم ہے۔ اور اس کے اجر کا حوالہ آپ نمبر ۲۳ پر دیکھ چکے الحمد اللہ۔

مندرجہ بالا حالات کے تحت اپنے کسی بھائی کی مدد کرنے یا اس کے حق دلانے کے سلسلہ میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی بھی ملاحظہ فرمادیں آپؐ نے فرمایا کہ ایک مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کی ضرورت میں چلنا حالتِ اعتکاف میں دس سال بیٹھنے سے زیادہ بہتر ہے جبکہ رضائے الٰہی کی نیت سے ایک دن کے اعتکاف کی بدولت اللہ تعالیٰ معتکف کو جہنم سے

تین خندقوں کے فاصلہ جتنا دور فرما دیتے ہیں اور ایک خندق کا فاصلہ دوسری تک اتنا ہی ہے جتنا آسمان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک فاصلہ الحمد اللہ (ترغیب)

اسی طرح آپؐ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے گھرانوں میں سے کسی گھرانے میں خوشی داخل کریگا۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جنت میں داخل کر کے ہی راضی ہوگا۔ (ترغیب)

اسی طرح آپؐ نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی خاطر اس کے کام کے لئے جاتا ہے تو اس کو اپنے گھر سے جانے اور آنے میں ہر قدم پر ستر ستر نیکیاں ملتی ہیں اور ستر ستر گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگر اپنے بھائی کے کام کی تکمیل کر دی یعنی پورا کر دیا تو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت معصوم کی طرح گناہ سے پاک کر دیا جاتا ہے اور اگر کام کی سرگرمی میں موت آ جائے تو بے حساب جنت میں داخل کیا جائے گا۔ (ترغیب)

آپؐ کا مزید ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص کسی مظلوم کا حق دلائے گا اللہ تعالیٰ دن قیامت، اس کے قدم پل صراط پر جمائے رکھے گا۔ یعنی پار لگا دے گا۔ بحمد الحمد اللہ (ترغیب)

للہٰذا اپنے بہن بھائیوں کے لئے خواہ وہ آپ کے ملک کے ہوں یا دنیا کے دوسرے خطوں میں مقیم ہوں خصوصی عربی اور کشمیری بھائیوں کی مدد کیلئے جس طرح بھی شامل حال ہو سکیں کسی سے پیچھے نہ رہیں اور اس کے اجر کی صرف اللہ سے امید رکھیں۔

"اولیائے کرام کا در پردہ ہاتھ"
(۲۵)

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم رب العزت کا ارشاد فرماتے ہیں

"جو شخص میرے دوستوں سے بغض رکھتا ہے وہ میرے ساتھ جنگ کرنے کو تیار ہو جائے" (حدیث قدسی)

جس شخص نے (خلیفۂ وقت) اولی الامرؑ کی اطاعت سے ہاتھ کھینچا وہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کو اس حالت میں ملے گا کہ اس کے پاس (اطاعت نہ کرنے کی) کوئی دلیل نہ ہو گی اور جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس کی گردن میں کسی (ولی پیر کامل) کی بیعت (کا پٹہ) نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا (مسلم)

اولیائے کرام کے در پردہ ہاتھ کے سلسلہ میں رقمطرازی کرنے سے پہلے عرض کروں گا کہ لفظ اولیاءؒ کے معنی سے واقف ہونا لازمی ہے۔ اولیاء جمع ہے ولی کی۔ ولی کہتے ہیں دوست، مددگار، معاون اور ساتھی کو۔ قرآن حکیم میں متعدد بار یہ لفظ اپنے انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

اس جہان آب و گل میں انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلسلہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پہ آ کر منتہی ہو گیا۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو زندہ و تابندہ رکھنے کے لئے اولیائے کرام کا سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا (ماشاء اللہ)

اللہ کریم کے یہ برگزیدہ بندے۔ دنیا والوں کی نظروں سے عموماً چھپے رہتے ہیں۔ دنیا سے برائے نام لگاؤ رکھتے ہیں۔ متلاشی طالبین کو، حسب مناسب سمجھیں گہر ہائے معرفت سے نواز دیتے ہیں۔ ہر اوپر نیچے آتے جاتے سانس کے ساتھ ان کی نماز، نفس کشی، قربانی، جینا، مرنا، لب کشائی یا خاموشی اختیار کرنا، خلق خدا کی خدا کے حکم سے ہی مشکل کشائی کرنا۔ لحظہ بہ لحظہ رضائے خداوندی کے تابع رہنا ان کا مقصدِ حیات ہوتا ہے۔

اللہ جل شانہ نے اپنے اسمِ پاک کے ساتھ انہیں رقم فرما کر شرف و اعزاز بخشا ہے یہ شریعت محمدیؐ، طریقت اور حقیقت کے پاسبان ہوتے ہیں۔ اسی لئے ان کی نگاہ میں بلا کی تاثیر اور دستِ فیض میں بھی بلا کی طاقت ہوتی ہے ان کی زیارت کرنے سے خدا یاد آتا ہے۔ ان کے پاس بیٹھنے سے گناہوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ اطاعت کی طرف رغبت اور شریعت کے احکامات کی پابندی کا احترام پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کی صحبت نصیب ہو جائے تو کیا کہنا جانیئے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی ایک گھڑی کی صحبت سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے الغرض جیسا کہ پھولوں کے انبار کے نیچے مٹی تک خوشبو دار ہو جاتی ہے ایسا ہی اولیائے کرام کی صحبت میں اکثر بیٹھنے والا ان کے ہر لحظہ رضائے حق اور اطاعتِ خداوندی میں گذرنے کے سبب) فوق العادات ان کے دستِ فیض سے محروم نہیں رہتا۔

ترمذی کی ایک حدیث کے اختتام پر مذکور ہے ؎ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کسی شخص نے اللہ کی طرف دل لگایا ہو تو اللہ نے ایماندار لوگوں کے (غور فرمائیں ایماندار لوگوں کے) دل محبت اور رحمت کے ساتھ اس (دل لگانے والے) کی طرف نہ پھیرے ہوں اور اللہ تعالےٰ ہر نیکی اس (دل لگانے والے) کی طرف جلد بھیجتا ہے اب آپ اندازہ فرمائیں جسے اللہ تعالےٰ اپنا ولی یا دوست بنائے تو اپنی مخلوق کا دِل اس کی طرف کیوں نہ پھیر دے گا رہا ان کی طاقت کا سوال تو اللہ نے اپنے ولی کو اتنی طاقت دے رکھی ہوتی ہے کہ تیر کمان سے نکلا ہوا جو اپنے نشانہ پر ٹھیک بیٹھنے والا ہو اس (کمان سے نکل چکے تیر) کو واپس لوٹا لیتے ہیں اللہ اکبر۔

یہ بات عام فہم ہے کہ جس چیز کی طلب ہو اس کے تاجر، سوداگر، بیوپاری یا لین دین والے کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ جسے اللہ و رسولؐ چاہیئے وہ

کسی اللہ رسولؐ والے کی طرف رجوع کرے۔ کچھ صاحبان کی رائے ہے کہ سیدھا اللہ اللہ کرنے سے اللہ مل جاتا ہے۔ جب اللہ مل گیا تو سب کچھ مل گیا کسی وسیلہ کی ضرورت نہیں! یہ ان کی خام خیالی ہے اللہ اللہ کرنے سے اللہ حقیقتاً نہیں ملتا البتہ اللہ والے ہوتے ہیں کہ اللہ سے ملا دیتے ہیں۔ یہاں مجھے کلام پاک کی بیسیوں آیاتِ مبارکہ سے انکار نہیں رجیسے البقرة ۲/۱۵۲ سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں تمہیں یاد کروں گا۔ ۔ ۔ اور (المومن ۴۰/۶۰) تمہارے پروردگار نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

اللہ کی طرف رجوع کرنے سے اللہ بندوں کی ہدایت فرماتا ہے۔ نمبر ۲ کے شروع میں چند احادیث کا ذکر خیر بھی ہوا کہ جو شخص اللہ کی طرف بالشت بھر آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ہاتھ بھر بڑھتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ درست ہے لیکن مرشد کامل کے بغیر عبادت (بھگتی) کرنے سے اللہ تعالیٰ طاقت (شکتی) ضرور عطا فرما دیتا ہے۔ جوگی رانے جو اپنی بھگتی کے زور پہ (حضورؐ جناب سرورِ کائنات کی دنیاوی، دینی اور اخروی عنایات سے بے خبر) فضا میں بے بال و پر اڑا جاتا رہا لیکن جب اللہ کے ولی کامل جناب حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ سے مناظرہ کی جسارت کر بیٹھا تو داتا صاحبؒ کے نعلین پاک نے اس کے فضا میں اڑتے ہوئے (بھگتی کے گھمنڈ والے) سر کو فضا میں ہی درست کر دیا۔ شرمسار ہو کر نیچے آیا۔ آپ کے دستِ حق پر بیعت کر کے جو اللہ اللہ شروع کی تو منصب خلافت و ولایت پر فائز کر دیا گیا الحمد اللہ

جناب داتا صاحبؒ کے ملفوظات سے اولیائے کرام کے بارے میں تبرکاً قلمبند کرتا ہوں۔ جناب فخر موجودات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں کہ اللہ کے نبیؑ اور شہید ان پر رشک کرتے ہیں۔ صحابہؓ کرام نے عرض کیا وہ کون ہیں؟ آپؐ نے ان کی صفت بیان فرمائیں تاکہ ہم ان کو دوست

رکھیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایک قوم ہے جو دوست رکھتی ہے روح اللہ کو یعنی اللہ کے امر کو بغیر مالوں اور کسبوں کے۔ ان کے چہرے نور ہیں اور وہ نور کے منبروں پر ہوں گے۔ جس وقت لوگ خوف کھائیں گے انہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ اور نہ غم۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسورۃ یونس ۱۱ پڑھی۔ جس کے معنی اوپر مذکور ہوئے۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی دہرایا کہ جس نے میرے ولی کو تکلیف دی اس کے ساتھ جنگ کرنا مجھ پر (یعنی اللہ تعالیٰ پر) حلال ہوا۔ اولیائے کرام کو اللہ رب العزت نے دوستی اور ولایت سے مخصوص کیا ہے اور یہ (اولیاء اللہ) اللہ کے ملک کے والی ہوتے ہیں۔ جن کو اللہ نے برگزیدہ کیا ہے اور اپنے فعل اور اظہار کا نشان گردانا ہے۔ اور طرح طرح کی کرامتوں سے مخصوص فرمایا ہے اور طبعی آفتوں سے انہیں پاک فرمایا ہے اور نیز نفس اور ہوا (یعنی خواہش) کی پیروی سے ان کو خلاصی دی ہوئی ہے یہاں تک کہ ان کی ہمت اور محبت بجز خداوند تعالیٰ کے کسی سے نہیں۔ اولیاء اللہ ہم سے پہلے بھی ہوئے اب بھی ہیں اور ہم سے پیچھے بھی قیامت کے دن تک ہوتے رہیں گے اور اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس امت کو گزشتہ امتوں پر فضیلت دی اور اللہ رحیم و کریم اپنے حبیبؐ اکرم کی شریعت کا نگہبان ہے اور اس (اللہ) نے اس کی (حضورؐ کی امت مسلمہ کی) پاسبانی کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ جیسا کہ علماء کے درمیان خبری دلائل اور عقلی حجتیں آج کے دن موجود ہیں ویسے ہی چاہیئے کہ براہین عینی بھی موجود ہوں اور ان کا انکار نہ چاہیئے

خداوند کریم نے برہانِ نبوی کو آج کے دن تک باقی رکھا ہے اور اولیاء کو اس کے اظہار کا سبب بنایا ہے تاکہ خدا کی آیتیں اور رسولؐ اکرم کی صداقت کی دلیلیں ہمیشہ ظاہر ہوتی رہیں اور بالخصوص ان کو جہان کا والی بنایا ہے۔ جنھوں

نے حدیث نبوی کا اتباع کیا اور نفس کی مطابعت کا راستہ چھوڑ دیا تاکہ ان کے قدموں کی برکتوں سے آسمان سے بارانِ رحمت نازل ہو اور ان کے احوال کی صفائی کے سبب ان کے قدموں کی برکت سے انگور اگتے ہیں اور کافروں پر مسلمان ان کی ہمت سے کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ ماشاء اللہ۔

چند دل آزردہ صاحبان سے ملنے کا اتفاق ہوا کہنے لگے ہمارے پیر صاحب نے ٹرانسسٹر کی فرمائش کی وہ دیا اور بھی جو خدمت ہو سکی کسر نہ چھوڑی لیکن برسوں بعد بھی ہمیں فیض نہ ہوا! آپ یہ بتائیے کہ اللہ کے ولی کامل کی نظر میں دنیا حقیر۔ روئے زمین رائی کے دانے کی طرح ان کے روبرو۔ کشف سے بیسیوں برس ماضی کے حالات بتا دیں۔ حال سے آگاہ کر دیں اور خداداد فراست سے مستقبل کے احوال بھانپ لیں (یعنی کوئی زمانہ ان سے پوشیدہ نہیں ہے) ان کو ٹرانسسٹر اور دنیا کی لہو و لعب سے کیا غرض؟ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کے سر بلند ہیں۔ نظریں عالی اور ساٹھ سال بعد بھی جو کچھ ہونے والا ہے ان اللہ والوں کی نظر وہاں تک پہنچ جاتی ہے۔

آنچہ خواہد بود بعد شصت سال دانما اندر حال آں نکو خصال

مجھے رویا میں جناب غوث الاعظمؒ دستگیر سے شرف مصافحہ نصیب ہوا الحمد للہ اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبسم سے بھی نوازا گیا ہزار جنتیں آپ کے تبسم پر نثار۔ میں جناب غوث پاک کا کمترین مرید بھی ہوں آپ کی باصفا کرامات میں سے ایک تبرکاً رقم کرتا ہوں۔

آپ کے ایک خادم نے آپ کی خدمت میں روتے ہوئے اپنا خواب بیان کیا کہ میں نے ستر عورتوں سے مقاربت کی اور مجھے ستر بار غسل کی حاجت ہوئی آپؒ نے فرمایا "گھبراؤ نہیں مجھے اطلاع دی گئی کہ تم اپنی زندگی میں ستر بار زنا کے

مرتکب ہو گئے۔ میںؓ نے اللہ تعالٰی سے دعا کر کے ان واقعات کو عالم بیداری سے عالم خواب میں تبدیل کرا لیا اب تم انشاءاللہ تعالٰی اس گناہ کبیرہ سے محفوظ رہو گئے (یہ تھی نگاہ غوث پاک)

آپؒ کے قصیدہ غوثیہ کے چند اشعار کا ترجمہ پیش خدمت ہے آپؒ فرماتے ہیں "مہینے اور زمانے جو گذر چکے یا گذر رہے ہیں بلاشک وہ میرے پاس حاضر ہوتے ہیں اور مجھ کو گذر رہے ہوئے اور آنے والے واقعات کی خبر اور اطلاع دیتے ہیں (اے منکر کرامات) جھگڑے سے باز آ

اور اللہ تعالٰی کے تمام شہر میرا ملک ہیں اور ان پر میری حکومت ہے اور میرا وقت یعنی میری روحانیت میرے جسم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی صفا تھی۔

اور میں (یعنی جناب غوثؒ پاک) امام حسنؓ کی اولاد سے ہوں اور میرا مرتبہ مخدع (خاص مقام) ہے اور میرے قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں (ماشاء اللہ)

ہاں تو عرض کر رہا تھا کہ خدارا ایسے نقالوں اور بہروپیوں سے کنارا کریں۔ ایسے پیشہ ور لوگ، ان اولیاء کرام جیسی بزرگ ہستیوں کے لئے (جن کا ہر لمحہ اتباع رسولؐ اور رضائے خداوندی میں گذرتا ہے) بدنامی کا باعث ہیں۔ ولی کامل بے غرض ہوتے ہیں سوال تو درکنار کسی چیز میں حرام کی آمیزش ہو تو نذرانہ قبول کرنے سے بھی گریز فرماتے ہیں۔

متلاشی طالب کا روحانی فیض اگر کسی دوسرے ولی کے ہاتھوں میں ہو تو ولی حسد نہیں کرتے بلا تامل دوسرے کی طرف التفات کرنے کا اشارہ کر دیتے ہیں کہ فلاں کی خدمت میں حاضر ہوا کرو۔ بادل جیسے زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتے ہیں۔ ایسے ٹھکانے نہیں رکھتے طالب حق پر لازم ہے کہ اپنے روحانی فیض کی تلاش میں کوشاں رہے اگر ایک جگہ فیض یاب اور بامراد نہیں ہوا تو یقین کامل کے ساتھ

دوسری جگہ تلاش کرے طالب جس قدر راسخ الیقین ہو گا اتنی ہی جلدی فیض یاب ہو گا اور اگر مرید صادق میں "خوئے صدیق" ہو تو پھر سونے پر سہاگہ۔

"اولیائے کرام کے دریدہ ہاتھ" کے بارے میں مجھے اختصار کے ساتھ عرض کرنا ہے کہ ولی یا پیر کامل، طالب مرید کا ہاتھ صرف اس وقت ہی پکڑتے ہیں (بیعت قبول کرتے ہیں) جب اس کا نصیب اپنے ہاتھوں بلند ہوتا دیکھتے ہیں بیعت قبول کرنے کے بعد پیر کامل مُریدکا اپنی خداداد قوت سے کچھ ایسے سرپرست ہوتے ہیں کہ مرید کے (دور و نزدیک) افعال باطنی پیرِ کامل پہ عیاں ہوتے ہیں اور وہ اپنے مرید کے نیک اعمال میں اس کی اعانت کرتے اور برائی کے کاموں کی روک تھام میں اپنا حتی المقدور تصرف فرماتے ہیں۔ الحمد اللہ۔

جہاد کے پہلو کو پیش پیش رکھتے ہوئے چند اولیائے کرامؒ اور ان کے عہد مبارک کے عقیدت مند سلاطین اور فرمانرواؤں کے اسم گرامی درج کرنا اپنی سعادت سے کم نہیں سمجھتا۔ (۱) محمد بن قاسم رحمتہ اللہ علیہ کو جناب خواجہ حسنؒ بصری سے بے پایاں عقیدت تھی۔ راجہ داہر کے لوگوں نے عربی بھائیوں کی ایک کشتی ساحل سمندر پر (جہاں آج کل حیدر آباد سندھ ہے) لوٹ لی۔ حجاج بن یوسف عراق کے گورنر نے اپنے داماد محمد بن قاسم کو چھ ہزار جانباز سپاہیوں کے ساتھ فوج کشی کیلئے بھیجا۔ سات جمادی الاولیٰ ۹۲ ھج مطابق ۷۱۱ء داہر کی فوج اور عربی جانبازوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ محمد بن قاسم نے خواجہ حسنؒ بصری کی چادر شریف اوڑھ کر میدان کارزار میں اللہ تعالٰے سے فتح کی دعا مانگی اور کامیابی سے نواز دیئے گئے۔ الحمد اللہ۔

(۲) (الف) سلطان محمود غزنوی کو حضرت شاہ ابوسعیدؒ غزنوی سے اور جناب ابوالحسن خرقانیؒ سے گہری عقیدت تھی۔ جے پال والئ پنجاب نے سازش کی۔ محمود غزنوی شاہ ابوسعیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؒ نے عدل و انصاف

کی تلقین کے ساتھ فتح کا مژدہ بھی سنا دیا ۳۹۲ ہجری ۱۰۰۱ء میں محمود غزنوی دس ہزار فوج لے کر لاہور کی طرف بڑھا۔ ادھر راجہ تیس ہزار پیادہ، بارہ ہزار سوار، تین ہزار جنگی ہاتھی ساتھ لے کر (واہ کیا ٹھاٹھ ہوں گے راجہ کے) میدان میں آیا۔ غزنوی شیروں نے ایسے آڑے وقت میں بھی (یوں ولی اللہ کا در پردہ ہاتھ کام کرتا ہے۔) ثابت قدمی رکھی۔ دشمن کی صفیں الٹ دیں اور اسے تہس نہس کر دیا۔ راجہ کو شرمناک شکست ہوئی۔

(ب) ۱۰۰۸ء میں محمود غزنوی پھر جناب ابو سعیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؒ نے پھر فتح کی خوشخبری سنائی۔ محمود پھر ایک لاکھ فوج لے کر دشمن کے سر پہ آندھی کی طرح آوارد ہوئے۔ راجہ نے ذلیل ہو کر ہتھیار ڈال دیئے اس طرح نگرکوٹ، کالنجر اور پنجاب پر محمود غزنوی کا قبضہ ہو گیا۔

(پ) کچھ مورخین محمود غزنوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس نے ہندوستان پر اٹھارہ حملے کئے کچھ لکھتے ہیں کہ چوبیس حملے کئے۔ بت پرستوں کی دکھتی رگ (سومنات) پر حملہ آور ہونے سے پہلے جناب ابوالحسنؒ خرقانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جناب ابوالحسنؒ استراحت سے پاؤں پھیلائے ہوئے تھے۔ توجہ نہ فرمائی۔ محمود کو کچھ ناگوار بھی گذرا۔ سومنات کی فتح و تسخیر کے لئے دعا چاہی تو آپؒ نے اپنا جبہ مبارک بخشا ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ اگر اپنی فوج کے پاؤں اکھڑتے دیکھو۔ (غور فرمائیے دیکھی آپ نے اللہ کے ولی کی نگاہ) تو ہمارا خرقہ پہن کر میدان کارزار میں ہی سجدہ ریز ہو جانا۔ جو دعا مانگو گے اللہ قبول فرمائے گا۔ اور یہ بھی دعا کر دی کہ جا تیرا مقام محمود ہو۔ اللہ کے برگزیدہ ولی کی دعا سے محمود نے اپنے آپ کو خواب میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے مقامِ محمود پہ ہی دیکھا۔ الحمد اللہ

جب محمودؒ رخصت ہونے لگا تو ابوالحسنؒ اٹھ کر ملے۔ محمود کو تعجب ہوا کہ جب آیا تو آپ نے پروانہ کی۔ جا رہا ہوں تو آپؒ اٹھ کر رخصت فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا محمود جب تم آئے تھے تو تمہارے ذہن میں شہنشاہیت کی بو بھی جاتے ہوئے ہم سے عجز و انکساری کا سبق لے کر جا رہے ہو۔ محمود نے دو تھیلیاں اشرفیوں سے بھری ہوئی آپ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ نے کئی روز کا سوکھا ہوا روٹی کا ٹکڑا کھانے کو دیا۔ محمود نے شکایت کی کہ حضور حلق میں اٹکتا ہے۔ آپ نے دونوں تھیلیاں پکڑ کر دونوں ہاتھوں سے بھینچ دیں تو ان سے خون ٹپکنے لگا۔ فرمایا محمودؒ جب تم سے سوکھا ٹکڑا نہ کھایا گیا تو ہم سے یہ اشرفیاں کیسے ہضم ہوں گی ہو (دیکھا آپ نے اللہ کے ولی کب نذرانہ قبول کرتے ہیں)

جناب ابوالحسن خرقانیؒ سے محمودؒ اجازت لے کر سومنات پر حملہ آور ہوئے مدافعت کے لئے بارہ راجے مہاراجے بالمقابل ہوئے گھمسان کا رن پڑا صورتحال کے تحت ابوالحسنؒ یاد آئے۔ آپؒ کا خرقہ پہن کر وہیں بارگاہِ الٰہی میں سربسجود ہو گئے۔ دعا کے بعد جو سر اٹھایا تو دیکھا جیسے کوئی کمک پہنچ چکی ہو۔ کفار کی صفیں جیسے درہم برہم ہو کر رہ گئی ہوں۔ بہر کیف محمودؒ کا سینہ سومنات کے بڑے بت کو توڑ کر ہی ماشاء اللہ ٹھنڈا ہوا۔ خواب میں ابوالحسنؒ خرقانی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سوال ہوا۔ محمودؒ تم نے ہمارا خرقہ پہن کر کیا دعا مانگی تھی۔ جواب دیا "حضور میں نے دعا مانگی تھی کہ باری تعالیٰ مجھے فتح نصیب فرما"۔ آپ نے فرمایا محمودؒ تم نے ہمارے خرقہ کی آبرو ہی کھو دی۔ اگر تم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے کہ ان بت پرستوں کو دولت ایمان سے مالا مال کر دے۔ تو پورا ہندوستان مسلمان ہو جاتا سبحان اللہ

اللہ کے ولیوں کے کچھ رموز و نکات ہوتے ہیں جیسے اللہ فہم و ادراک بخشے فائدہ اٹھا لیتا ہے :۔ افسوس میری کوتاہ نظری ایسے ایسے غزنی کے حکمرانوں

کے اسم گرامی میری نظر سے مزید گزرے جو محمودؒ کی طرح اولیائے کرام سے عقیدت رکھتے اور محمودؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوں۔ صد افسوس کہ اسی خطہ سرزمین کے سربراہ بیسیوں برسوں سے پاکستان اور پاکستانی عوام کے ساتھ عناد رکھتے ہیں ڈور انڈ لائن کا ڈھونگ رچاکر خوامخواہ فساد چاہتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ وہ خود مریں تو کلمہ گو اور اگر اپنی دفاع کرتے ہوئے ہم مارے جائیں تو مسلمان! تماشائی بیٹھے مزے کریں

سلطان شمس الدین التمش کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے بے پناہ عقیدت تھی جس کی وجہ سے ہی انہیں تخت و تاج حاصل ہوا ورنہ ۱۲۰۶ء میں سلطان قطب الدین ایبک نے انہیں (یعنی التمش کو) ایک سوداگر سے خریدا۔ اپنی لڑکی کی شادی بھی اس سے کردی۔ اور ایبک کے انتقال کے بعد ہندوستان کے بیشتر حصوں پر اللہ کے ولی کی دعا سے ہی ان کا پرچم لہرایا۔ جناب بختیار کاکیؒ نے وصال سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کی نماز جنازہ صرف وہ شخص پڑھائے جس کی عصر کی سنتیں کبھی قضا نہ ہوئی ہوں تو جناب معین الدین چشتیؒ اس کے منتظر رہے کہ دیکھیں اتنا سعادت مند کون ہوگا جناب التمش آئے اور آپ نے ہی بختیار کاکیؒ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

جلال الدین محمد اکبر، جناب حضرت شیخ سلیم چشتیؒ اور حضرت خواجہ غریب نوازؒ سے بے حد عقیدت رکھتا تھا۔ ان حضرات کی دعاؤں سے دکن، مالوہ، گجرات اور راجپوتانہ کے علاقے جہاں سخت انتشار رہتا تھا۔ اکبر کے قبضہ میں آگئے ۱۵۵۶ء بمطابق ۲ محرم ۹۶۴ھ کو ہیموں بقال دہلی پر قابض ہوگیا۔ لیکن جناب سلیم چشتیؒ کی دعا سے دوبارہ اکبر کو فتح ہوئی۔ ۱۵۶۸ء میں چتوڑ گڑھ، گجرات اور بنگال پر قبضہ کرلیا۔ اولاد سے محروم تھا، شیخ سلیم چشتیؒ سے بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے آرزو کی۔ آپؒ نے خواجہ غریب نوازؒ کے در دولت پہ حاضر ہونے کے لئے کہا۔ ان کی

دعاؤں سے اکبر کے ہاں شہزادہ سلیم رجو بعد میں نورالدین جہانگیر کے لقب سے مشہور ہوا) پیدا ہوا۔

اکبر نے جناب حضرت مجدد الف ثانیؒ کو گوالیار کے قلعہ میں محصور کر کے اس لئے اذیت پہنچائی کہ اس کے خودساختہ دین الٰہی کو تقویت پہنچے۔ ریاد رہے کہ قیام پاکستان پہ بھارتی فریبیوں نے ہمارے بیشتر علمائے کرام کو ایسا حکمیہ ہی دیا تھا کہ حکومت الٰہیہ قائم کریں۔ ہل جل کر رہیں۔ علیحدگی اختیار نہ کریں کیونکہ حکومت تو صحیح معنوں میں خدا تعالیٰ کی ہے۔ پس جو ہمارے بزرگ ان سے ملے رہے گذشتہ پچیس برس سے ان کو سال میں ایک یا دو بار قتل عام کئے جانے کی صورت میں صلہ ملتا رہتا ہے جو نہ جانے کب ختم ہوگا اور نہ جانے ایسے بے بسوں کی فریاد کو پاکستان کب پہنچے گا!)

اکبر کو "دین الٰہی" رائج کرنے میں کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے صرف ۹ رتن برائے نام اس میں شامل ہوئے۔ جہانگیر نے بھی تخت نشین ہو کر جناب مجدد الف ثانی کو قلعہ گوالیار میں قید رکھا۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت اور تلقین پر مجدد الف ثانی کو عزت و اکرام کے ساتھ اور آپ کی سب شرائط تسلیم کر کے رہا کر دیا۔ بعد میں آپ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتا رہا۔ دیکھا آپ نے اللہ کے ولی کی سفارش کس نے کی۔ آقائے نامدار نے!

مولانا ابوالکلام آزاد تذکرۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں جہانگیر نے اپنے عہد میں جب اہل اللہ اور داعیان حق کی ایذا و ہلاکت پر کمر باندھی تو "سید محمد ابراہیمؒ داؤد بندگی کرمانیؒ کو دربار طلبی کے لئے لکھا گوالیار جاتے ہوئے آپؒ راستہ میں ہی جہانگیر سے ملے مخدوم الملک کی شکایات سامنے لانے سے پہلے ہی جہانگیر خود بخود کہہ اٹھا اس منہ سے جھوٹ نہیں بولا جا سکتا" اور آپ سے بہت متاثر ہوا۔

سلطان علاؤالدین خلجی، جناب نظام الدینؒ اولیاء کے معتقدین میں سے تھا۔ غیاث الدین تغلق کا بیٹا الغ خان بھی جناب نظام الدینؒ کا شیدائی اور مرید تھا۔ جناب اورنگ زیب عالمگیر۔ جناب خواجہ محمد معصوم کے دستِ حق پر بیعت تھے اسی طرح داراشکوہ جناب حضرت میاں میر صاحب کا دل وجان سے گرویدہ رہا

جناب شاہ ولی اللہؒ کی ذاتِ بابرکات ممنونِ تعارف نہیں۔ مغل بادشاہ اورنگ زیبؒ کے انتقال کے بعد ۱۷۰۷ء میں اسلامی حکومت کو بیرونی اور اندرونی خلفشار کا سامنا کرنا پڑا۔ سکھوں نے بغاوت کی۔ مرہٹے مسلمان حکومت کے لئے زبردست خطرہ بن گئے۔ مغلیہ دربار، زنانیوں، جھگڑوں اور سازشوں کا اکھاڑہ بنا اور ایرانیوں اور تورانیوں کے دونوں گروہوں میں ناعاقبت اندیشی سے حصول اقتدار کی کش مکش شروع ہوگئی۔ بالاجی وشوا ناتھ مرہٹہ نے مسلمان امرا کی ناچاکی سے فائدہ اٹھایا۔ ۱۷۱۹ء میں، مغلیہ دربار کے سید برادران نے مغل حکمران فرخ سیر کو مسندِ شاہی سے اتارنے کے لئے وشوا ناتھ سے مدد طلب کی۔

باجی راؤ اول، اور راجہ ساہو مرہٹہ نے ۱۷۲۵ء میں، ہندوستان سے مسلمانوں کے مکمل انخلاء کے بعد ہندو راج قائم کرنے کا تہیہ کرلیا کہ دریائے کرشنا سے لیکر دریائے اٹک تک اس سرزمین پر مرہٹوں کا ہی جھنڈا لہرائے (گذشتہ پچیس برس میں سالانہ ایک بار یا دو بار مسلم کش فسادات برپا کر کے ہندو ذہنیت نے اپنے اباء جد کا نام ویسے ہی روشن کیا ہے لیکن اسے شاید قدرت کی بے آواز لاٹھی اور اس کی ضربکاری کا احساس نہیں) باجی راؤ نے "ملک گیری" مہمات شروع کردیں اور ۱۷۳۷ء میں ایک گوریلا لشکر کی قیادت میں دہلی پر دھاوا بول دیا۔ صفدر جنگ نے سورج مل جاٹ سے اور غازی الدین نے باہمی کش مکش کی بنا پر مرہٹوں سے مدد مانگی اس طرح ہندوؤں نے مسلمانوں کو خصوصی اہلیان دہلی کو لوٹ کھسوٹ کر رکھدیا۔ غازی الدین نے

مرہٹوں کی مدد سے نجیب الدولہ کو بھی شکست دی۔ انہی حالات میں راگھوناتھ نے شمال کی طرف بڑھتے بڑھتے آگرہ، دہلی اور لاہور پر قبضہ کر لیا۔

شاہ ولی اللہؒ کی کتاب "فیوض الحرمین" کے حوالہ سے عرض کرتا ہوں۔ کہ آپؒ نے نجیب الدولہ، روہیلہ سردار اور دیگر امراء سب کو باہمی اختلافات مٹا کر مرہٹوں کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد ہو جانے کی نصیحت کی۔ آپ نے اودھ کے شاہ شجاع الدولہ کو جو شیعہ مذہب تھا اور افغانستان کے حکمران احمد شاہ ابدالی جو کٹر سنی تھا خطوط لکھے کہ اسلام اور مسلمانانِ ہند کی حفاظت کے لئے ایک دوسرے سے ہاتھ ملا کر کفر کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکیں۔

اگست ۱۷۵۹ء میں احمد شاہ ابدالی دریائے سندھ عبور کر کے پنجاب میں آ داخل ہوا۔ لاہور کا مرہٹہ گورنر دہلی بھاگ گیا۔ احمد شاہ نے اس کا تعاقب کیا۔ نجیب الدولہ، حافظ رحمت خان، احمد خاں بنگش اور روہیلہ سردار بھی اپنے اپنے لشکرے کر احمد شاہ کے ساتھ آ ملے۔ جنوری ۱۷۶۱ء میں اس متحدہ فوج نے دتہ جی سندھیا کو دہلی کے نزدیک شکست فاش دی اور ایک دوسری مڈھ بھیڑ میں جہان خاں نے ملہر راؤ ہلکر کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

اُدھر جگہ میں مرہٹے نظام حیدر آباد پر فتح حاصل کر کے اپنی فتح کے شادیانے بجا رہے تھے جب انہیں شمالی ہندوستان میں ذلت آمیز شکست کی خبر پہنچی تو انہوں نے وشواش راؤ کی کمان میں ایک لشکر جرار فوری طور پر تیار کیا۔ سداشیو راؤ فاتح اُدھ جگہ بھی اپنی سپاہ کے ساتھ شامل ہوا۔ جیسے ہی اس پرشکوہ فوج نے شمال کی طرف پیش قدمی کی تو کئی مرہٹہ سردار، خانہ بدوش پنڈاری، وشواش راؤ اور سداشیو راؤ کے ساتھ ملتے گئے یہانتک کہ سپاہیوں کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ گئی۔

سداشیو راؤ تاریخ میں "بھاؤ" کے نام سے مشہور ہے دہلی کی گلیوں اور بازاروں

کو غارت گری کا نشانہ بنایا یاد رہے کہ قیام پاکستان کے دوران ان کفار نے اسی ظلم وستم کو اس سے کہیں زیادہ دہرایا) شہنشاہ وقت کو تخت سے اتار کر اپنے ایک کٹھ پتلی نمائندے مرزا جوان بخت کو مسندِ شاہی پہ بٹھایا۔ بھاؤ نے شجاع الدولہ پر درد رہیلوں کے خلاف اس کے باپ کی مدد کے احسان جتا کہ زور ڈالا کہ وہ مرہٹوں میں اور احمد شاہ ابدالی میں بیچ بچاؤ کر کے صلح کرا دے۔ بھاؤ نے احمد شاہ کو سرہند تک کا علاقہ دینے پر بھی رضامندی ظاہر کی (حالانکہ مرہٹے کچھ عرصہ پہلے دریائے کرشنا سے لے کر دریائے اٹک تک اپنا جھنڈا لہرانے کے خواب دیکھ رہے تھے اور امید رکھتے تھے کہ وہ اپنے اقتدار کا پودہ کوہ ہمالیہ کی دوسری طرف لگائیں گے) لیکن وہ (بھاؤ) نہ تو شجاع الدولہ کو احمد شاہ سے الگ کر سکا اور نہ احمد شاہ کو کسی قسم کا لالچ دے کر واپس کر سکا۔ وہ تو مسلمانانِ ہند کو مرہٹوں سے نجات دلانے آیا تھا لہذا بھاؤ احساسِ ندامت دور کرنے کے لئے اپنی فوج لے کر پانی پت کی طرف بڑھا۔ دوسری طرف مسلمان فوجوں نے بھی پڑاو ڈال دیا۔

احمد شاہ نے جہاں جہاں سے مرہٹوں کو رسد پہنچتی تھی تمام راستے بند کر دیئے۔ بھاؤ نے رحم کی اپیل کی۔ نجیب الدولہ ان کی عیارانہ فطرت سے آگاہ تھا اس اپیل کو سراسر دغا فریب پر مبنی سمجھا اور اسی طرح احمد شاہ نے بھی یہ کہتے ہوئے بھاؤ کی اپیل رد کر دی کہ جب تک خطرے کی تلوار مسلمانوں کے سر سے دور نہیں ہوتی وہ کسی مصالحت کے لئے تیار نہیں۔ لڑائی ناگزیر تھی۔ بھاؤ نے راجہ کاسی سے بھی ان الفاظ میں اپیل کی "پیالہ لبالب بھر چکا ہے اور اب اس میں ایک قطرہ کے سمانے کی گنجائش نہیں رہی اگر کچھ ہو سکتا ہے تو کر دو یا فوراً سیدھا سیدھا جواب دے دو۔ اس کے بعد ہمیں لکھنے اور بولنے کا کوئی وقت نہ ملے گا۔" بھلا راجہ کاسی مسلمانوں کی اللہ کے ولی کے ہاتھوں دو پہ دہ لشت پناہی کے خلاف کیا کر سکتا

تھا۔لڑائی کا آغاز مرہٹوں کی طرف سے ہوا۔ابراہیم گاردی (منافق) کی سرپرستی میں مرہٹہ توپچیوں نے مسلمانوں پر آگ کے گولے برسانے شروع کردیئے مرہٹے مسلمانوں سے تعداد میں چار پانچ گنا زیادہ تھے لیکن غیور سرفروشوں نے سر پر کفن باندھ کر اسلام کی توقیر کے لئے اپنی جان و مال کی بازی لگادی توپوں سے نکلتے ہوئے آتشی گولے جہنم کی آگ کو شرمار ہے تھے تاہم مسلمان اپنی آنکھوں پر ایمان کی پٹیاں باندھ کر دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔ دشوا راؤ زخمی ہوا۔ بھاؤ نے آدھ گھنٹہ اور لڑائی جاری رکھی۔شاہ ولی اللہ کی دعائے خیر سے جیسے کسی ملکوتی طاقت نے مرہٹوں کی صفیں کی صفیں ہی الٹ کر رکھ دیں۔کاسی راجہ لکھتا ہے "یکا یک ایک ہی لمحے میں کسی طلسماتی قوت نے تمام مرہٹہ سپاہیوں کی پیٹھیں میدان جنگ کی طرف موڑ دیں اور وہ اپنے پیچھے مقتول ساتھیوں کے ان گنت انبار چھوڑتے ہوئے سرپر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔"

سداشیو راؤ۔وشواش راؤ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ان کا سب سے بڑا سردار پیشوا اس غم کو برداشت نہ کرتے ہوئے چند ماہ بعد ہی عازم جہنم ہوا۔اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ اسلام کے فرزند جب اتفاق اور ارادے کی پختگی کے ساتھ کسی نیک مقصد کے لئے تل جائیں تو انہیں خدا تعالیٰ ایسا ہی دبدبہ اور کامرانی عطا فرماتا ہے۔"فیوض الحرمین" سے اخذ کیا جاتا ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان سب امور کی خبر ایک روحانی خواب کے ذریعہ ۲۹ برس پہلے ہی کر دی گئی تھی۔اللہ تعالیٰ خود سب کچھ کرنے پر قادر ہے لیکن جنت میں اعلیٰ ترین مقام عنایت کرنے کے لئے اور بعض ہٹ دھرم کفار کو وادی ویل میں منہ کے بل دھکیلنے کے لئے اس نے اپنے بندوں کو ان کی اطاعت اور بے رخی کے ساتھ اپنے مقامات پر پہنچانا ہے۔

سکندر، رچرڈ اور نپولین جیسے لوگوں کی فتوحات فانی تھیں۔ صرف انبیاءؑ اللہ کے ولی اور اللہ والے فاتح کہلانے کے مستحق ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام (حضرت عامر بن فہیرہؓ) کا مقام بارگاہِ الٰہی میں ایسے لوگوں سے کہیں مقبول و منظور ہے۔ آپ کو اس میں ایک نقطہ اور ملے گا کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد مبارک میں (صد شکر) شیعہ سنی ایک پلیٹ فارم پر متحد کر دیئے۔ آج ہم میں قادیانی بھائی بھی ہیں (جنھوں نے قیام پاکستان پر ہندوؤں کے ساتھ مل کر رہنے کو ترجیح دی) گنتی کے دن نہ گذرے تو بھائیوں کی پٹائی شروع ہو گئی اور یہ رفتہ رفتہ ہندوستان چھوڑ کر پاکستان آنا شروع ہوئے اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانی شروع کر دی جو آج تک مکمل نہ ہوئی نہ انشاء اللہ ہو گی۔ دشمن نے انتشار ڈالنے کے لئے اِدھر اُدھر جگہ تلاش کی تو علمائے کرام کے کشادہ سینے موزوں دیکھے۔ رسالہ جات وقتاً فوقتاً جو خدشات ظاہر کرتے رہے ہیں درست ہے اللہ کرے کوئی اللہ والا اس گتھی کو سلجھا دے آمین۔

جیسے ایک دوست اپنے دوست کی بات کو خالی نہیں جانے دیتا۔ اسے پورا کر دیتا ہے اسی طرح ایک "ولی اللہ" اپنے مولا کے احکام کے ہر حصہ کو دل کی گہرائیوں سے قبول کرتا ہے اور اپنی زندگی کو اس محبوب حقیقی کی رضاجوئی میں وقف کر دیتا ہے خالق کائنات بھی اپنے ان خاص بندوں کو رحمت خاصہ سے سرفراز فرماتا ہے اور ان کے منہ سے جو بات نکلتی ہے اسے رائیگاں نہیں جانے دیتا دوست کی بات کیونکہ بہت قدر و قیمت رکھتی ہے اس لئے (مسلم، مشکوۃ) شریف میں ارشاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ کئی پریشان حال بکھرے بالوں والے۔ دروازوں سے دھکیلے جانے والے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی بات کو پورا فرما دیتا ہے

المختصر اولیائے کرامؒ "بافضل خدا رضا" کے مقام پر فائز کردیئے جاتے ہیں جہاں ان کے اعضا و قوٰی منشائے ربانی کے تحت ہی حرکت کرتے ہیں۔ ان کے پور پور میں قربِ الٰہی کی لذت و سرور جاگزیں ہوتی ہے اور دل میں مالکِ کل خود جلوہ افروز ہوتا ہے جو کہ آفاق کی پہنائیوں میں نہیں سما سکتا۔

ہمیں اپنے نظم و نسق میں اپنے ہر سو شعبوں میں، ملک کی دفاع، ترقی اور کامرانی کے لیے عالم اسلام کے اتحاد کے لئے بھی ضرور کسی ولی اللہ سے نسبت رکھنی چاہیئے۔ جن میں بیشتر یا قیدِ حیات ہی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شب و روز کچہری میں رسائی رکھنے اور حضوری کے شرف سے نوازے ہوئے ہوتے ہیں۔ جب کسی ولی اللہ سے نسبت قائم ہو جائے۔ پھر میدان عمل میں اتر آئیں۔ اللہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکامات لائبریریوں کی زینت بن کر ہی نہ رہ جائیں۔ اللہ کریم کا ارشاد ہے (آل عمران ۹۷) میرے گھر میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں ان میں سے ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہوا اس نے امن پا لیا.........

مدینہ منورہ کے بارے میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ارشاد ہے کہ میرے اس مقدس شہر کی حفاظت کے لئے اللہ نے ہزاروں ملائکہ مقرر کر رکھے ہیں۔ دجال اور پلیگ اس میں کبھی داخل نہ ہو سکیں گے، الحمد اللہ! اب ڈر کس کا؟ کافروں کی باطل طاقت کے ساتھ ان کی سمجھ کا دیوالہ بھی نکل چکا یہ سب مل کر بھی ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ انشاء اللہ۔

عربی بھائیوں کے نیک مقاصد کے لئے موقع ملے یا اپنے ملک کی دفاع ہو ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑے ہو جائیے۔ قوم کی بڑھتی ہوئی آبادی سے اور نومولود بچوں کی جملہ حق تلفیوں سے خائف نہ ہوں۔ انہیں اللہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کے لئے کٹ مرنا سکھائیں اسی میں زندگی کا راز پنہاں ہے

حالیہ عربی بھائیوں کی یک جہتی، باہمی اتفاق و اتحاد سے (اگرچہ اسلحہ سازی میں یہ کفار کے مدمقابل نہ تھے لیکن اتحاد کے طفیل ہر تحسین و آفرین کے مستحق بن گئے) سبق لیں۔ وقت کی قدر کریں۔ جدوجہد اس قدر جاری رکھیں کہ کفار کو سکھ کا سانس نہ ملے۔ مشرقی پاکستان کا حصہ جاتے رہنے سے رنج و غم میں سرگرداں نہ رہیں۔ اس کی مناہی کے لئے (آل عمران ۳/۱۵۳ اور الحدید ۵۷/۲۲-۲۳ کا ترجمہ بھی) ملاحظہ فرمالیں ہاں تازہ دم ہو کر جیسا کہ اسلامی کانفرنس کے اجلاس کا سلسلہ اب انشاء اللہ تعالیٰ دن قیامت تک جاری رہے گا۔ پاکستان کی تشکیل نو کریں۔ اور ڈاکٹر اقبال مرحوم کے خیالات کی ترجمانی میں سینگال سے لے کر انڈونیشیا تک پاکستان بنانے کا عزم کریں اور عمل جاری رکھیں

"آئینہ ارشادات رسول میں زندگی کے چند ایک پہلو"

(۲۶)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دو نعمتیں ہیں کہ ان میں اکثر لوگ نقصان اٹھاتے ہیں (۱) ایک تندرستی (۲) دوسری کاروبار سے فراغت (بخاری شریف)

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی رسیاں لے کر پہاڑ پر جائے اور وہاں سے لکڑیوں کا گٹھا پیٹھ پر اٹھا کر لائے اور پھر اسے بیچے اور اپنا گزارہ کرے تو وہ اس شخص سے بہت اچھا ہے جو لوگوں سے مانگے اور وہ اسے دیں یا نہ دیں (بخاری)

جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص گداگری سے بچنے اور اپنے اہل و عیال کی پرورش کرنے کے لئے جائز طریقے سے دنیا طلب کرے گا تو حق تعالیٰ کے پاس وہ ایسی حالت میں جائے گا کہ

اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہو گا۔ حلال روزی کا پیدا کرنا فرض ہے۔ بعد فرائض کے یعنی بعد نماز روزے کے۔ (شعب الایمان)

صاحب تاج و معراج حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حلال روزی کمانے کا بہترین ذریعہ تجارت ہے، جو شخص تجارت کرے گا اور سچائی اور امانت کا لحاظ رکھے گا۔ قیامت کے دن وہ صدیقین اور شہدا کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ تجارت تمہیں ضروری کرنی چاہیئے اس لئے کہ اس میں برکت ہے (ترمذی)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ پاک کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے (بخاری)

نبی لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص پاک رزق کھائے میرے طریق عمل پر چلے اور خلقت کو اپنے شر سے محفوظ رکھے وہ جنت میں داخل ہو گا (ترمذی)

مندرجہ بالا احادیث ذہن میں رکھی جائیں تو لقمہ حلال کی اہمیت ہمیں مدعو کرتی ہے کہ زندگی کے مختلف دھندوں اور مشغلوں (مثلاً تجارت، کھیتی باڑی، لین دین اور ملازمت) میں اپنے تئیں مصروف رکھیں، دوسروں کو فائدہ پہنچائیں سوال کرنے کی برائی سے بچیں اور ان دھندوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو فراموش نہ کر بیٹھیں۔

ہمارے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کو پسند فرمایا (کوئی وجہ ہی نہیں کہ معاشیات کے ماہر آدم سمتھ جیسے لوگوں نے آپؐ کی ذات بابرکات سے سبق نہ کیا ہو) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت کے لئے لے گئے۔ متعدد روایات سے ظاہر ہے کہ آپؐ نے خریدار کی دل بستگی کا خاص دھیان

فرمایا یہودی، عیسائی بھی آپ کی خوش خلقی، شیریں زبانی سے متاثر ہو جاتے اور اسلام قبول کر لیتے۔ خداداد نیک خوئی اور نیک نیتی کی بدولت (جیسا کہ ختم رسل ؐ کے شایانِ شان رب العزت کو منظور تھا) اکثر نفع کثیر کے ساتھ واپس لوٹتے جس کی وجہ سے "امین" لقب بھی پایا۔ الحمد اللہ۔ یہاں یہ عرض کرنا بھی رہا ہوگا کہ جس نے آپ ؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی کوشش کی وہ بھی مراد کو پہنچا۔

ایک بار مدینہ میں سخت قحط پڑ گیا۔ ملک شام سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے غلہ سے بھرے لدے اونٹ مدینہ پہنچے تو آپ ؓ کو دو گنے تین گنے دام مل رہے لیکن آپ ؓ نے غلہ فروخت نہ کیا۔ تاجر لوگ پھر آپ ؓ کی خدمت میں آئے اور زیادہ دام ادا کرتے چاہے۔ آپ ؓ نے سوچا کہ اگر میں ان کو اتنا مہنگا غلہ دوں گا تو وہ خلقِ خدا کو اس سے بھی زیادہ مہنگے داموں دیں گے۔ آپ ؓ نے غلہ فروخت نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب لوگ آپ ؓ کے پاس غلہ خریدنے آتے تو آپ ؓ فرماتے مجھے ایک تاجر ایسا مل گیا ہے جو مجھے دس گنا زیادہ منافع دیتا ہے جس کا ذکر خیر سورۃ الاعراف $\frac{\text{۷}}{\text{۱۶۱}}$ پر مندرج ہے) اس طرح آپ ؓ نے سارے کا سارا غلہ حاجت مندوں میں فی سبیل اللہ تقسیم کر دیا۔ ماشاء اللہ۔

انسان دنیا میں بھیجا گیا تو حرص بھی اپنے ساتھ لایا (النساء $\frac{\text{۴}}{\text{۱۲۸}}$) لیکن جو شخص حرصِ نفس سے بچا لیا گیا (الحشر $\frac{\text{۵۹}}{\text{۹}}$) تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ ہاں تو کسی نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی۔ کسی نے دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کو بھی مدنظر رکھا۔ کسی نے آخرت کو ہی مقدم جانا اور اپنے نزدیک دنیا و آخرت دونوں جہانوں کی نعمتوں سے (خدا کرے) مستفیض ہونا ہی سعادت عظمیٰ ہے مستفیض سے یہ مطلب لینا کہ جہاں ہاتھ پڑ جائے اسے چھوڑنا نہیں چاہیئے ایسا نہیں۔ حق و انصاف کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

راست باز تاجر کی فضیلت اس لئے آئی کہ اللہ رحیم و کریم کو مخلوق سے (اس محبت سے جو والدین کو اپنے اہل و عیال سے ہو سکتی ہے) ننانوے درجے زیادہ محبت ہے۔ حضور آقائے مکی و مدنی کا اسی بارے میں ارشاد گرامی ہے کہ "تمام خلقت خدا تعالیٰ کی عیال ہے۔ پس محبوب ترین لوگوں میں اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اس کے عیال کے ساتھ حسن سلوک کرے"۔ (شعب الایمان) خدائے بزرگ و برتر واحدہٗ لاشریک ہے۔ لوگوں کے باہمی سلوک قائم رکھنے اور محض تمثیل کے لئے عیال کا لفظ استعمال کیا گیا۔

مندرجہ ذیل احادیث رسولؐ (ان حالات کے پیش نظر جن سے ہر کنبہ کا ہر فرد دوچار ہے) مزید قابل ذکر اس لئے ہیں کہ روزمرہ تجارت میں جو روش ہم نے اختیار کر رکھی ہے۔ ان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو دل و جان سے قبول کر کے، خیر و برکت کے لئے ان پر گامزن ہو سکیں اور ساتھ ساتھ آخرت کا توشہ بھی اکٹھا کریں۔

ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہؐ نرخ مقرر فرما دیجئے کہ یہ غلہ گراں ہے آپؐ نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں کہ نرخ سستا ہو جائے۔ پھر ایک شخص اور آیا اور وہی درخواست کی۔ فرمایا خدا ہی نرخ کو گھٹاتا ہے اور بڑھاتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی بارگاہ میں ایسی حالت میں حاضر ہوں کہ کسی پر ظلم کرنے کا مطالبہ مجھ سے نہ کیا جائے۔ (ابو داؤد)

حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک چیز کی دو قیمتیں مت رکھو کہ نقد کم اور ادھار زیادہ (جیسے کچھ کمپنیاں سلائی کی مشینیں، پنکھے، ریڈیو اور دیگر اشیاء قسطوں پر مہیا کرتی ہیں)۔ آپؐ کا مزید ارشاد ہے کہ جب کسی چیز کا سودا ایک شخص کے ساتھ ہو جائے تو پھر دوسرے شخص کے واسطے پہلے مالک سے

اس چیز کا سودا کرنا منع ہے (السنۃ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی خرید و فروخت کی وجہ سے ایک ماں اور اس کے بیٹے میں علیحدگی ہوگئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا اور سودے کو منسوخ کر دیا۔ (ابو داؤد)

ایک روایت میں ہے کہ بیچنے والا خریدنے والا جب تک جدا نہ ہو جائیں۔ سودے کو فسخ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں یا ایک ان میں سے کہہ دے کہ اس سودے میں اختیار ہے یا بیع اختیاری ہو تو اور بات ہے (السنۃ)

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ آگے جا کر (شہر سے باہر نکل کر) بیوپاری سے مت ملو اور اسے بازار میں آنے دو یعنی اس کے نرخ بازار سے ناواقف ہونے کی وجہ سے فائدہ مت اٹھاؤ جو ناجائز ہے چنانچہ ایک اور ارشاد ہے کہ جب باہر سودا ہو اور بیچنے والے کو بازار میں آ کر معلوم ہو کہ اسے نقصان ہوا ہے تو اسے سودے کے فسخ کرنے کا اختیار ہے (السنۃ)

حضور جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کوئی ایسی چیز بیچے جس میں کسی نقص کے ہونے کا اسے علم ہو ہاں اگر خریدار کو نقص سے مطلع کر دے تو کوئی مضائقہ نہیں (یہاں جان بوجھ کر آمیزش و ملاوٹ کرنے کی نفی بھی ہوگئی (بخاری)

حکیم بن حزام نے جناب اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میرے پاس لوگ آتے ہیں اور بعض چیزیں خریدنا چاہتے ہیں جو میرے پاس نہیں ہوتیں کیا میں ان کے ساتھ سودا کر لیا کروں اور پھر بازار سے مطلوبہ شئے خرید کر انہیں دے دیا کروں۔ آپ نے فرمایا ایسی چیز بیچنے کا سودا مت کیا کرو جو تمہارے پاس نہیں ہے (نسائی)

حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا اس شخص پر مہربانی کرتا جو خرید و فروخت اور قیمت وصول کرنے کے تقاضے میں سہولت اور نرمی اختیار کرتا ہے (بخاری، ترمذی)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو غلہ خریدے، اس کا اس وقت تک فروخت کرنا جائز نہیں جب تک کہ وہ ناپا تولا نہ جائے (ترمذی)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نرخ بڑھانے سے منع فرمایا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے نرخ بڑھانے سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کے خریدنے کا ارادہ رکھتا ہو مگر اس کی قیمت بڑھاتا جائے اس غرض سے کہ اسے دیکھ دیکھ کر لوگ بھی قیمت بڑھاتے جائیں۔ (آج کل ایسا ہی مشاہدہ میں آیا ہے کہ عام اشیاء کی نیلامی کے وقت فروخت کرنے والے کے ایک دو آدمی اس کے سامنے ایسے کھڑے ہو جاتے ہیں جو خوامخواہ اپنی کمیشن کے لئے نیلامی کی چیزوں کے نرخ بڑھاتے رہتے ہیں۔ خریدار بسا اوقات اس طرح لٹ جاتا ہے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس غرض سے غلہ جمع کر کے روک لے کہ نرخ بڑھنے پر بیچے تو وہ خطاکار ہے۔ (مسلم)

ذخیرہ اندوزی سے عام محنت کش انسان پر جو برا اثر پڑتا ہے وہ کوئی نئی بات نہیں۔ اپنے مفاد کے لئے تاجر بھائیوں نے اپنی یونینیں بنالیں۔ صبح وشام ان کی آپس کی رائے سے منڈی کے بھاؤ بڑھتے چڑھتے رہتے ہیں۔ مزید تجارتی بنکوں کے سہارے بھائی لوگوں نے مختلف اشیائے خوردنی کے گودام بھر لئے منڈی میں درآمد روک دی جس کا یہ اثر ہوا کہ پیاز تک جو ایک روپیہ کا ۲-۳ (اڑھائی تین سیر دستیاب ہوتا تھا تین روپیہ کا سیر بک چکا۔ اسے تجارت کہتے ہیں ہم مزدور طبقہ ہمیشہ چکی کے پاٹ میں ہی پستا رہا ہے اس غریب کو اتنی سدھ بدھ کہاں کہ بات کی تہ کو پہنچے۔ حکومت پر تو لب کشائی بڑی آسانی سے ہو سکتی

سے مترتب ہے کہ صورت حال کی وجہ معلوم کی جائے اور اس کا جائزہ لے لیا جائے۔
ایک اخبار کا تخمینہ ہے کہ ہر سال ئیتیس عشاریہ چھ کروڑ روپیہ کا نقصان گوداموں میں کیڑے مکوڑوں کی وجہ سے ہو جاتا ہے اور تین عشاریہ پانچ لاکھ ٹن صرف گندم کا ہی نقصان ہو جاتا ہے جس کا ردِ عمل دھونی اور چھڑکنے والی ادویات سے آئیندہ کیا جائے گا۔ گورنمنٹ کو بہر صورت اتنا تو ضرور کرنا ہے کہ کل اگر جنگ چھڑ جائے تو جوان مجاہد کو رسد و کمک پہنچتی رہے۔ اسی طرح اگر تاجر صاحبان جن کے ہاتھ میں کئی کئی اشیاء کی اجارہ داری ہے تجارتی بنکوں میں اپنے مال کے بل بوتہ پر چیزیں پڑی رہنے دیں اور منڈی میں نہ لائیں۔ تو عوام الناس کیا کھائیں؟ مچھلی خدا کی نعمت ہے لیکن جب تک برف میں دبا دبا سفید رنگ اختیار نہ کر لے فروخت نہیں کی جاتی۔ کبھی ایسے بھی کیا جاتا ہے کہ خراب ہونے کے ڈر سے مچھلی کی انتڑیاں نکال پھینکی جاتی ہیں۔ برف کی سلیں ضرور استعمال کی جاتی ہیں لیکن بھاؤ کبھی نہیں گرنے دیا جاتا۔ کہیں غریب کچھ کھا نہ لے۔ چھوٹے گوشت کے سری پائے ہفتہ ہفتہ دن چڑھے دکان پہ شام کو برف میں ضرور پڑے رہیں گے لیکن تازہ تر۔ قیمت میں رعایت کے ساتھ مشکل ہی ملتے ہیں۔ دام بندھے ہوئے کبھی گرنے نہیں پاتے۔ ذبیحہ کی اتنی مقدار کہ لوگوں کو ہفتہ ہفتہ بعد کی اشیاء کھانی پڑے واللہ اعلم درست ہے یا نہیں؟ کئی قسم کی سبزیاں اور پھلوں کو "کولڈ سٹوریج" میں رکھ کر مہنگے داموں بیچنے کا رحجان بڑھتا جا رہا ہے۔ ایسے میں وہ مزدور اور متوسط شخص (جس کو یہ اچھی طرح خبر ہے کہ کام کاج کروں گا تو شام کو کھانے کو ملے گا ورنہ اللہ مالک) اٹھ لئے کس کس کے پیچھے پھرے اور کس کس کو خوفِ خدا کی طرف راغب کرے؟ ہر گھرانے میں والدین کی آرزو ہوتی ہے کہ ہمارے بچے پروان چڑھیں۔ زندگی کے شعبوں میں کامیاب ہوں۔

اسی طرح حق و صداقت کی روش اختیار کر کے قومیں دنیا میں ابھرتی آئی ہیں غلط روش اور غلط طریقۂ کار، خدا کی ناراضگی کا سبب بن کر قوموں کو نیست و نابود کرتا چلا آیا ہے اب سوال کیا جائے کہ تعمیرِ قوم و ملت میں اور اپنے کسی بھائی کی کمر سیدھی رکھنے میں سوائے لوٹ کھسوٹ کے آپ نے اور کیا حصہ لیا تو آپ کیا جواب دیں گے؟
"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو لوگ اللہ کا مال بیدردی سے لوٹتے ہیں وہ حشر کے دن آگ میں ہوں گے (بخاری)" اس سے مراد غالباً بے جا منافع خوری ہے۔ سابق صدر ایوب کے دورِ حکومت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ مال و اشیاء کی نقل و حرکت اور فروخت پر ۶ فیصد سے زائد منافع خوری پر کچھ وقت کے لئے پابندی لگا دی گئی تھی وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ وہ بھی ختم ہوئی ایک روپیہ کے مال پر ایک روپیہ نفع یعنی سو فی صد منافع خوری یہ کوئی تجارت نہیں۔ کسی ادارے کے بل بیجک (ان کے درآمدی اور برآمدی دستاویز سے) ملا کر بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کی منافع خوری کی شرح کس حد تک ہے۔ اس طرح متوسط درجہ کے شخص کی جو پہلے نعرے تو بھول گیا۔ یہ فکر دامنگیر ہے کہ گنڈھے (پیاز) گونگلو (شلجم) خدا کرے سستے ہو جائیں) دل جوئی اور ڈھارس کے لئے بہت کچھ کیا جا سکتا ہے، جیسے پرائس کمیشن۔
حضور سرورِ کائنات دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو تحقیق یہ طریقہ ابتداً میں مال کو خریچ کرا دیتا ہے پھر اس کو مٹا دیتا ہے یعنی یہ طریقہ تباہ و برباد کر دیتا ہے (مسلم)
عربی زبان میں ایک مقولہ ہے کہ جھوٹی قسمیں شہروں کو ویران کر دیتی ہیں اندازہ کریں کہ گاہک کو پھانسنے کے لئے اگر جھوٹی قسمیں اسی طرح "کلام" ہی بن جائیں تو قوم و ملت کا کیا بنے گا؟۔

رزق رسانی اور توکل کے بارے میں جناب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا ارشاد ہے کہ اگر تم اللہ پہ توکل کرتے جیسے توکل کرنے کا حق ہوتا ہے تو اللہ تمہیں ضرور رزق دیتا جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے باہر جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں (ترمذی)
اللہ کا مال بے دردی سے لوٹنے کا بھی غالباً یہی مفہوم ہے کہ بلا امتیاز جو حلال یا اس کے علاوہ سامنے آیا۔ اسی پہ ہاتھ صاف کر دیا۔ عبرت کے لئے ایک واقعہ گوش گذار کرتا ہوں۔ ایک انصاریؓ راوی ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ لوگوں کو راستے میں بھوک نے خوب ستایا۔ اتفاق سے (رہگذر) بکریاں مل گئیں۔ لوگوں نے انہیں لوٹ لیا۔ ذبیحہ گوشت کی ہنڈیاں ابل رہی تھیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمان ٹیکتے ہوئے تشریف لائے آپؐ نے کمان سے ہنڈیاں الٹ دیں۔ بوٹیوں کو مٹی سے لتھڑ دیا اور فرمایا یہ لوٹ کا مال مردار سے بہتر نہیں ہے (ابو داؤد) یہ بات قابل تسلیم ہے کہ دو لقمے انسان کی کفالت کرتے ہیں غریب آدمی کو اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے کچھ تو خریدنا ہے۔ اگرچہ رب کریم من وسلویٰ آسمان سے اتارنے پہ بھی قادر ہے لیکن ہماری نیتوں کے دخل سے یہ اب اترنے سے رہا۔ متوسط درجہ کا غریب آدمی اپنی روزی کمانے جائے کام کاج سے ہاتھ دھو کر (پیدا کردہ) گرانی کے اسباب تلاش کرتا پھرے ؟ فرض محال اگر وہ کسی حل پہ پہنچ بھی جائے تو قوم وملت اس کی شکایت پہ لبیک کہے یا نہ کہے اس کی سند سے وہ پہلے ہی مایوس تر ہے میرا عرض کرنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ ہمارا مطمح نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہونا چاہیئے تاکہ دنیا میں گزر اوقات کے ساتھ آخرت کی

پونجی بھی جمع کرتے رہیں۔

کھیتی باڑی کی طرف آئیں تو جاگیرداری بہت حد تک ختم ہوئی لیکن جن صاحبان کو مختلف فصلوں کی اجارہ داری حاصل ہے ان سے عوام مطمئن نہیں افراطِ زر سے انہیں یہ سہولت ہے کہ گندم، چاول، چنا، گنا، مکئی اور دیگر اشیائے خوردنی کھیتوں سے دستیاب کریں۔ گودام بھریں۔ منڈی میں چاہیں لائیں نہ لائیں غریب عوام پوچھے تو انہیں مسیحی پاک کے وعدوں پر ہی رکھیں یہ اس لئے کر بھاڑ نہ گرے۔ بہر صورت ذخیرہ اندوزی کے خلاف مہم گورنمنٹ کا اپنا فریضہ ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت نے حوصلہ افزا قدم اٹھایا کہ عوام کو (میدہ نکلا) ناقص آٹا مہیا نہ کیا جائے اس کے باوجود کبھی کبھار ڈپوؤں پر ایسا آٹا آ جاتا ہے کہ صبح کی پکی ہوئی روٹی دوپہر تک سیاہ پڑ جاتی ہے۔ اگر رکھے رکھے شام پڑ جائے تو حلق سے نیچے نہ اترے۔

قدرت کاملہ نے دنیا کا نظم ونسق کچھ ایسا رکھا ہے کہ بنی نوع انسان ایک دوسرے سے کسی نہ کسی صورت میں فائدہ حاصل کرتا ہے۔ ملازمت مزدوری بھی لہٰذا کوئی عیب نہیں۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ وہ مسلمان جو لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور ان سے اذیت پہنچنے پر صبر کرتا ہے اس (شخص) سے اچھا ہے۔ جو نہ لوگوں سے ملتا ہے اور نہ ان سے اذیت پہنچنے پر صبر کرتا ہے (ترمذی)

یہ درست ہے لیکن طویل ملازمت کے بعد سول اور پرائیویٹ اداروں جہاں جہاں مجھے کام کرنے کا اتفاق ہوا میں نے ایک سرے سے دوسرے تک ابتری ہی دیکھی۔ اس کی چند ایک وجوہات ہیں۔ ایک طرف تو ملازم پیشہ

حضرات کے دلوں کی گہرائیوں سے، خلوص نکل کر گویا کہیں خلا میں کھو گیا ہو۔ بلا زمول کی آپس میں فضول رسہ کشی اور چپقلش (اب کئی جگہ یونین بھی بن گئی ہیں) کام کاج کی انجام دہی میں دلچسپی ختم۔ سرگرمی تو در کنار، بس سارا دن گپ شپ تنخواہ، مہنگائی الاؤنس اور سیاسیات پر تبصرہ رہ گیا۔ دوسری طرف مالکان مروت سے خالی ہو گئے۔ بات بات پر ٹوک ٹوک ہلکی پھلکی غلطی یا بھول چوک پر بھی درگذر نہیں کیا جاتا۔ ان کے لئے کام کرتے مر جائیے۔ شاباش یا حوصلہ افزا لفظ ان سے کم ہی سنیے گا۔ مالکان سمجھتے ہیں گویا مزدور کو وہی روزی بہم پہنچاتے ہیں ایسا نہیں بلکہ ان کو محنتی اور مزدور وا(ں) کی وجہ سے ملتا ہے۔ مالکان مزدور دونوں کے مزاج میں تفاوت ہو تو کام کیا ہو گا۔ مشاہدہ میں ایسا بھی آیا کہ اگر محنتی مزدور صبر شکر سے کام کرتا رہے تو اس کی طاقت سے بھی زیادہ کام اس پر ڈال دیا جاتا ہے ہر مالک عموماً یہی کوشش کرتا ہے کہ اپنے ملازم کو اینٹ اٹھانے والے مزدور سے بھی کم اجرت دے، لاچار وہ کام چھوڑ بھاگتا ہے۔ اور یہ بیچارہ زندگی کا کچھ حصہ آج یہاں کل وہاں اسی میں ہی گذار دیتا ہے۔ مالکان کے رویہ میں جتنی نرمی اور لچک ہو اتنا ہی ان کے لئے فائدہ مند ہے۔ اگر خادم، ملازم اپنے مالکان کے رویہ پر غم و غصہ سے خوگر نہ ہوں اور صبر کیا کریں تو ان کے لئے اگلے جہاں میں بھی اجر عظیم ہے۔ مالکان اور خدام کے بارے میں حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مبارک ارشاد قلم بند ہیں۔

سالار عساکر امت مسلمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غصہ شیطان کا فعل ہے اور شیطان کی سرشت آتشی ہے اور آگ پانی سے بجھ جاتی ہے پس جب کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کرے۔ نیز جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور اس وقت وہ کھڑا ہو تو چاہیئے کہ (غصہ کرنے والا) بیٹھ جائے

اور اگر غصہ اتر جائے تو بہتر ورنہ لیٹ جائے۔ (ابو داؤد)

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل کیا ہے کہ جس شخص نے کلام اللہ شریف پڑھا اس نے علوم نبوت کو اپنی پسلیوں کے درمیان لے لیا گو اس کی طرف وحی نہیں بھیجی جاتی حامل قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ غصہ والوں کے ساتھ غصہ کرے یا جاہلوں کے ساتھ جہالت کرے حالانکہ اس کے پیٹ میں اللہ کا کلام ہے۔

حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مصافحہ کیا کرو۔ یعنی ہاتھ ملایا کرو، کہ اس سے کینہ جاتا رہے گا۔ اور تحفہ دیا کرو کہ اس سے محبت پیدا ہوگی اور بخل جاتا رہے گا۔ (مالک)

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ نصیحت فرمایئے مگر اتنی زیادہ نہ ہو کہ میں بھول جاؤں آپ نے فرمایا غصہ نہ کیا کرو (بخاری، ترمذی، مالک)

حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اصحابہ کرام رضی سے پوچھا تم اپنے میں سے پہلوان کسے شمار کرتے ہو انہوں رضی نے جواب دیا جسے آدمی پچھاڑ نہ سکیں۔ آپ نے فرمایا نہیں پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔ (مسلم۔ ابو داؤد)

مصرور بن سوید فرماتے ہیں کہ میں نے ابوذر رضی کو دیکھا کہ ان پر یمن کی چادر تھی، اور ایسی ہی ان کے غلام پر تھی۔ میں نے اس کا ذکر کیا انھوں نے کہا میں نے (یعنی ابوذر رضی نے) حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے "یہ غلام تمہارے بھائی ہیں۔ نیز خادم اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کئے ہیں پس جس شخص کے ماتحت اس کا بھائی ہو۔ تو جو کچھ وہ خود کھاتا ہے اس میں سے اسے بھی کھلائے اور جو کچھ خود پہنتا ہے اس میں سے اسے بھی پہنائے اور کام کاج

میں انہیں اتنی تکلیف نہ دے کہ وہ دب جائیں۔ اگر انہیں سخت کام دے تو وہ خود بھی ان کی مدد کرے (الخمسہ، نسائی)

خدام کے بارے میں ایک اور روایت مذکور ہے ایک شخص مالک کوثر جناب رسول مکرم و معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے برگزیدہ نبی خادم کو کتنی بار قصور معاف کروں! آپ خاموش رہے۔ سائل نے اپنا سوال دہرایا۔ آپ پھر خاموش رہے۔ اس نے تیسری بار اپنا سوال دہرایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ہر ایک دن میں اسے ستر بار معافی دو (ترمذی۔ ابوداؤد)

مزید سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا لائے اور وہ اس خادم کو اپنے ساتھ کھانے کے لئے نہ بٹھائے تو کم از کم ایک دو لقمے تو اسے کھلا دے کیونکہ وہ (خادم) اس کی گرمی اور تیاری کی تکلیف میں مبتلا رہا ہے۔ (ترمذی، بخاری، ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آخری کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ نماز پڑھو، نماز پڑھو، اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو (یعنی ان کے ساتھ ناحق (بے انصافی) نہ کرو۔ ابوداؤد)

کچھ چیزیں بالواسطہ یا بلاواسطہ، رسومات کی صورت میں ہماری روزمرہ زندگی میں داخل ہوتی چلی آرہی ہیں (اگرچہ وہ لازم اور ضروری نہیں) مشاہدہ میں آیا ہے کہ خوشی کے وقت اصراف کی حد کو بھی عبور کر لیا جاتا ہے۔ شادی بیاہ میں (والدین کی گاڑھے پسینہ کی کمائی سے) جتنی دیر باجا گاجا، ڈھول ڈھمکا لاؤڈ سپیکر یہ ریکارڈنگ اور رنگا رنگ قمقموں سے چراغاں نہ کیا جائے، کوئی خوشی کا اظہار سمجھا ہی نہیں جاتا یہ سراسر غلط اقدام ہیں۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ نکاح کو مشتہر کرو دفیں بجاؤ اور اسے (نکاح) مسجدوں میں بیٹھ کر پڑھو۔ نکاح کے وقت دف اور آوازہ (گانا) اس کے حلال اور حرام ہونے میں فیصلہ کر دیتا ہے (ترمذی) کسی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسولؐ اللہ پڑوسی کا حق کہاں تک ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہر چاروں سمت چالیس گھر تک۔ مشتہر کرنے سے غالباً یہی مطلب لیا گیا جس کا ذکر اوپر گذر چکا۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا کہ ایک کوچہ میں میّت واقع ہو چکی ہے۔ گلی کی دوسری جانب شادی کے پروگرام میں لاؤڈسپیکر اپنے پورے زور شور سے بجایا جا رہا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ چاروں جانب جہاں جہاں اس کی قبیح آواز پہنچتی وہاں تک خوب پوچھ گچھ کر لی جاتی۔ کہ کہیں کوئی ماتم تو واقع نہیں ہو گیا۔ کوئی پڑوسی بیمار یا بستر پکڑے تو نہیں پڑا ہوا! لیکن یہ تو تب ہو سکتا ہے جب کسی کا یا کسی کے حق کا خیال ہو! اذان پڑھی جا رہی ہو، نماز ادا کی جا رہی ہو۔ بچے مدرسہ میں پڑھ رہے ہوں، کہیں ذکر اللہ، قرآن خوانی یا نعت خوانی کی محفل آراستہ ہو انہیں کسی کی حرمت کا کوئی پاس نہیں۔ مغنیہ پی تو گا تا ریکارڈ کروا کر فارغ ہوئیں یہ احساس کہاں کہ یہی ریکارڈ سالہا سال تک دن رات نہ جانے کس کس کی پریشانی کا باعث بن سکتا ہے۔

جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک آتا ہے کہ جبرئیلؑ امینؑ مجھے ہمسایہ کے متعلق ایسی وصیت کرتا رہا ہے کہ میں نے گمان کیا تحقیق قریب ہے کہ پڑوسی کو میرا وارث بنا دے گا (متفقہ حدیث) بزرگوں سے سنتے آئے ہیں "ہمسایہ ماں جایا" یعنی پڑوسی والدین جیسے حقوق کا حقدار ہے۔ یہ بیجا اخراجات۔ اصراف میں داخل ہیں۔ یہی رقم کسی بیوہ، نادار، مفلس

کی زندگی سنوارنے میں پیچھے سے خرچ کر دی جائے تو غربت کو کہیں سر چھپانے کو جگہ نہ ملے۔ جن کے ساتھ بھلائی ہو گذری وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اسی طرح پڑوس میں کسی اور کا بھلا کر سکیں۔ وہ متمول و خوش باش گھرانے جو اس رسم کو کسی صورت بھی بند نہ کر سکیں تو کم از کم اپنے لاؤڈ سپیکر، ریڈیو گرام، ٹیپ ریکارڈنگ اور ٹرانسسٹر اتنے دھیمے کر لیں کہ خود سن سکیں اور پاس پڑوس میں پریشانی کا باعث نہ بنیں۔

ایسے ہی افسردگی، غمی میں ایک غلط روش چل پڑی ہے خصوصی میت واقع ہونے پر نوحہ کرنا یا واویلا کرنا جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات رقم ہیں۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جب کسی بندہ کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندے کے بچہ کی جان قبض کی؟ وہ کہتے ہیں ہاں۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے اس کے دل کی مراد کو قبض کر لیا۔ وہ کہتے ہیں ہاں۔ خدا تعالیٰ پوچھتا ہے (حالانکہ پوچھنے کی حاجت نہیں رکھتا) میرے بندے نے کیا کہا وہ کہتے ہیں اس نے تیری تعریف کی اور تیری طرف رجوع کیا یعنی کہا (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن) کہ ہم خدا کے ہیں اور اسی کی طرف واپس جانا ہے تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک مکان بناؤ اور اس کا (گھر کا) نام بیت الحمد، خدا کی تعریف کا گھر رکھو (ترمذی)

حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو کوئی مصیبت کے وقت اپنے گالوں کو پیٹے گریبان پھاڑے اور جاہلیت کے زمانہ

کے بول بولے، نوحہ وا دیلا کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے یہ اسلام نے منع کر دیئے ہیں (المخمسۃ)

ترمذی کی احادیث میں، ہر مصیبت زدہ کے سامنے تعزیت کرنے کا اجر، جنازے کے ساتھ جانے اسے تین بار کندھا دینے کا ثواب اور ابن ماجہ میں بیمار کی بیمار پرسی کرنے کا بہت اجر و ثواب درج ہے۔

شادی بیاہ میں کھانے پینے اور پردہ کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا ضروری ہے اللہ تعالیٰ پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے۔ کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھونا (دھو کر تولیہ وغیرہ سے ہاتھ خشک نہ کرنا) کھانے پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لینا مسنون ہے۔ کھانا اکڑوں بیٹھ کر، یا دونوں پاؤں پر بیٹھ کر داہنے ہاتھ سے ہی کھانا چاہیئے ہاتھ سے کھانے میں کنکر پتھری معلوم ہو جاتی ہے اور گرم کھانے کی حدت کا اندازہ ہو جاتا ہے اور منہ جلنے نہیں پاتا۔ سنت پر عمل کرنے کا ثواب علیحدہ ہے کھڑے ہو کر (بفے) کھانا افرنگی تقلید ہے۔ کھا کر انگلیوں کے پور چاٹ لینا موجب خیر و برکت ہے چمچہ وغیرہ بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ پانی بھی داہنے ہاتھ سے پینا چاہیئے اگر ہاتھ خوردہ آلود ہو تو بائیں ہاتھ سے پیتے وقت داہنا ہاتھ بائیں کے ساتھ شامل کر لیں۔ مالک کوثر صلی اللہ علیہ وسلم پانی پیتے وقت تین سانس لیتے اور فرماتے اس طرح پینا زیادہ تسکین دینے والا، زیادہ زود ہضم اور زیادہ صحت بخش ہوتا ہے۔ جب تم پانی پیو تو برتن میں سانس مت لو۔ (ابو داود)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص کھڑا ہو کر پی رہا ہو۔ اگر اسے یہ علم ہو جائے کہ میں کیا پی رہا ہوں (کھڑے ہو کر پینے والے کے برتن میں ابلیس تھوک جاتا ہے یا پیشاب کر دیتا ہے جو ہمیں نظر نہیں آتا)

تو پینے والا اسے قے کر دے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے کھانے کی، ایک جوتا پہن کر چلنے، اور عورتوں کو مردانہ وضع کے جوتے استعمال کرنے کی ممانعت فرمائی ہے

باعث تخلیق کائنات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کچھ کھائے پس چاہیئے کہ وہ داہنے ہاتھ سے کھائے اور جب کچھ پیئے تو بھی داہنے ہاتھ سے پیئے (مسلم)

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھانے کے درمیان برکت اترتی ہے پس اسے کناروں سے کھایا کرو اور درمیان سے نہ کھایا کرو۔ (ترمذی، ابو داؤد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے کو برا نہیں کہا۔ اگر اچھا لگا کھا لیا اور اچھا نہ لگا تو چھوڑ دیا (مسلم بخاری)

ایک فرمان میں مذکور ہے کہ زیادہ کھانا موجب بے برکتی ہے (اس سے اختلاج قلب کی بیماری پیدا ہوتی ہے)

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پینے والے برتن میں پھونک مارنے سے منع فرماتے تھے۔ (مسلم، ابو داؤد) مزید آپ کا فرمان ہے کہ رات کا کھانا ضرور کھاؤ خواہ کچھ ناقص کھجوریں ہی ہوں۔ کیونکہ رات کا کھانا ترک کرنا کمزوری پیدا کرتا ہے (ترمذی)

اصحابہ کرامؓ نے ایک بار عرض کی یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کھانا کھاتے ہیں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے پیٹ نہیں بھرتا (اگرچہ قرآن حکیم میں النور ۲۴/۶۱ پہ ذکرِ خیر آتا ہے تم پہ کچھ گناہ نہیں کہ اکٹھے کھاؤ یا جدا جدا) تاہم حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اکٹھے بیٹھ جایا کرو۔ اللہ اس میں برکت

فرمائے گا۔ مذکورہ آیت پاک میں ہی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اپنے گھروں میں داخل ہوتے ہوئے اپنے گھر والوں کو سلام عرض کر لیا کرو (اس میں بڑے چھوٹے کی کوئی قید نہیں رکھی۔ بڑے بزرگ ایک اچھی خصلت کی ریت ورسم ڈالیں گے تو بچوں کو سبق ملے گا) یہ خدائے بزرگ وبرتر کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے۔ گھر میں داخل ہوتے اور کھانا کھاتے ہوئے۔ آپؐ کے ایک دو اور فرمان ملاحظہ فرمادیں۔

جناب امی لقب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جب کوئی مرد اپنے گھر میں داخل ہو تو اللہ کا نام لے۔ اور کھانا کھاتے وقت بھی اللہ کا نام لے تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے کہ تمہیں یہاں نہ رات رہنا ملے گا اور نہ کھانا ملے گا۔ اور اگر گھر میں داخل ہوتے ہوئے اللہ کا نام لے، مگر کھانا کھاتے ہوئے نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں کھانا تو ملے گا مگر رات رہنا نہیں پاؤ گے اور اگر نہ گھر میں داخل ہوتے ہوئے اور نہ کھانا کھاتے ہوئے اللہ کا نام لے تو شیطان کہتا ہے کہ رات کو بسیرا اور کھانا دونوں ملیں گے۔ (مسلم وابوداؤد)

حضور جناب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم کھانا کھانے لگو تو بِسْمِ اللّٰہ کہہ کر یعنی اللہ کا نام لے کر کھاؤ اور اگر شروع میں بِسْمِ اللّٰہ کہنا بھول جاؤ تو آخر میں کہو "بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ" یعنی اللہ کا نام ہی شروع میں اور اللہ کا نام ہی آخر میں چاہیئے (ابوداؤد، ترمذی)

ایک حکایت ہے کہ ایک شخص کھانا کھانے وقت بسم اللہ کہنا بھول گیا ساتھ ابلیس شامل ہو گیا۔ یاد آنے پر اس نے بسم اللہ پڑھ لی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا کسی نے پوچھا اے اللہ کے محبوبؐ آپ اس شخص کو کھانا کھاتے دیکھکر تبسم کیوں فرماتے ہیں؟ فرمایا اسکے بسم اللہ یاد آجانے اور پڑھنے سے ابلیس جو اسکے ساتھ کھانے میں شامل تھا قئے کر کے بھاگ گیا۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کوئی شادی کے کھانے میں بلایا جائے تو اسے قبول کر لینا چاہیئے (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بُرا کھانا وہ (ولیمہ) ہے جس میں امیروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو نظر انداز کر دیا جائے اور جو شخص (ولیمہ کی) دعوت میں نہ آیا اس نے اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کی (ابو داؤد) ایک جگہ ارشاد ہے کہ جو بغیر بلائے دعوت میں چلا آئے وہ ایسا ہے کہ جیسے کتا چوری چھپے کھا کر چل دیا۔

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار صحابہؓ کبار سے فرمایا کہ تم جو دعوت پر جاؤ تو کھانا کھانے کے بعد صاحبِ خانہ کا حق ادا کر کے آیا کرو۔ انہوںؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ اس کا حق کیسے ادا کر کے آیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا اس کے حق میں مزید دعائے خیر و برکت مانگ کر آیا کرو۔

مالکِ مختار کوثر رسول محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابیؓ کے ہاں کھانے (دعوت) پر تشریف فرما ہوئے۔ کھانا تناول فرمایا بعد میں اس ؓ کے حق میں یوں دعا فرمائی "تیرے گھر روزہ دار روزہ کھولیں۔ نیک بخت لوگ کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارےؓ واسطے رحمت کی دعا کریں (ابو داؤد)

حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر خوش ہوتا ہے جو کھائے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور پیئے تو اللہ کا شکر ادا کرے (ترمذی، مسلم)

اکثر دیکھنے میں آیا کہ ہوٹلوں پہ اور شاہراہوں پہ بیٹھے کباب اور ٹکے بیچنے والے سلاد کے ساتھ کچی پیاز کاٹ کاٹ کر ساتھ دیتے ہیں۔ تڑکا لگا کر کھانا چاہیئے اس طرح اس کی ہیئت تبدیل ہو جاتی ہے جو منع

نہیں حضرت جابرؓ سے روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بدبودار پودے (پیاز اور لہسن) میں سے (کچا) کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے کیونکہ جس چیز (کی بدبو) سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ (مسلم، بخاری) ایک جگہ ایسے ارشاد ہے کہ ان دونوں چیزوں کو کچا استعمال کرنیوالا ہم میں سے نہیں۔ مزید یہ کہ یتیم، بیوہ اور مسکینوں کے کھانا کھلانے کی تعریف قرآن حکیم میں بھی آئی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی آئی جس کا اجر عظیم عطا کیا جائے گا۔ اور سب حرام چیزوں کی مناہی میں مٹی کھانا بھی داخل ہے۔ اللہ کریم ہمیں حضور انورؐ کی اتباع کے ساتھ دونوں جہانوں میں بچسا بانہ عطا فرمائے۔ بیجا رسومات کی پیروی کرتے ہوئے خصوصی خوشی کے موقعہ پر ہم پردہ داری کو بھی خیرباد کہتے چلے جا رہے ہیں۔ کلمہ حق پڑھ لینے کے بعد کسی کام کی مصلحت خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے اللہ رسولؐ کے فرمان کو بسر وچشم تسلیم کرنا چاہیئے۔ ورنہ نافرمانی کے نتائج کا خمیازہ ہمیں دنیا میں بھی بھگتنا پڑتا ہے۔ آخرت کی سزا علیحدہ رہی۔

حضور رسولؐ مکرم ومعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ خدا سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں۔ اسی وجہ سے اس نے سب بے حیائی کے کام ظاہری اور باطنی حرام کر دیئے اور خدا سے زیادہ کسی کو اپنی ثنا پسند نہیں اسی وجہ سے اپنی ثنا آپ کہی (ترمذی۔ شیخان)

دین میں پردہ داری اور حیاداری کی زن ومرد دونوں کو ہی تلقین ہے۔ ارشاد باری تعالٰے ہے (المومنون ۲۳/۵ ، ۱۸) ۵:۔ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (۶) مگر اپنی بیویوں سے یا (کنیزوں سے) جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ ان

سے مباشرت کرنے سے) انہیں ملامت نہیں (۷) اور جو ان کے سوا اور ول
ئے طالب ہوں وہ (خدا کی مقرر کی ہوئی) حد سے نکل جانے والے ہیں۔
النور ۳۰-۳۱ یا رسولؐ مومن مردوں سے فرما دیجیئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں
اور اپنی ستر گاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے
(اور) جو کام یہ کرتے ہیں خدا ان سے خبردار ہے۔ ۳۱- اور مومن عورتوں سے
بھی فرما دیجیئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی ستر گاہوں کی حفاظت کیا
کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو
اس میں سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور
اپنے خاوند اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھائیوں اور
بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا
نیز ان خدام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یا ایسے لڑکوں کے جو عورتوں
کے پردے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی
پر اپنی زینت (اور سنگار کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں اور اپنے پاؤں
(ایسے طور سے زمین پر) نہ ماریں کہ (جھنکار کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ
زیور معلوم ہو جائے اور مومنو سب خدا کے آگے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔
الاحزاب ۳۳-۳۴ (اے پیغمبرؐ کی بیویو) اور اپنے گھروں میں ٹھہری
رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس
طرح زینت نہ دکھاؤ اور نماز پڑھتی رہو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور خدا اور اس کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرتی رہو۔ اے (پیغمبرؐ کے) اہل بیت
خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دور کر دے اور تمہیں بالکل
پاک صاف کر دے۔

۵۵: عورتوں پر اپنے باپوں سے (پردہ نہ کرنے میں) کچھ گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ اپنے بھانجوں سے نہ اپنی (قسم کی) عورتوں سے اور نہ لونڈیوں سے اور (اے عورتو) خدا سے ڈرتی رہو بے شک خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

۵۹: اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے اور بیٹیوں سے مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (مونہوں) پر چادر لٹکا کر (گھونگھٹ نکال) لیا کریں یہ امران کے لئے موجب شناخت اور (امتیاز) ہوگا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ عورت پردے کے لائق ہے کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تکتا ہے (ترمذی)

حضورؐ پر نور شافع یوم النشور کا ارشاد پاک ہے۔ جس نے عیب دیکھا اور اسے چھپایا گویا اس نے زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کو قبر سے نکالا (ابوداؤد)

حضورؐ محبوب خدا نے ارشاد فرمایا "اے علی کرم اللہ وجہہ اگر ناگہاں کسی عورت پر تمہاری نظر پڑ جائے تو دوسری مرتبہ مت دیکھو کیونکہ پہلی نظر تو خیر مگر دوسری روا نہیں (ترمذی)

حضورؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اگر تیری عمر کی مدت لمبی ہوئی تو ایسے لوگ جلدی دیکھے گا جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح ایک چیز ہوگی۔ وہ رات گذاریں گے تو خدا کے غضب میں اور دن گذاریں گے تو خدا کے غضب میں اور دو قسم کے دوزخی ہیں کہ میں نے انہیں دیکھا۔ ایک وہ لوگ کہ ان کے پاس گائے کے دم کی طرح کوڑے ہوں گے کہ ان سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسری عورتیں کہ کپڑے پہنیں گی مگر ننگی ہوں گی۔ لوگوں کو اپنی طرف

راغب کریں گی اور آپ ان کی طرف رغبت کریں گے۔ یہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی جنت کی ہوا تک نہ پائیں گی اور اس کی ہوا بڑی بڑی دور سے آئے گی۔ (مسلم)

ایک روز ایک بدوی حضرت عثمان رضؓ غنی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ راستہ میں اس شخص نے کسی نامحرم پہ ہوائے نفس کی آمیزش کے ساتھ نظر ڈالی تھی۔ حضرت عثمان رضؓ نے اس وقت جو اصحابہ رضؓ موجود تھے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ بعض لوگ اس حالت میں میرے پاس آتے ہیں کہ ان کی آنکھیں زنا کی نجاستوں سے ملوث ہوتی ہیں۔ ایک اصحابیؓ نے عرض کیا امیر المومنین یہ آپؓ کو کیسے معلوم ہوا۔ آپؓ نے فرمایا اللہ اپنے فضل وکرم سے فراست ایمانی کی بدولت مرد مومن پر ان حالات کا انکشاف فرما دیتا ہے۔ سبحان اللہ اسے کہتے ہیں بصیرت و فراست اور حضرت عثمان رضؓ تو ذوالنورین تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا کہ عثمان غنی سے ملائکہ بھی حیا کرتے ہیں ماشاء اللہ۔

ام سلمہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اور حارث کی بیٹی میمونہ رضؓ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھیں تھیں کہ ام کلثوم رضؓ کا بیٹا آ گیا۔ حضورؐ نے فرمایا پردہ کر لو۔ ہم نے کہا وہ تو اندھے ہیں ہمیں دیکھ نہیں سکتے حضورؐ نے فرمایا کیا تم بھی اندھی ہو اور اسے دیکھ نہیں سکتی۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حضورؐ شافع روزِ جزا کا ارشاد پاک ہے "ہر مومن کے لئے ایک امتیازی خلق ہے اور اسلام کا خلق حیا ہے (ابن ماجہ)

حضورؐ منبع رشد و ہدایت کا ارشاد مبارک ہے "کہ ایمان کی ستر اور کئی شاخیں ہیں اور حیا ان میں سے ایک ہے۔ (الخمسہ)

بے پردگی اور عریانی ہمارے صریحاً عیوب ہیں۔ میں اپنے بہن بھائیوں

سے اپنی قلمی صلاحیت سے ان تک حضورؐ کا فرمان پہنچا کر ہی پردہ داری میں ان کی اعانت کرتا ہوں زہے نصیب اللہ قبول و منظور فرمائے۔

حضورِ رسول مقبول کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ بالغ عورت کی نماز اگر اس کے سر پر اوڑھنی نہ ہو، قبول نہیں فرماتا اس لئے کہ وہ عورت کے ضروری اور پورے لباس میں ملبوس نہیں ہے (ترمذی۔ ابوداؤد)

پردہ داری کے ساتھ ساتھ اللہ آپ کو حضورِ اکرم معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب فرمائے۔ اپنے لباس اور پہناوے کے ساتھ آیئے ان کے ملبوسات کی ایک نظر زیارت کر لیں۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اس جہانِ آب و گل میں تشریف فرما ہوئے اللہ جل شانہٗ نے اپنے محبوبؐ کو دنیاداروں کے برعکس زیبِ تن ملبوسات میں ہی پیدا فرمایا الحمدللہ۔ لباس، پوشاک بنی نوع انسان کے لئے کیونکہ ضروری ہے اس کی ہلکی سی جھلک مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنی سے بھی واضح ہے۔ الاعراف ۷/۲۶، ۳۱، ۳۲، النحل ۱۶/۸۱، الانبیاء ۲۱/۸۰، الحج ۲۲/۲۳، الفرقان ۲۵/۴۷، الفاطر ۳۵/۳۳۔ النبا ۷۸/۱۰ مضمون طویل ہو جانے کے ڈر سے ان کا ترجمہ نہیں لکھا گیا۔ جن سے قارئین حضرات کو اندازہ ہو تاکہ ستر ڈھانپنے کے لباس جہاد میں حتی الامکان دشمن سے بچاؤ کے لباس، گرمی سے بچاؤ کے لباس لباس فاخرہ (یعنی مومنوں کے لئے ریشم کا ممنوعہ لباس) دن کی روشنی کے بعد رات کی تاریکی کے لباس، بھوک و خوف کے لباس اور سب سے بہتر پرہیزگاری اور تقویٰ کے لباس کی اپنے وقت پر کس قدر اہمیت ہے آئے دن نت نئے فیشن کے لباس، روش کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جو اسلامی معاشرہ کو زیب نہیں دیتے۔

حضورؐ آقائے نامدار کا ارشاد ہے کہ سفید لباس پہنا کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے لئے سب سے اچھا لباس ہے اور مُردوں کو بھی سفید ہی کفن پہنایا کرو (ترمذی)

سردارؐ دوجہاں نے ریشم کا کپڑا اٹھا کر داہنے ہاتھ میں اور سونا بائیں ہاتھ میں لیا اور فرمایا یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں (نسائی)

حضورؐ محبوب دو عالم نے اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے لعنت فرمائی ہے (ابوداؤد)

حضورؐ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی لباس کو شہرت حاصل کرنے کی غرض سے پہنے گا اللہ تعالےٰ اسے ذلت کا لباس پہنائے گا (ابوداؤد)

حضورؐ اکرم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے دکھاوے کے واسطے ایسی وضع بنائی ہو جو اس کی اصل نہیں ہے یعنی حاجیوں یا علما کا لباس پہن لیا۔ حالانکہ نہ وہ حاجی ہے نہ عالم، تو گویا اس نے فریب کے دو کپڑے پہن لئے دیا اللہ توبہ) ترمذی)

حضورؐ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں کرے گا جو تکبر سے اپنے تہ بند کو گھسیٹے گا (الستہ)

حضورؐ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جنت میں وہ شخص نہیں داخل ہو گا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو گا ایک آدمی نے عرض کی انسان چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور جوتا اچھا ہو۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ جمیل ہے اور

جمال یعنی آراستگی کو پسند فرماتا ہے۔ (تکبر سے مراد) حق بات کو جھٹلانا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے (مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حبیب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا" اے عائشہ! اگر تم جنت میں میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو تمہیں دنیا (کے مال میں) سے سوار کے توشہ کی مقدار (کے برابر مال) کافی ہے۔ امیروں کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے بچو اور دوسرا کپڑا اس وقت تک نہ بدلو جب تک پہلے میں پیوند نہ لگاؤ (ترمذی) ہائے افسوس حضور اقدس کے کلمات طیبہ کا احترام (باوجود شتر بے مہار مہنگائی کے) سوائے لکڑی چیرنے پھاڑنے والے پٹھان بھائی کے ہیں نے کسی کے دل میں نہ دیکھا۔ آج ہم اس پر از روئے سنت عمل کریں تو دیکھا دیکھی کہیں دس سال میں جاکر قوم وملت پیوند لگانے کی حرمت سمجھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی چادر پر بھی سترہ پیوند لگے تھے اور آپ کی فتوحات بھی ماشاء اللہ ہر سمت اسی لئے پھیلتی رہیں۔

حضور رحمت دو عالم کا فرمان ہے کہ جو شخص قیمتی لباس جس کا اسے مقدور ہے انکساری کی وجہ سے نہ پہنے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے خلقت کے سامنے طلب فرمائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ ایمان کی پوشاکوں میں سے جونسی وہ پسند کرے پہنے (ترمذی)

جناب ابوالاحوص کے والد حضور اکرم کی خدمت میں گھٹیا لباس میں آئے آپ نے فرمایا تمہارے پاس کوئی مال ہے انہوں نے عرض کی ہاں ہے فرمایا کس قسم کا مال۔ انہوں نے کہا سب قسم کا مال خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا ہوا ہے آنحضرت محبوب خدا نے ارشاد فرمایا جب تمہیں خدا تعالیٰ نے مال عطا

کیا ہے تو اس کی نعمت اور بخشش کا اثر جو اس نے تجھ پر کی ظاہر ہونا چاہیئے (نسائی)

اور یہ کہ تاجدارِ مدینہ سرورِ سینہ نے اپنی لختِ جگر بی بی فاطمہؓ کو جہیز عطا فرمایا رہائے حسرت دو جہاں کے شہنشاہ ہوتے ہوئے امت مسلمہ کو سبق دینے کے لئے) ایک چادر سترہ پیوند لگی ہوئی بھی عنایت فرمائی۔

یہ سب کچھ ذہن میں رکھنا۔ اس پر عمل پیرا ہونا ہمارے لئے باعث فخر بھی ہے اور موجب خیر و برکت بھی۔ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید لباس کی تلقین نہ فرمائی ہوتی تو میں اپنے بہن بھائیوں۔ بزرگوں کو سپاہیانہ مجاہدانہ روپ دھارنے (اور ہر بیت کا لباس اتار پھینکنے) کے لئے زور دیتا کیونکہ حضورؐ کی ذات بابرکات نے بنفس نفیس اور صحابہؓ کبار کے ساتھ کئی غزوات میں جہاد کیا۔ الحمد اللہ۔

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اس طرح اسم بامسمیٰ ہے کہ دنیا بھر میں آج تک آپؐ سے زیادہ کسی ہستی کی حمد (تعریف) نہیں کی گئی۔ آپؐ کا لباس اس زمانے کے شرفاء کا لباس تھا اور نہایت صاف ستھرا ہوتا تھا۔ آپؐ کے لباس میں دستار، کلاہ، قمیض، ردا، چادر، قبا خرقہ، فرجی، موزہ اور جوتا شامل تھے۔ مذکورہ چیزوں میں آپؐ نے خرقہ فرجی کو چند موقعوں پر ہی استعمال فرمایا اور موزہ موسم کی رعایت سے پہنتے تھے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

"دستار مبارک": حضورؐ جناب احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر سفید رنگ کی دستار باندھا کرتے تھے، کبھی کبھار آپؐ نے سیاہ رنگ کی دستار بھی استعمال فرمائی۔ اور چند موقعوں پر سبز رنگ کی۔ غزوات، جہاد میں آپؐ کے سر مبارک پر سیاہ دستار ہوتی تھی۔ لیکن بعض صحابہؓ نے اس کی یوں توضیح

فرمائی ہے کہ دستار مبارک رنگی ہوئی نہ ہوتی تھی بلکہ آہنی خود سے برابر مس ہوکر دستار کا رنگ سیاہی مائل ہو جاتا تھا۔ آپ جو دستار گھر پہ پہنے رکھتے تھے اسکا سائز سات یا آٹھ گز کا ہوتا تھا۔ نماز پنجگانہ کے لئے بارہ گز کی دستار۔ جمعہ اور عیدین کے لئے چودہ گز کی دستار اور جہاد کے وقت پندرہ گز لمبی دستار باندھا کرتے۔ آپؐ کا معمول مبارک تھا کہ وضو فرماکر، روئے منور قبلہ رخ کرکے دستار پیچ در پیچ دائیں رخ سے بائیں جانب باندھا کرتے۔

"**کلاہ مبارک**"! جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کلاہ بہت کم استعمال فرماتے تھے۔ لیکن جب کبھی سر مبارک پر کلاہ رکھ کر عمامہ باندھا تو کلاہ سر مبارک کے متصل ہوتا تھا۔

"**قمیص مبارک**"!۔ جناب اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم عموماً قمیص زیب تن فرماتے کبھی کبھار آپؐ نے حلہ احمرا بھی پہنا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ حبیبؐ کبریا بہترین حلہ پہنا کرتے۔ قمیص میں جیب داہنی طرف (جہاں ہاتھ آسانی سے پہنچ سکے) ہوتی تھی۔ (کالر والے گریبان جو نکٹائی باندھنے کے لئے بنوائے جاتے ہیں۔ اس کی حرمت و احترام کہیں بھی میری نظر سے نہ گزرا۔ بلکہ نکٹائی کے پس منظر عیسائی بھائیوں کی روش کا ایک عجیب و غریب واقعہ ملحق ہے اسیدھی چوڑی پٹی والا گریبان اور داہنی جیب والی قمیصیں پہن کر حضورؐ کی سنت کو پھر زندہ کریں۔

"**ردا۔ چادر مبارک**" نبی لولاک صلی اللہ علیہ وسلم ردا اور چادر بھی پہنتے تھے۔ چادر کو آپؐ داہنی جانب سے اس طرح اوڑھتے کہ اس کی بغل دائیں سے بائیں شانہ پہ آئے۔ آپؐ کے عہد مبارک میں چادر اور ردا لباس کا حصہ تصور کیا جاتا تھا اور مسلمان شرفاء نے اسے بطور سنت قائم رکھا۔

"قبا مبارک" نبیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قبا استعمال فرمائی اس کے گریبان اور چاک کو بند کرنے کی جگہ داہنی جانب ہوتی تھی۔ قبا کی آستین کشادہ ہوتی تھیں کہ وضو میں آسانی رہے۔ آپؐ نے رومی جبہ بھی زیب تن فرمایا جس کی آستین تنگ ہوتی تھیں۔ وضو میں دشواری کے سبب اور موسم سرما کی رعایت سے آپؐ نے رومی جبہ کبھی کبھی سفر میں ہی پہنا۔

"خرقہ اور فرجی مبارک" :۔ فرجی "گون" کی ایک قسم ہے۔ روایتوں سے عیاں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات نے چند موقعوں پر خرقہ اور فرجی زیب تن فرمائے۔ وصال الٰہی کے بعد خرقہ صلحاء و صوفیاء کا اور فرجی علماء اور مشائخ کا امتیازی لباس بن گیا۔ سلف صالحین سے عقیدت رکھنے والے حضرات آج بھی خرقہ اور فرجی پہنتے ہیں۔

"موزہ مبارک" جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے موزہ پہنا اور پسند فرمایا ہے۔ سیاہ موزہ پہننا سنتِ نبوی ہے۔ زرد رنگ کے موزے پہننے میں کوئی قباحت نہیں۔ سرخ رنگ کا موزہ حضورؐ اکرم نے پسند نہیں فرمایا اس لیئے اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

"نعلین مبارک" :۔ عرشِ اعظم کو اپنی رفعت و تاجوری پر اس لئے بھی ناز ہے کہ باعثِ تخلیقِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کو بوسے دیئے ذکر خیر آتا ہے کہ نبوت عطا ہونے سے قبل اور عسرت کے زمانہ میں حضورؐ اکرم کو ننگے پاؤں بھی دیکھا گیا۔ لیکن روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ ابتدائے نبوت سے وصلِ الٰہی تک آنحضرتؐ باقاعدگی سے جوتا پہنتے رہے۔ جب آپؐ کعبہ شریف، مسجد یا دیگر جائے عبادت میں تشریف لے جاتے تو برہنہ پا ہو جایا کرتے۔ گھر سے باہر تشریف فرما ہوتے تو جوتا پہنے ہوئے ہوتے

سفر کے جوتے کے تلے اور ایڑیاں ذرا موٹے اور بھاری ہوا کرتے تھے آپ جوتا عموماً تسمہ والا پہنا کرتے (اسی لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر جوتے کا تسمہ بھی چاہیئے تو وہ بھی خدا سے مانگنا چاہیئے)

"موئے مبارک": - راویات سے ظاہر ہے کہ آپ کی ذاتِ گرامی نے موئے مبارک منڈوا بھی دیئے اور زلفوں کی صورت میں بڑھائے بھی ہیں سورۃ البقرہ ص۱۵ (ـلـه) حاشیہ پر توریت کے حوالہ سے نبی آخرالزمان کے "پیچواں بال" کی مدح مندرج ہے (ہر صورت کی تشریح یا اوصاف قلم بند کیئے جا سکتے ہیں لیکن (جس رخ انور کی شبیہہ مولائے کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے، گھٹاٹوپ اندھیروں میں، پھر اندھیروں میں نہ دیکھنے والی آنکھوں میں، اور پھر آنکھوں کے پردوں کی پنہائیوں میں، کمال مصوری سے کھینچ دی ہو بھلا وہ کیسے بیان کی جائے؟ میرا ایمان ہے کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی حسین وجمیل کائنات میں نہیں بنایا - الحمد اللہ یہ اللہ کا انتہائی انعام واکرام ہے وگرنہ کون کسی کو اپنے محبوب کی زیارت کراتا ہے اسی لئے تو ہر بانصیب کا دل آپ کی زلفوں کے پیچ وخم میں الجھ کر رہ جاتا ہے

حضرت وائل بن حجر ایک بار جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ذباب ذباب ارشاد فرمایا (اس کے معنی بری چیز، منحوس اور مکھی کے بھی آتے ہیں (حضرت وائل سمجھے کہ انہیں ان کے بال بڑھے ہوئے کے سبب کہا گیا ہے۔ بال کٹوا دیئے دوسرے دن پھر حاضرِ خدمت ہوئے تو نبی کریم نے فرمایا۔ میں نے تمہیں (ذباب) نہیں کہا تھا لیکن بال کٹوا دیئے تم نے اچھا کیا۔

جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا کہ اسے کوئی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے بال سنوارے۔ ایک اور شخص کو دیکھا کہ اس کے کپڑے میلے تھے آپؐ نے فرمایا کیا اسے پانی نہیں ملتا کہ اپنے کپڑے دھوئے (ابوداؤد)

سر کے بالوں کے متعلق حکم ہے کہ سر منڈایا جائے۔ اگر بال بڑھائے ہوں تو کان کی لو تک شانوں تک بڑھائے جا سکتے ہیں۔ البتہ حضورؐ کے عہد مبارک میں حضرت محضرؓ کی شکایت کی گئی کہ آپ شانوں سے بھی بڑھے ہوئے بال نہیں کٹواتے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپؐ حضرت بلالؓ کی اذان کی نقل کر رہے تھے۔ حضور کریمؐ مسجد نبوی تشریف لے جا رہے تھے ازروئے شفقت میرےؓ سر پر اپنا دست مبارک پھیر دیا لہذا جن بالوں پر حضور اکرمؐ اپنا دست مبارک پھیر دیں وہ کب اس لائق ہیں کہ انہیں کٹوایا جائے؟۔

حضورؐ پرنور کی حیات طیبہ ہر دھندے ہر کام کاج میں ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ جن کا احاطہ کرنا "انسائیکلو پیڈیا" لکھنے سے بھی زیادہ دشوار ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ربط وضبط رکھنے پر آپؐ کے اسوۂ حسنہ سے چند ارشاد رقم کئے جاتے ہیں۔

ابن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضورؐ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کے ایک حصہ کو پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ دنیا میں مسافر کی طرح گزارہ کر یا اس سے بھی بڑھ کر جیسے راہ گذر ہو اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر (بخاری) اس کا مقصد یہ ہے کہ دنیائے فانی سے دل نہ لگایا جائے جیسے مسافر کی نگاہ فقط منزل مقصود پر ہوتی ہے۔ منزل پر پہنچنے کے لئے وہ اپنی ساری

کوششیں بروئے کار لاتا ہے اثنائے سفر میں قیام گاہ میں غیر متعلق چیزوں سے نہ دل لگاتا ہے نہ بے ضرورت تعلقات میں الجھتا ہے۔

ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ میں شہنشاہ دو جہاں حضورؐ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ کھجوروں کی چٹائی پر تشریف فرما تھے اور چاند سے گورے بدن پر چٹائی کے نشان پڑے ہوئے تھے میں نے عرض کیا اے اللہ کے دلاڑے! نبیؐ ہم آپؐ کے لئے ایک بچھونا بنا لیتے ہیں جو چٹائی پر ڈالا جائے تاکہ آپؐ کے جسم اطہر پر نشان نہ پڑیں۔ اللہ کے محبوبؐ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دنیا کی آسائش سے کیا غرض میری اور دنیا کی مثال ایک سوار کی ہے کہ اس نے ایک درخت کے سائے میں آرام کیا اور اسے چھوڑا اور چلتا ہوا (ترمذی)

ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس سواری زائد ہو وہ ایسے شخص کو سواری دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس توشہ زائد ہو وہ ایسے شخص کو توشہ دے جس کے پاس نہ ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر اہتمام سے یہ بات فرمائی کہ ہمیں یہ گمان ہونے لگا کہ کسی شخص کا اپنے کسی ایسے حال میں حق ہی نہیں ہے جو اس کی ضرورت سے زائد ہو ماشاء اللہ۔

حضورؐ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے خوف خدا کیا اس نے اول ہی رات سے سفر شروع کر دیا اور جس نے اوّل رات سے سفر شروع کر دیا وہ منزل پر پہنچ گیا (لصبد الحمد اللہ) ترمذی)

جناب آفتاب رسالت حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ سفر میں سب سے پیچھے رہتے ناتواں کو اٹھا کر اپنے پیچھے بٹھا لیتے اور اس

کے واسطے دعا فرماتے (ابو داؤد) ہائے حسرت ہم نے کسی بھی اللہ کے بندے کی اس کے منزلِ مقصود تک پہنچنے میں مدد کی ؟

اب آپ فرمائیں گے دیوانہ باباتنی مصیبت کیوں کی لکھنے والی بات تو کچھ نہیں ان کی شکایت کے ازالہ کے لئے ارشادِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی جواب قلم بند کرتا ہوں۔

ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ ہمیں کیا ہوا ہے کہ جب ہم آپؐ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہوتے ہیں اور ہم دنیا سے بے رغبت ہوتے ہیں اور آخرت گویا آنکھ کے سامنے دکھائی دیتی ہے اور جب ہم آپؐ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور گھر والوں کی رغبت کرتے ہیں اور اپنی اولاد سے ملتے ہیں تو ہمارے دل پلٹ جاتے ہیں نبی کریمؐ نے فرمایا اگر تم اسی حال پہ رہتے جو حال تمہارا میری صحبت میں ہوتا ہے تو فرشتے تمہارے گھروں میں جاکر تمہاری ملاقات کرتے اور راستوں میں تم سے ہاتھ ملاتے اور اگر تم گناہ نہ کرتے تو خدا تمہیں اٹھالیتا اور دوسری خلقت پیدا کر دیتا جو گناہ کرتی اور بھٹکا مخول کرتی اور معافی و بخشش مانگتی۔ پس اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا۔ (ترمذی)

لہٰذا حتی الامکان ہمیں اللہ کے خوف سے نیکیوں میں زیادہ سعی کرنی چاہیئے۔ اللہ ہمیں توفیق فرمائے۔ آمین۔

"دُعاؤں کے بارے میں"

(اور سفارشات)

ہر نیک دعا، ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی طرح اپنے وجود میں بے پناہ تڑپ لئے ہوتی ہے جو ساتوں آسمانوں کا سینہ چاک کرتی ہوئی عرشِ مُعلیٰ تک پہنچ کر بارگاہِ الٰہی میں قبول و منظور ہو جاتی ہے۔ مومن مسلمان کی دعا کے علاوہ مالکِ کُل ہر غیر مسلم اور (اپنی پیدا کردہ اٹھارہ ہزار) مخلوقات کی دعائیں بھی بیک وقت سنتا اور قبول فرماتا ہے۔

اللہ سے مانگنا ایک معزز عبادت ہے۔ بندگی کی شرط ہے۔ اللہ سے نہ مانگنا غرور و کبر میں شامل ہے اور اللہ کے ہاں ناپسندیدہ فعل ہے دعاؤں کے تسلسل میں مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنی کا تبرکاً حوالہ دیا جاتا ہے (البقرہ ۲/۱۸۶، ابراہیم ۱۴/۳۴، النحل ۱۶/۱۸، الفرقان ۲۵/۷۷، النمل ۲۷/۶۲ والصّٰفّٰت ۳۷/۷۵ اور القمر ۵۴/۱۰) ان کا ترجمہ ایک نظر دیکھ لیا جائے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تین آدمی ہیں کہ ان کی دعا نامنظور نہیں ہوتی۔ (۱) عادل حاکم (۲) روزہ دار؛ (۳) مظلوم۔ ان کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر لے جاتا ہے اور آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم تمہاری دستگیری ضرور کروں گا خواہ کچھ وقفہ ہی پڑ جائے (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو یہ نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے اے اللہ مجھ پر رحم فرما اگر تو چاہے بلکہ

دعا میں بختگی کرے اس لئے کہ اللہ تعالٰے پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ پورے یقین اور رغبت کے ساتھ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ جو دیتا ہے دنیا اس پر کوئی بڑی چیز نہیں (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ہاں کوئی چیز اور کوئی عمل دعا سے زیادہ عزیز نہیں۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ کو سوالوں اور دعاؤں میں سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ بندے اس سے عافیت کی دعا کریں۔ (ترمذی)

جناب نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کا متن ہے کہ جب مومن مسلمان نیک دعا کرتا ہے تو رب کریم جس چیز کے لئے دعا کی گئی ہو وہی چیز عطا فرما دیتا ہے یا اس کے بدلے دعا مانگنے والے کی کوئی برائی یا مصیبت اس سے رفع کر دی جاتی ہے یا اس کا ثواب مانگنے والے کا توشۂ آخرت لکھ لیا جاتا ہے یہ اس قادرِ مطلق کی حکمت عملی ہے۔

اللہ جل شانہ، بندوں کی دعائیں انہیں قیامت میں جتلائے گا۔ جن دعاؤں کی قبولیت کے شرف سے وہ نہ نوازے گئے ہوں گے یا جو دنیا میں موثر ثابت نہ ہوئی ہوں گی اللہ تعالٰے فرمائے گا میں نے ان دعاؤں کا اجر و ثواب تمہارے لئے یوں متعین کیا اور آخرت کا صلہ بنا رکھا اس وقت بندے تمنا کریں گے کہ کاش ان کی کوئی بھی دعا دنیا میں پوری نہ ہوتی کہ آخرت میں کثیر اجر ملتا۔ اللہ رب العزت سے مانگنے والا ما شاء اللہ بامراد ہے اور دعا سے دست برداری خواہ بے رغبتی سے ہو یا غفلت

سے سراسر گھاٹے کی بات ہے۔
جہاد کے سلسلہ میں صحابہؓ کرام کس قدر مستجاب دعا تھے ذیل کے ایک دو واقعات سے بخوبی ظاہر ہے۔
جنگ احد میں حضرت عاصمؓ نے سلافہ کے دو بیٹے جہنم رسید کر دیئے تھے لہٰذا سلافہ نے اعلان کیا جو حضرت عاصمؓ کا سر کاٹ لائے گا اسے سَو اونٹ انعام دوں گی اور ان کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی سفیان بن خالد کو لالچ نے مدعو کیا تو اس نے عضل و قارہ کے چند آدمیوں کو ورغلایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اپنے تئیں مسلمان ظاہر کریں اور تعلیم و تبلیغ کے لیے حضورؐ انور سے کچھ حضرات ساتھ بھیجنے کی درخواست کریں اور خصوصی حضرت عاصمؓ کے لئے اصرار کریں کہ ان کا وعظ انتہائی پسندیدہ بتلایا جاتا ہے۔
اپنا ایمان ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے اپنے حبیبؐ اکرم کو ان کی شہادت سے مطلع فرمایا ہوگا پھر ایمان کی بات کرتا ہوں کچھ عطائیں مقدر سے تعلق رکھتی ہیں حضورؐ اکرم نے جناب عاصم کو دس صحابہؓ کرام کے ہمراہ رخصت فرمایا۔ کافر مرتد روز ازل سے ہی بدعہدی کرتے چلے آئے ہیں راستہ میں بنو لحیان کے دو سَو آدمیوں کو جن میں سَو مشہور تیر انداز تھے مقابلہ کے لئے بلایا۔ اس پر یہ مختصر صحابہؓ کرام کی جماعت "فدفد" پہاڑی پر چڑھ گئی۔ کفار نے کہا کہ تمہارے بدلہ میں اہل مکہ سے کچھ مال لینا چاہتے ہیں تمہارے خون سے اپنے ہاتھ رنگنا نہیں چاہتے۔ نیچے آجاؤ تو قتل نہیں کئے جاؤ گے مگر انھوںؓ نے کہا ہم کافر کے عہد میں آنا نہیں چاہتے۔ یہاں بندہ مومن کے لئے خصوصی فوجی حضرات کے لئے سبق آموز نقطہ ہے کہ شہادت

کو مقدم سمجھیں، مردود کافر کی چکنی چپڑی بات میں کبھی نہ آجائیں) اور ترکش سے تیر نکال کر مقابلہ کیا۔ تیر ختم ہوئے تو نیزوں سے جھپٹ پڑے۔ وہ ٹوٹے تو تلواریں سونت کر مجمع کثیر میں گھس گئے۔ یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ حضرت عاصمؓ نے بوقتِ شہادت دو دعائیں مانگیں (۱) ایک یہ کہ اے اللہ اس واقعہ کی اطلاع اپنے پیارے محبوب ﷺ کو دے، (۲) دوسرے یہ کہ سلافہ میرے سر کی کھوپڑی میں شراب پینے کی آرزو رکھتی ہے یہ سر تیرے راستہ میں کٹوایا جا رہا ہے تو اس کا محافظ ہے چنانچہ حضور ﷺ کو جیسے دعا کی گئی تھی اسی وقت اس واقعہ کی اطلاع دے دی گئی (اللہ ہر طرح سے پیغام رسانی پر قادر ہے) اور جب کفار نے آپؓ کا سر قلم کرنا چاہا تو اللہ کریم نے شہد کی مکھیوں کا ایک غول بھیج دیا جس نے انؓ کے بدن کو ہر طرف سے گھیر لیا، اور مدافعت کی۔ کافروں نے خیال کیا کہ رات کے وقت جب مکھیاں اڑ جائیں گی تو سر قلم کر لیں گے مگر رات کو بارش کی تیز رو آئی اور نعش مبارک کو کہیں بہا لے گئی۔ اللہ جسے چاہے جو مرتبہ دے۔ نمبر ۲۵:... یہ آپ جناب عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام تھے بیر معونہ کی لڑائی میں (جبار بن سلمیٰ کے ہاتھوں جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے) شہید ہوئے تو ان کی نعش پاک آسمان کو اڑی چلی گئی یہ مشاہدہ ان کے اسلام لانے کا سبب بنا۔ بے شک اللہ ہر چیز پہ ہر طرح قادر ہے۔ اس لڑائی میں عبداللہ بن طارقؓ زیدؓ بن وثنہ اور حضرت خبیبؓ کا بہت ہی دلخراش قصہ ہے جسے وقت کی قلت کے سبب قلم بند نہیں کیا جاتا۔ بہر کیف نیک دعائیں بلا کی تاثیر ہوتی ہے اور دعا گو کسی نہ کسی رنگ میں ضرور نوازا جاتا ہے۔

جنگ احد سے ایک دن پہلے، حضرت سعد بن وقاصؓ اور حضرت عبداللہ بن جحشؓ بارگاہ الٰہی میں دعا مانگنا اور ہر ایک دوسرے کی پسندیدہ دعا پہ آمین کہنا

طے کرتے ہیں۔ پہلے حضرت سعدؓ دعا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کل کی لڑائی میں تو میرے مقابلہ میں کسی بڑے بہادر کو مقرر فرما وہ مجھ پہ سخت حملہ کرے اور میں اس پہ سخت جوابی حملہ کر کے اسے جہنم رسید کر دوں حضرت عبداللہؓ نے آپ کی دعا پہ آمین کہی اس کے بعد وہ اپنی دعا فرماتے ہیں کہ اے اللہ کل میدانِ کارزار میں کسی بہادر سے میرا مقابلہ ہو میں اس پہ جانفشانی سے ٹوٹ پڑوں وہ بھی مجھ پر سخت حملہ کر کے مجھے جامِ شہادت پلا دے اور میرے ناک کان کاٹ لے، دن قیامت تیری عدالت میں جب ان عضو کے متعلق پوچھا جائے تو میں کہوں مولائے کریم یہ ناک اور کان بھی تیرے اور تیرے پیارے حبیبؐ کے راستے میں کاٹے گئے پھر تو فرمائے میرے بندے نے سچ کہا۔ حضرت سعد نے ان کی دعا پہ آمین کہی۔ پہلے روز جیسے دعائیں کی گئی تھیں ویسے ہی قبول ہوئیں۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں دوسرے دن لڑائی کے اختتام پر میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ شہید ہوئے پڑے ہیں اور ان کا ناک اور کان بھی کاٹے ہوئے ہیں اور یہ کہ ان کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ حضورؐ رسول مقبول اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے بیشک آخرت کی زندگی کو دنیا کی زندگانی پر ترجیح دی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے راستہ میں کما حقہٗ جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اولیاء کرام عموماً حلقہ بگوشوں کو اپنی دعاؤں کے اول اور آخر درود پاک پڑھنے کے پیارے عمل کی تلقین فرماتے ہیں۔ درود پاک کے ان گنت فضائل ہیں اور عمل بارگاہ الٰہی میں انتہائی مقبول و منظور ہے میں خدا کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ درود پاک کے طفیل اللہ تعالیٰ بندے کی دعاؤں کا اگر ہو بہو وہی دعائیں قبول نہ ہوں تو ان کا نعم البدل پیدا فرما دیتے ہیں الحمد للہ، اور یہ میرا ایمان ہے۔

رہا ان دعاؤں کے بارے میں جو بوقت جہاد مانگی جاتی ہیں تو یہ آسان تر اور

مختصر دعائیں بجائے اپنی مادری زبان کے "عربی" میں ہی یاد کرنی ہوں گی۔ چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے کام کاج پر خود ہی یا کسی مہربان سے کہتے سنتے رہیئے۔ انشاء اللہ جلد یاد ہو جائیں گی اور انہیں عربی میں ہی یاد کرنے کا شرف حاصل کریں

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ

ترجمہ:۔ مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی اور وہ بہترین ذمہ دار ہیں بہترین آقا ہیں اور بہترین مددگار ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی نہ زمین میں، نہ آسمان میں اور وہ بہت سننے جاننے والے ہیں۔

غزوہ خندق میں حضورؐ نے صحابہؓ کو یہ دعا فرمائی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا

ترجمہ:۔ اے اللہ ہماری کمزوریوں کو چھپا دیجئے اور خطرات سے امن دیجیے۔

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ

ترجمہ: اے اللہ میری حفاظت کر آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں جانب اور بائیں جانب سے اور اوپر سے۔ اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ زمین مجھے اچانک پکڑ لے جس سے میں دھنس جاؤں۔

اَللّٰھُمَّ عَذِّبِ الْکَفَرَۃَ وَاَلْقِ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ وَخَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ وَاَنْزِلْ عَلَیْھِمْ رِجْزَکَ وَعَذَابَکَ

ترجمہ:۔ اے اللہ کافروں کو عذاب چکھا اور ان کے دل میں رعب ڈال دے اور ان میں آپس میں پھوٹ ڈال دے اور اے اللہ اتار ان پر اپنا عتاب اور اپنا عذاب؛

اَللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَاءُ وَعَلَيْكَ الْإِجَابَةُ وَ هٰذَا الْجَهْدُ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ -

ترجمہ: اے اللہ یہ دعا ہے۔ قبول کرنا تیرا کام ہے اور یہ کوشش ہے۔ بھروسہ تیرے ہی اوپر ہے۔ (کنزل العمال ابن عباسؓ و ابن عمرؓ)

اَللّٰهُمَّ عَذِّبِ الْكَفَرَةَ وَاَلْقِ فِي قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَخَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ

ترجمہ: اے اللہ تو کافروں کو عذاب دے اور ان کے دلوں میں ہیبت بٹھا دے اور ان کی بات میں اختلاف پیدا کر دے اور ان پر اپنا قہر اور عذاب نازل فرما۔ (کنزل العمال۔ سمرۃؓ)

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ يَوْمَ تَزِلُّ فِيْهِ الْاَقْدَامُ

ترجمہ: اے اللہ مجھے ثابت قدم رکھنا جس دن لوگوں کے قدم ڈگمگانے لگیں۔ (کتاب الاذکار امام نوویؒ)

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

ترجمہ: اے اللہ تو مدد کر اس کی جو مدد کرے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اور ہمیں انہی لوگوں میں سے بنا اور اسے چھوڑ دے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو چھوڑتا ہے اور ہمیں ان لوگوں میں سے نہ بنا۔

اَللّٰھُمَّ احْرُسْنِیْ بِعَیْنِكَ الَّتِیْ لَا تَنَامُ وَاكْنُفْنِیْ بِرُكْنِكَ الَّذِیْ لَا یُرَامُ

ترجمہ: اے اللہ میری نگہبانی کر اس آنکھ سے جو کبھی نہیں سوتی اور مجھے اس قوت کی آڑ میں لے لے جس کے پاس کوئی نہیں پھٹک سکتا۔ (کنز العمال حضرت علیؓ)

اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْكُتُبِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَھَازِمَ الْاَحْزَابِ اَھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ۔

ترجمہ: اے اللہ کتاب کے نازل کرنے والے اور بادل چلانے والے اور لشکروں کو شکست دینے والے انہیں شکست دیجئے اور ہمیں ان پر فتح دیجئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَضُدِیْ وَنَصِیْرِیْ بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔

ترجمہ: اے اللہ آپ میرے مددگار اور حمایتی ہیں۔ آپ کی مدد سے پھرتا ہوں اور آپ کی مدد سے حملہ کرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا

ترجمہ: اے اللہ ہماری مدد کرنا اس کے خلاف جو ہم سے دشمنی کرے اور ہم پر مصیبت نہ ڈال ہمارے دین میں اور ہم پر اس کو غالب نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ جَھْدِ الْبَلَآءِ وَدَرْكِ الشَّقَآءِ وَسُوْٓءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ

ترجمہ: اے اللہ ہم تیری پناہ چاہتے ہیں مصیبت کی سختی سے۔

اور بدبختی کے پڑنے سے۔ اور برے فیصلہ سے اور دشمنوں کے مذاق بنا

رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ وَامْکُرْ لِیْ وَلَا تَمْکُرْ عَلَیَّ (ترمذی شریف)

ترجمہ: اے میرے رب میری اعانت کر۔ میرے خلاف اعانت نہ اور میری مدد فرما۔ میرے خلاف مدد نہ فرما اور میرے حق میں تدبیر کر میرے خلاف تدبیر نہ کر۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ ۝

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمیں استقلال عطا فرمائیے اور ہمیں ثابت قدم رکھیئے اور کافروں کی قوم پر غلبہ عطا کیجئے۔

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ ۝

ترجمہ: اور ہم سے درگذر کیجئے اور ہمیں بخش دیجئے اور ہم پر رحم کیجئے آپ ہمارے کارساز ہیں۔ سو ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرمائیے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ ۝

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار بخش دیجئے ہمارے گناہ اور ہمارے کاموں میں حد سے نکل جانے کو اور ہم کو ثابت قدم رکھیئے۔ اور ہمیں کافروں کی قوم پر غالب کیجئے۔ (آل عمران، ۱۴۷)

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ ۝

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں صبر و استقلال دیجئے۔ اور ہمیں اسلا

ہی کی حالت پر موت دیجئے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں تختۂ مشق نہ بنائیے ظالموں کی قوم کا۔ اور ہمیں نجات دیجئے۔ اپنی رحمت کے صدقے کافروں کی قوم سے (یونس: ۸۸)

رَبِّ اِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝۔

ترجمہ: اے میرے رب میں تکلیف میں گھرا ہوا ہوں اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔ (الانبیاء ۸۴)

رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

ترجمہ: اے میرے رب مجھے ان ظالم لوگوں سے بچا لیجئے۔ (قصص ۲۱)

رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

ترجمہ: اے میرے رب مجھے ان فسادی لوگوں پر غالب فرمائیے (عنکبوت ۳۰)

رَبِّ اِنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

ترجمہ: اے میرے رب میں مغلوب ہوں سو آپ میرا بدلہ لیں (القمر ۱۱)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں تختۂ مشق نہ بنائیے کافروں کے لئے اور اے ہمارے رب ہمیں بخش دیجئے۔ بیشک آپ ہی غالب حکمت والے ہیں۔ (ممتحنہ ۶)

سواری پر سوار ہوتے وقت

جب اپنے ٹمنک، جیپ، یا کسی اور سواری پر سوار ہونے لگیں تو یہ دعا پڑھیں۔

اللہ تعالےٰ ہر برائی سے محفوظ رکھے گا۔

بسم اللہ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ (زخرف: ۱۴)

ترجمہ: اللہ کے نام سے۔ وہ ذات پاک ہے جس نے اسے ہمارے قابو میں کر دیا ہم اسے قابو میں نہ لا سکتے تھے، اور ہمیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اے رب العزت یہ ادنیٰ سی کوشش کہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی تابندہ و درخشاں رہے قبول فرما۔ قوم و ملت میں جہاد کی روح پھونک دے۔ عالم اسلام پہ رحم و کرم فرما۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کو متحد فرما دے دین، دنیا اور آخرت کے کاموں میں تو ہی ان کی کفایت فرما کہ ہر میدان میں صف اوّل میں کھڑے ہوں اور انہیں سرخرو رکھ۔ اندرونی بیرونی خلفشار سے اپنی پناہ میں رکھ۔ جن باطل طاقتوں نے ہمارے اندر پھوٹ ڈالنے، ہمارے ملک کے ٹکڑے کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی (خصوصی واویلا دیوی بنت سامری اور ان کے دو بڑے نمرود و قارون خصلت حواریوں کی) ہمارے ہاتھوں اچھی خبر لے۔ ہم سے راضی ہو جا۔ تیری ربوبیت کا واسطہ ہمیں پھر فاتح بنا۔ ہمارے ملک پاکستان کو (جو انڈونیشیا سے سینی گال تک پاکستان بنتا نظر آ رہا ہے) قائم دائم رکھ۔ اور ان کے بسنے والوں کو شاد و آباد رکھ کہ تیرا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرتے رہیں۔

اے مولائے کریم اپنی شان کریمی کے صدقے اپنے حبیبؐ کی امت کو دن قیامت تک پھولتے پھلتے رکھیو۔ دین و دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے سرفراز فرماتے رہیو۔ اے مالک تو خود عطا فرمائے یا

کسی نسے دلوادے تو ہی رب ہے عطا کرنے والا ہے صد شکر مرشد پاک نے جو قبا عنایت فرمائی اس
میں دونوں جہان سمٹے ہوئے پاتا ہوں عالم اسلام سے حب رکھے۔ جناب پنج تن پاک کی حب اور جناب
غوث الاعظم کی حب کے سبب جو اتنا کرم کیا لہذا میرے مرشد پاک کے در دولت پہ جسے تو بھیجے وہاں
سے کسی کو خالی رخصت نہ فرما تیری ربوبیت کا صدقہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت سے
میرا کچکول (جو میں مرشد پاک کے دربار سے آتا جاتا اٹھا لایا) بھی بھروا دے

حضورؐ کا ارشاد گرامی یوں بھی آیا ہے کہ کافروں سے جنگ وجہاد کی تمنا نہ کرو بلکہ
اللہ سے عافیت مانگو اور جب دشمنوں سے مقابلہ ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت تلواروں
کے سائے میں ہے" پھر آپ نے یوں دعا مانگی اے اللہ کتاب نازل کرنے والے ابر کے لانے والے
اور کافروں کی جمعیت کو شکست دینے والے انکو (کافروں کو) شکست دے اور ہمیں ان پر فتح و
ونصرت دے۔

مجھے حسرت رہی کہ میرے پاکستانی بہن بھائی انڈونیشیوں اور الجزائریوں کی طرح آزادی
کی قدر کو نہ سمجھے صبح اٹھتے اپنے اپنے کام دھندوں پر دس منٹ (ریٹائرڈ) فوجی بھائیوں کے
تعاون سے فوجی قواعد ہوائی حملوں کے بچاؤ فوری طبی امداد کی مشقیں کر لیا کریں (جسے آپ مشقت
کی سفارش سمجھیں گے) تو آجکل کے ناخداؤں سے نجات حاصل کر لیں۔ ایسی صورتحال میں روسی
امریکی، اسرائیلی، بھارتی جارحیت سے عوام ہی نپٹ لیں۔ فوج تازہ دم رکھی جائے ضرورت
ہو تو فوج سے بھی کام لے لیا جائے۔ دیکھیں آپ حکومت سے کتنا تعاون فرماتے ہیں آخر میں
بارگاہ الہیٰ میں پھر دعا ہے کہ اللہ کریم اس ادنیٰ سی سعی کو قبول فرمائے آمین ؎

(تمت بالخیر)

۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ (بروز جمعرات) ۳۱ جنوری ۱۹۸۰ء